شہیدِ ناموسِ رسالت ﷺ

ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

سیرت • کردار • خطوط

غازیٔ اسلام کے حوالے سے ایک مستند اور منفرد تحریر

مفتی محمد تصدق حسین

شہیدِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُمتاز حُسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

سیرت کردار خطوط

غازی اسلام کے حوالے سے ایک مستند اور منفرد تحریر

مفتی محمد تصدق حسین

تجلیات

انتساب

فارق حق و باطل مراد رسول کریم ﷺ
محبوب سیدالمرسلین، سالار مجاہدین ناموس رسول

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی بارگاہ میں

جنہوں نے گستاخ منافق کو قتل کر کے تائید رحمانی حاصل کی اور امت مسلمہ کو روشن طریق عطا فرمایا۔

محمد تصدق حسین رضوی

اھداء

مجاہد ناموس رسول، صحابی رسول

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی بارگاہ میں

جنہوں نے اپنی گستاخ بہن کو جہنم واصل کیا

اور

کشتہ محبت رسول، صحابی رسول

حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی بارگاہ میں

جنہوں نے گستاخ عورت عصماء کو واصل جہنم کیا

اور دونوں نے ماورائے عدالت قتل پر امام الانبیاء رحمت کائنات حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دادِ تحسین وصول کی۔

محمد تصدق حسین رضوی

برکات قلم

ادیب، شہیر، استاذ العلماء، حضرت علامہ الحاج محمد منشاء تابش قصوری

دامت برکاتہم العالیہ

قلم کی برکات پر قرآن وسنت ناطق ہیں۔ نبی اکرم، محسن اعظم، معلم انسانیت، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ جہاں اپنے اخلاق کریمہ، کمالات جلیلہ سے اصلاح وفلاح کو بروئے عمل لاتے رہے، وہاں آپ نے مکتوبات گرانمایہ سے بھی شاہان وقت، امراء و رؤساء کو دعوت اسلام دی گویا کہ آپ نے قلمی تبلیغ کی بھی بنیاد رکھی۔ پھر قلم نے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ صدیاں گزرتی گئیں مگر قلمی محاذ میں کمزوری دیکھنے تک نہ آئی۔ کتب تفاسیر واحادیث، فقہ اور بے شمار علوم وفنون قلم کی برکات پر شاہد عادل ہیں قلم نے نہ صرف مسلمین کو فیوض وبرکات سے بہرہ مند کیا بلکہ غیر مسلم بھی قلم کے ممنون احسان ہوئے، اس سائنسی دور میں بھی قلم کی اہمیت کم نہیں ہوئی بلکہ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جائے گا قلم کی رفتار ویسے ویسے بڑھتی جائے گی۔ قرطاس ابیض پر جو بھی نقش ابھریں گے اسے قلم کا ہی وسیلہ قرار دیا جائے گا۔ دین اسلام اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کے دفاع میں اکابر ملت کے قلم سے بکثرت کارنامے ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے آ رہے ہیں پس انہیں کے تتبع میں عزیز القدر حضرت علامہ مولانا محمد تصدق حسین زید مجدہ الکریم نے بھی قلم سے اپنی وابستگی کو مضبوط کرنے کے لئے تصنیف وتالیف کی راہ اپنائی۔ لہٰذا موصوف کے مختصر تعارف کے لئے چند سطور قارئین کرام کی نذر کی جا رہی ہیں۔

خاندانی پس منظر:

علامہ محمد تصدق حسین کا آبائی تعلق مردم خیز قصبہ سلیمان آباد ضلع اٹک سے ہے۔ سلیمان آباد کی وجہ تسمیہ کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ شیخ المشائخ خواجہ امیر احمد بسالوی رحمۃ اللہ علیہ جو اس جگہ قیام رکھتے تھے انہوں نے اپنے شیخ کامل کی محبت و مودت کو دوام بخشنے کے لئے اس قصبہ کو شیخ الاولیاء حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب وموسوم کیا، مولانا محمد تصدق حسین اعوان کا آبائی پیشہ کھیتی باڑی رہا مگر آپ کے والد ماجد بہرام خان ولد نور محمد صاحب فوجی ملازمت سے وابستہ رہے مگر آپ کے دو چچا اور چار ماموں عالم دین ہیں جن کی وجہ سے آپ کے والد ماجد نے اپنے بیٹوں کو علوم دینیہ سے سرفراز کرنے کی طرح ڈالی اور الحمد للہ علی منہ و کرمہ تعالیٰ دونوں بھائی ملت اسلامیہ کی نامور اسلامی یونیورسٹی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان کے ممتاز فضلاء میں شمار ہوتے ہیں۔

ولادت باسعادت:

علامہ محمد تصدق حسین اعوان سلمہ اللہ تعالیٰ، 3 فروری 1978ء ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بروز جمعرات بوقت صبح سلیمان آباد میں متولد ہوئے۔

دینی تعلیم:

جب سن شعور کو پہنچے تو اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے ماموں مولانا حافظ محمد صدیق سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ بعدہ جب حفظ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے تو صرف چھ ماہ کی مختصر مدت میں حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ قاری محمد اکرم لاہور اور مولانا قاری غلام احمد جو خانقاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف کے کامیاب مدرس ہیں ان سے حفظ قرآن کی دولت عظمیٰ سے فیض یاب ہوئے۔ علوم وفنون دینیہ کی تعلیم ابتداء سے

انتہاء تک مرکزی دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ سے حاصل کی اور مولانا کو سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازا گیا۔

عصری تعلیم:

عصری تعلیم کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہا، میٹرک کا امتحان گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول اٹک سے پاس کیا اور فاضل عربی لاہور بورڈ کا مرہون منت ہے۔

عملی زندگی:

انسان جب تعلیم و تربیت کی منازل طے کر رہا ہوتا ہے تو اسی وقت ہی اپنے مستقبل کو تابناک بنانے کے لائحہ عمل پر غور وخوض شروع کر دیتا ہے۔علامہ محمد تصدق حسین صاحب کا تعلق ایک مذہبی خانوادے سے ہے۔بناء علیہ موصوف نے اپنی زندگی کو دین حنیف کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔

ایک اچھے عالم کے اوصاف میں تین صفتوں کا ہونا ضروری ہے، مدرس ہو، مقرر ہو، مصنف ہو، بعض علماء میں کوئی ایک آدھ صفت پائی جاتی ہے مگر خوش بخت ہیں وہ علماء حق جو جملہ اوصاف علمیہ، عملیہ سے موصوف ہیں۔اگر اس کسوٹی پر مولانا موصوف کو پرکھا جائے تو یہ تینوں صفات کا مرقع نظر آتے ہیں۔آپ بیک وقت مسند تدریس کی شان بھی ہیں اور محراب ومنبر کی زینت بھی اور ساتھ ساتھ قلمی آبیاری بھی فرما رہے ہیں۔آپ کی متعدد نہایت علمی و تحقیقی کتابیں منصہ شہود پر آ کر قبولیت کا ثمرہ پا چکی ہیں۔

اساتذہ کرام:

- سید العلماء مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی۔
- زبدۃ العلماء شرف ملت حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری۔

- فخر الاماثل حضرت علامہ حافظ عبد الستار سعیدی۔
- ادیب شہیر حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری۔
- استاذ العلماء حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی۔
- بطل حریت حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی۔
- عالم نبیل حضرت علامہ فضل حنان سعیدی۔
- مناظر اسلام حضرت علامہ عبد التواب صدیقی۔
- فاضل جلیل حضرت علامہ محمد صدیق نظامی۔

بیعت وارادت:

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت حضرت پیرزادہ علی محمد معینی چشتی صابری سے بیعت کا شرف حاصل کیا، اجازت قرآن اور سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت کی نعمت عظمیٰ سے شاد کام ہوئے اور دربار عالیہ قادریہ فاضلیہ کے سجادہ نشین مرشد الوقت حضرت پیر سید ثاقب محی الدین الگیلانی القادری نے بھی مولانا کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

سعادت عمرہ شریف:

عزیزم مولانا محمد تصدق حسین تین بار بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کی سعادت کے ساتھ ساتھ عمرہ کی نعمت سے باریاب ہو چکے ہیں۔

ازدواجی زندگی:

علامہ محمد تصدق حسین کی شادی 2008ء میں پیر طریقت حضرت پیر سید سلطان علی شاہ گیلانی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا محمد بلال حسن ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں برکت وسلامتی اور علم دین عطا فرمائے اور حضور سید عالم ﷺ کی

محبت وغلامی میں قبول فرمائے۔آمین

فتویٰ نویسی ومناظرہ:

موصوف نے حضرت شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی مدظلہ سے فتویٰ نویسی اور مناظر اسلام علامہ عبد التواب صدیقی سے مناظرہ کی مشق کی۔علاوہ ازیں امام انقلاب حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی جدوجہد سے متاثر ہو کر جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ سیاسی وابستگی قائم کی اور اب جمعیت کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مساعی علم وقلم کو قبولیت کی نعمت سے نوازے اور تاحیات سلسلہ خدمت دین متین جاری رکھیں۔

آمین بجاہ خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد منشاء تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شعبان المعظم 1433ء

اعترافِ عظمت

ازقلم: شاعرابن شاعرصاجزادہ نجم الامین عروس فاروقی

ہیں تصانیف آپ کی ایمان افزا
آپ نے جو بھی لکھا اچھا لکھا
آپ کا ہے اس جماعت میں شمار
جس کو جوہر علم کا بخشا گیا
آپ پائیں ہر دو عالم میں قرار
آپ کا ہو ہر دو عالم میں بھلا
آپ تو بے لوث سے انسان ہیں
آپ کو کیا حاجت مدح و ثنا
آپ پر حق تعالیٰ کا ہے کرم
آپ پر ہے چشم شاہ انبیاء
ہیں یہی میرے حروفِ آخریں
مرحبا مفتی محمد تصدق مرحبا

تقریظ

مفکر اسلام حضرت علامہ قاری محمد زوار بہادر

چیئرمین: سپریم کونسل جمعیت علماء پاکستان، بانی: صفہ اسلامک یونیورسٹی لاہور

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

ستیزہ کار رہا ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و راہنمائی کیلئے آخری لاریب کتاب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمائی جس میں ہر خشک وتر اور ہر چھوٹی بڑی شے کا بیان ہے۔اس کتاب مبین میں خالق کائنات کی وحدانیت کے بعد حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وتوقیر کا حکم دیا گیا اور امت کو آپ کی حرمت و ناموس کے تحفظ کا حکم ارشاد فرمایا گیا: ارشاد ربانی ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلہ:22)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی

کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری ومسلم)

تم میں سے کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے والدین٬ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے قرآنی حکم پر عمل پیرا رہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اپنی جان٬ مال٬ اولاد٬ والدین٬ عزیز و اقارب٬ گھربار اور وطن سب کچھ قربان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی بھی بطور تبرک واعزاز اپنے ہاتھوں پر لیکر دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جو امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اقدس سے مس کیا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتی وہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں توہین کیسے برداشت کرسکتی ہے؟

اس امر پر تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ نے اس جذبہ محبت کو قائم رکھا اور جب بھی کسی نے شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اہانت کی جسارت کی غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے موقع ملنے پر اسے جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

اکیسویں صدی کے اوائل میں ہی عالم کفر نے ایک منظم سازش کے تحت امت مسلمہ کے قلوب و اذہان چھلنی کرنے اور ان کے دلوں سے جذبہ محبت رسول ﷺ کم کرنے کیلئے حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس پر حملے شروع کر دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے توہین آمیز خاکے بنا کر شائع کرنا بھی اسی سازش و منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔

عالم کفر کی اس دریدہ دہنی سے امت مسلمہ انتہائی دکھ اور کرب میں مبتلا ہو گئی اور پوری دنیا میں صدائے احتجاج بلند ہوئی' لیکن بدقسمتی سے غیر ملکی چندے پر پلنے والی این جی اوز اور مغرب زدہ افراد بھی اپنے یورپی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے "آزادی اظہار" کا راگ الاپنا شروع ہو گئے۔

2008ء میں پرویز مشرف کے این آر او کی بدولت پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ گئی۔ صدر زرداری نے فکری آوارہ و سیکولر شخص سلمان تاثیر کو پنجاب کا گورنر بنا دیا۔ سلمان تاثیر کی فکری آوارگی کا اندازہ آتش تاثیر کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔

"میرا والد ہر شام شراب پیتا تھا اس نے کبھی روزہ نہیں رکھا اور نہ ہی کبھی نماز پڑھی' وہ خنزیر کا گوشت بھی استعمال کرتا تھا"۔

ایک عیسائی خاتون عاصیہ مسیح کو اہانت رسول ﷺ کے جرم میں سزا دی گئی تو مغربی آوارگی کا دلدادہ سیکولر طبقہ عدلیہ پر چڑھ دوڑا' آئین پاکستان اور ملکی قوانین کے خلاف ہرزہ سرائی شروع ہو گئی' اسی آزاد خیال طبقہ کا ہمنوا بن کر سلمان تاثیر بھی اپنے منصب کو بھول گیا اور اس ملعونہ کی حمایت میں قانون ناموس رسالت کی تنقیص کرتے ہوئے اسے "کالا قانون" کہہ دیا اور یہ بیان دیا کہ میں اس قانون کو ختم کروا کر رہوں گا اور اقتدار کے نشے میں مست ہو کر اسلامی اقدار اور علماء امت کو ہدف تنقید بنانا اپنا معمول بنا لیا۔

اس کربناک ماحول میں غازی ممتاز حسین قادری کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا فرمایا کہ ناموس رسول ﷺ کے تحفظ کی خاطر اس نے سلمان تاثیر کو قتل کر دیا۔ 4 جنوری

کی سر د شام کا یہ لمحہ ممتاز حسین قادری کو سر بلند اور امر کر گیا۔بقول اقبالؒ

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

اس جہان رنگ بو کو بیکراں سمجھا تھا میں

عشق رسول ﷺ کی ایک جست سے ہی غازی ممتاز حسین قادری عالم اسلام کے ہیرو بن گئے اور گستاخان رسول کو یہ پیغام دیا کہ صبح قیامت تک اہانت رسول کے مجرموں کو لگام دینے کیلئے غلامان مصطفیٰ ﷺ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے۔غازی ممتاز حسین قادری دفاع ناموس رسالت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے ہمیشہ کیلئے تاریخ میں زندہ ہو گئے۔

استاذ العلماء حضرت قبلہ مفتی محمد تصدق حسین کی نئی تصنیف ''شہید ناموس رسالت ممتاز حسین قادری'' غلامان مصطفیٰ ﷺ کیلئے انمول تحفہ ہے۔اس کتاب میں غازی اسلام کی سیرت و کردار کے علاوہ وہ خطوط بھی شامل ہیں جو انہوں نے اڈیالہ جیل سے لکھے۔ان خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ جیل کی صعوبتوں اور تکالیف کے باوجود غازی اسلام کا جذبہ عشق رسول، اتحاد امت، شہر مدینہ سے عقیدت و محبت اور اکابرین اہلسنت کے ساتھ ان کی عقیدت کن بلندیوں پر تھی۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ مفتی صاحب کی اس کاوش کو اپنی اور حبیب کریم ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔دنیا و آخرت میں ہمیں غازیان و شہیدان ناموس رسالت ﷺ اور مجاہدین ختم نبوت ﷺ کی معیت عطا فرمائے۔آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

محمد زوار بہادر

جامعہ محمدیہ رضویہ گلبرگ لاہور

تقریظ

فاضل شہیر علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ لاہور، ممبر مرکزی رویت ہلال کمیٹی

نائب ناظم اعلیٰ ملی مجلس شرعی پاکستان

کچھ شاتمین کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش نہ کیا گیا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ازخود اقدام کرتے ہوئے ان شاتمین کو ٹھکانے لگا دیا۔ جب انکے قتل کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتولین کے خون کو رائیگاں قرار دیدیا اور انہیں قتل کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کوئی سزا حتیٰ کہ معمولی سرزنش بھی نہ کی بلکہ بعض کی تو تحسین بھی فرمائی۔

کتب احادیث میں اس حوالے سے پانچ واقعات ملتے ہیں۔ ایک واقعہ تو اس منافق کا ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا تھا اور یہودی کے ساتھ اپنا معاملہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی تلوار اٹھائی اور اس منافق کا سر قلم کر دیا تھا۔ دیگر واقعات میں حضرت عمیر بن عدی کا قبیلہ خطمیہ کی شاتمہ، حضرت عمیر بن امیہ کا اپنی سابہ ومشرکہ بہن، نابینا صحابی کا اپنی ام ولد شاتمہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودیہ شاتمہ کو قتل کرنا نمایاں طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ بات اپنی جگہ پر اہم ہے کہ جب علماء اور وکلا کی طویل مشترکہ جدوجہد کے نتیجے میں قانون تحفظ ناموس رسالت بن چکا ہے اور توہین رسالت کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کیلئے ملک میں عدالتی نظام موجود ہے تو کسی بھی شاتم سے نمٹنے کیلئے قانونی کارروائی پر ہی اکتفا کرنا چاہیئے لیکن یہ پہلو بھی کم اہمیت کا حامل نہیں ہے کہ کسی شاتم کی طرف سے کی جانے والی توہین پر قانونی راستہ اختیار کرنے کی عمومی روش کے باوجود

اگر کوئی شخص وفورِ غیرت سے اس شاتم کو از خود اقدام کرتے ہوئے ماورائے قانون و عدالت قتل کر دیتا ہے تو اس کے معاملہ کو شریعت کیسے دیکھتی ہے؟ اگر اس نے واقعتاً توہین کے ارتکاب پر شاتم کو قتل کیا ہو اور وہ گواہان وٹھوس ثبوتوں کے ذریعے مقتول پر توہین کا الزام ثابت کر سکتا ہو تو کیا پھر بھی یہ قتل ناحق کہلائے گا اور قتل کرنے والے پر قصاص یا دیت لازم ہو گی یا نہیں؟ قاضی یا امام پر سبقت لینا کس نوعیت کا جرم قرار پائے گا؟ کیا اس کے سبب بھی قاتل کو موت کی سزا دی جا سکے گی خواہ اس نے گواہوں اور ثبوتوں کی روشنی میں ایک شاتم کو اشتعال میں آ کر قتل کیا ہو؟

غازی صاحب کا مقدمہ بھی یہی تھا بلکہ اس پر مستزاد یہ تھا کہ مقتول کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی ہر کوشش کی گئی تھی لیکن اس کو حاصل دستوری استثنٰی کی وجہ سے ایسی تمام کوششیں بے نتیجہ رہیں۔ دوسری طرف وہ تسلسل کے ساتھ اشتعال انگیز اور گستاخانہ رویہ اختیار کرتا جا رہا تھا۔ ایسے میں یہ معاملہ صرف فوری اشتعال کا نہیں بلکہ مسلسل اشتعال کا بھی تھا۔ شریعت اسلامیہ اس مسئلہ پر بے حد واضح ہے کہ شاتم مباح الدم ہوتا ہے۔ اگر کوئی قاضی یا امام سے سبقت لیکر بھی اسے قتل کر ڈالے تو اس پر کوئی قصاص و دیت نہیں کیونکہ اس طرح مباح الدم کے بدلے میں معصوم الدم کا خون بہانا لازم آتا ہے۔ قاضی یا امام پر سبقت لینا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کوئی جرم نہیں البتہ امام احمد بن حنبل اس پر تعزیری سزا دینا مناسب سمجھتے ہیں تا کہ اس پر کچھ تادیب بھی ہو۔ یہ مؤقف تو انکا مرتد کے حوالے سے ہے جبکہ شاتم کو وہ مرتد نہیں مانتے اور نہ ہی اس کی توبہ کی قبولیت کے قائل ہیں۔ لہذا شاتم کا قتل اگر قاضی یا امام پر سبقت لیکر بھی کیا جائے تو اس پر انکے تعزیری سزا والے مؤقف کا اطلاق نہیں ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے متعدد بار دیکھا ہے کہ جو امام الانبیاء، حبیب الٰہی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ناموس کے تحفظ کیلئے قربانی دیتا ہے اسے اللہ رب العزت اہل ایمان کی

آنکھوں کا تارا بنا دیتا ہے۔ بڑے بڑے صاحبان علم اس کی ستائش میں رطب اللسان رہتے ہیں، اس کی اداؤں کو زینت قرطاس بناتے ہیں۔ اس کی پاکیزہ زباں سے نکلے ہوئے جملوں کو بھی تقدیس حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اہل ایمان کے اذہان میں نقش ہو جاتے ہیں۔ جب بھی اس کا ذکر کیا جاتا ہے محبت اور احترام کے جذبات سے مملو ہو کر کیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جب خود سرور کائنات ﷺ نے ایسے خوش نصیبوں کو عزت بخشی اور ان سے راضی ہوئے۔

غازی صاحب کو جب انسداد دہشت گردی کی عدالت سے سزا ہوئی تو وہ اس کے خلاف اپیل کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ ہمارے اصرار پر استاذ العلماء حضرت سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ نے انہیں اپیل دائر کرنے پر آمادہ کیا۔ یہ بھی بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ انہوں نے صدر پاکستان سے رحم کی اپیل کی تھی۔ انکی طرف سے واضح ہدایت تھی کہ رحم کی اپیل نہ کی جائے۔ وہ اپیل بزبان انگریزی محترم جسٹس ریٹائرڈ میاں نذیر اختر صاحب نے لکھوائی جبکہ ان کے ساتھ محترم چوہدری غلام مصطفیٰ اور محترم جسٹس ریٹائرڈ سعید الزمان فرخ بھی موجود تھے۔ ایک اپیل بزبان اردو اس فقیر نے تیار کی تھی جسے علماء کرام کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ دونوں اپیلیں برائے حصول انصاف تھیں نہ کہ برائے رحم۔ غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہمیں ہمیشہ ایک ہی پیغام ملتا تھا کہ مقدمہ میں کوئی کمزوری نہیں دکھانی بلکہ ڈٹ کر مقدمہ لڑنا ہے۔

ہم اس کرم پر اللہ کا شکر بجا لاتے ہیں کہ زندگی میں ہم نے بھی ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت کے عہد میں سانسیں لی ہیں اور ان کے اس تاریخی مقدمے میں ہر مرحلہ پر شامل رہے ہیں۔ یورپی یونین اور امریکہ اس عظیم مجاہد کو سزا دلوانا چاہتے تھے جبکہ ہمارے حکمران ان طاقتوں کے زیر اثر ہوتے ہیں لہذا انہوں نے پورا تعاون پیش کیا اور بالآخر سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف انہیں ملنے والی موت کی سزا نافذ کر دی

گئی اور غازی صاحب اللہ کے حضور پیش ہو گئے ۔ یہ سب کچھ نہایت عجلت میں کیا گیا اور یہ عجلت بلا سبب نہیں تھی کیونکہ معروف دیوبندی عالم جواب دنیا میں نہیں رہے یعنی مولانا سمیع الحق نے غازی صاحب کی شہادت کے بعد یہ انکشاف کیا تھا کہ سلمان تاثیر کے خاندان نے سلمان تاثیر کے بیٹے کی رہائی کے عوض ایک معاہدے میں سلمان تاثیر کا خون معاف کر دیا تھا۔ وہ معاہدہ عدالت میں پیش ہونا تھا اور غازی صاحب نے رہا ہو جانا تھا لیکن اس کارروائی کیلئے مہلت نہ دی گئی اور نہایت عجلت میں غازی صاحب کو ملنے والی سزا پر عملدرآمد کر دیا گیا۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے پر ایک فیصلہ عوام نے بھی دیا۔ لاکھوں لوگوں نے جمع ہو کر علی رؤس الاشہاد یہ گواہی دی کہ غازی صاحب نے جام شہادت نوش کیا ہے اور وہ کل بھی ہمارا ہیرو تھا اور آج بھی ہمارا ہیرو ہے۔ حکومت اور بی بی سی جیسے عالمی نشریاتی ادارے بھی جنازے کے مناظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ عدالتی فیصلہ تو عدالت کی فائلوں میں گم ہو کر رہ گیا لیکن عوامی فیصلہ دوام حاصل کر گیا۔

اس فقیر کو اللہ رب العزت نے یہ موقع عطا فرمایا کہ وہ ہائی کورٹ میں غازی صاحب کی اپیل دائر کرنے کے مرحلے سے لیکر صدر پاکستان کو کی جانے والی اپیل کے تمام مراحل میں اپنے وکلاء ساتھیوں اور علماء کرام کے ہمراہ پیش پیش رہا۔ وکلاء میں سے نمایاں کردار محترم جسٹس ریٹائرڈ میاں نذیر اختر، محترم جسٹس ریٹائرڈ خواجہ محمد شریف، ختم نبوت لائیرز فورم کے صدر چوہدری غلام مصطفےٰ اور ان کے ساتھیوں کے علاوہ محترم صاحبزادہ سید حبیب الحق شاہ نے ادا کیا جبکہ علماء کرام میں محقق عصر مفتی محمد خان قادری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد علی قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور یہ عاجز اس خدمت پر مامور تھے۔ راولپنڈی سے استاذ العلماء محترم سید حسین الدین شاہ حفظہ اللہ نے تمام معاملات میں تواتر کے ساتھ سرپرستی

فرمائی۔ بہت سے دیگر علماء اور وکلاء نے بھی غازی صاحب کے مقدمہ کی تیاری میں اپنا اپنا حصہ ڈالا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی کاوشوں کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

لاہور کے علماء کرام میں زیر نظر کتاب کے مؤلف محترم مفتی محمد تصدق حسین حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کار خیر میں ہمارا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیا۔ انہیں جب بھی یاد کیا گیا وہ بلا عذر تشریف لائے اور اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ گستاخ رسول کی سزا اور احناف کے مؤقف پر اپنی تحقیقات پیش کیں۔ انہوں نے اس فقیر کے لکھے ہوئے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کا شرعی جائزہ کو زیر نظر کتاب کا حصہ بنانے کی اجازت چاہی تھی جو میں نے انہیں بخوشی دیدی' کیونکہ یہ تحریریں قوم کی امانت ہیں اور ان تک پہنچنی چاہئیں۔

فقیر ارادہ رکھتا ہے کہ اس جدوجہد سے جڑی ہوئی اپنی تمام یادداشتوں کو قلمبند کر دے تاکہ یہ امانت بھی قوم کو منتقل ہو جائے اور اس جدوجہد کی تاریخ محفوظ ہو جائے۔ صحت کی خرابی حائل ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ میری صحتیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

زیر نظر کتاب میں وہ خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں جو غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایام اسیری میں مختلف لوگوں کو لکھے۔ فاضل مؤلف نے بڑی محنت سے انہیں جمع کیا ہے۔ یقیناً یہ ایک منفرد کاوش ہے۔ ان خطوط سے غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات اور رجحانات کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ غازی صاحب کے حالات' اقدام و مقدمہ کے حوالے سے بڑا ٹھوس علمی مواد شامل کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت فاضل مؤلف کی یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور انہیں اپنی شان کے لائق اجر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد خلیل الرحمٰن قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

تاثرات

پیکر شفقت ومحبت **ملک محمد بشیر اعوان** والد محترم غازی ممتاز حسین قادری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور اکرم ﷺ کی رحمت سے میرے لخت جگر غازی ملک ممتاز حسین قادری نے ناموس رسالت کے دفاع میں اپنی جان قربان کی۔اللہ تعالیٰ کالاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے بیٹے کی قربانی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں منظور ہوگئی۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے ان شاء اللہ اگر ضرورت پڑی تو میرے پانچ بیٹے اور ہیں وہ بھی اللہ ورسول کے راستے میں قربان کرنے کیلئے تیار ہوں اور میں خود بھی حاضر ہوں۔

غازی ممتاز حسین قادری بہت حوصلے والا تھا۔آخری وقت تک خوش اور ثابت قدم رہا' اس کے قدم کبھی ڈگمگائے نہیں۔غازی ممتاز حسین قادری جب جیل میں تھے تو ان پر اللہ ورسول کا بڑا فضل و کرم تھا وہ نمازوں کی امامت خود کرواتے' درود وسلام' تلاوت قرآن ور نعتیں پڑھتے رہتے' کئی بار نبی کریم ﷺ نے زیارت کروائی' میں پہلے دن سے ہر سانس' ہر وقت اور ہر نماز میں یہی دعا کرتا ہوں اور غازی صاحب بھی یہی دعا کرتے تھے۔

یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر

حضرت مفتی محمد تصدق حسین پہلے دن سے ہی غازی صاحب کے ساتھ بہت عقیدت ومحبت رکھتے ہیں' میرے پاس گھر بھی کئی دفعہ آئے اب انہوں نے غازی صاحب کے بارے میں کتاب لکھی ہے۔میں ان سے بہت خوش ہوں' اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔روز محشر نبی کریم ﷺ کا منبر شریف لگے گا تو ان شاء اللہ ہم سب غازی صاحب کے ساتھ وہاں ہوں گے۔اللہ تعالیٰ انہیں' ان کے گھر والوں' بچوں کو ایمان وسلامتی عطا فرمائے آمین۔

ملک محمد بشیر اعوان

تقریظ

وکیل ناموس رسالت محترم **غلام مصطفیٰ چوہدری**۔ صدر ختم نبوت لائرز فورم

حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و ناموس کا تحفظ امت مسلمہ پر لازم و ضروری قرار دیا گیا۔ حضور سید عالم ﷺ کی عزت و ناموس کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں نچھاور کیں اور امت مسلمہ کو تحفظ ناموس رسالت کا روشن طریق عطا کیا۔ امت مسلمہ نے اس درس کو حرز جاں بنایا' جب کسی بد باطن نے ناموس رسول کریم ﷺ پر طعن و تشنیع کی کوشش کی تو غلامان مصطفیٰ ﷺ نے موقع ملتے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔

سابق گورنر سلمان تاثیر نے اہانت رسول کے جرم میں سزا یافتہ آسیہ مسیح کو "مظلومہ" قرار دینے کی کوشش کی اور اس کی حمایت بے جا میں اس قدر آگے چلا گیا کہ اس نے قانون ناموس رسالت کو "کالا قانون" تک کہہ دیا۔ علماء امت نے سلمان تاثیر کو متنبہ کیا لیکن وہ اپنے مؤقف پر ڈٹ گیا جس کے نتیجہ میں غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری شہید نے اپنی دینی ذمہ داری نبھائی اور ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔

میری خوش قسمتی ہے کہ میں غازی ممتاز قادری شہید کے دفاع میں پیش ہونے والے وکلاء کے پینل میں شامل تھا' ختم نبوت لائرز فورم کے وکلاء نے جسٹس ریٹائرڈ میاں نذیر اختر کی سربراہی میں بھرپور ذمہ داری نبھائی۔ ہم نے غازی شہید کے حق میں قانون' آئین' اسلامی شریعت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں جو دلائل دیئے فیصلہ کرتے وقت اگر انہیں پیش نظر رکھا جاتا تو کبھی غازی ممتاز قادری کو سزائے موت نہ دی جاتی۔

مقتول کے بارے میں بلا جواز یہ کہہ کر کہ وہ قانون میں ترمیم چاہتا تھا تاکہ بے گناہ لوگوں کو C-295 ت پ کے تحت مقدمات میں ملوث نہ کیا جائے اسے بری الذمہ

قرار دینا' استغاثہ کے گواہ حاکم خان PW14 کے اس بیان کو مناسب وزن نہ دینا کہ ممتاز قادری نے مقتول کو اس لئے ہلاک کیا تھا کیونکہ اس نے تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ''کالا قانون'' کہہ کر توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا اور اسی گواہ کے اس واضح بیان کے بعد کہ ممتاز قادری کا فعل ذاتی اور انفرادی تھا اور اس نے کسی دیگر دینی یا سیاسی پارٹی کی ایماء یا اس سے سازش کر کے قتل کا ارتکاب نہ کیا' عدالت کا یہ قرار دینا کہ ایف آئی آر میں درج شدہ وجہ عناد بھی ثابت ہوتی ہے ہمارے مندرجہ بالا نکتہ نظر کی تائید میں اہم شواہد ہیں۔

عدالت نے مذکورہ بالا تمام شواہد و دلائل سے صرف نظر کرتے ہوئے اپیلانٹ کے مخالف فیصلہ کیا یہ فیصلہ درست ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تاریخ کر دے گی' ہم نے عاشق رسول غازی ممتاز قادری کے دفاع کا فریضہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم کی رضا اور اخروی فوز و فلاح کیلئے انجام دیا۔ مجھے نہ صرف غازی صاحب کی وکالت کا شرف حاصل ہوا بلکہ میں نے اڈیالہ جیل میں غازی محمد ممتاز حسین قادری سے دو مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل کیا اور سیل نمبر 3 سزائے موت کی کوٹھڑی میں غازی صاحب کی امامت میں نماز ظہر ادا کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

میرے فاضل دوست مفتی محمد تصدق حسین بھی غازیان اسلام اور شہدائے ناموس رسالت ﷺ سے عشق و محبت رکھتے ہیں یہ سعادت بھی نصیب والوں کو ہی ملتی ہے' قبلہ مفتی صاحب نے غازی صاحب کی رہائی کیلئے چلنے والی تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا اور ہمیشہ اگلی صفوں میں نظر آئے۔ زیر نظر کتاب ''شہید ناموس رسالت ممتاز حسین قادری'' بھی اسی سلسلہ محبت کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت و شفاعت سے ہمیں بہرہ مند فرمائے۔ آمین

غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

باب اول:

مسئلہ ناموس رسالت
کی ضرورت واہمیت
اور
غازیٔ اسلام کا اقدام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله الذی ارسل رسوله شاهدا و مبشرا و نذیرا لتومنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه بجنانکم و لسانکم۔ فجعل تعظیمه و توقیره و تعزیره هو الرکن الرکین لدینکم الحق و ایمانکم۔ و حرم علیکم ان ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی او تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض فتحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون بخسرانکم۔ و قال الذین ارسلوا السنتهم فی شانه العظیم ابالله وایته و رسوله کنتم تستهزون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ فلا رب محمد لا تومنون حتیٰ یکون احب الیکم من والدکم وولدکم والناس اجمعین والروح الذی بین جسمانکم۔ صلی الله تعالیٰ و بارك وسلم علیه وآله الکرام و صحبه العظام و خادمی السنة القیام برد زیغکم وطغیانکم۔ ورزقنا حبه الصادق فی غایة الاعظام وادامة ذکره الی یوم القیام و ان کان رغم انوفکم واسخان اعیانکم۔ آمین یا ارحم الراحمین والحمد لله رب العالمین۔

اللہ تعالیٰ ﷻ نے اپنی حکمت کاملہ سے کائنات کو تخلیق فرمایا۔ زمین کا فرش، آسمان کی چھت، پہاڑوں کے بڑے بڑے لنگر، ثمرات و نباتات اور حیوانات و انسان کے

مختلف رنگ، زمین پر بہتے دریاؤں کی خوبصورت آبشاریں، چاند کی روشن اور ٹھنڈی کرنیں، سورج کی حدت و حرارت، بہار و خزاں کے بدلتے موسم، دن اور رات کا تسلسل، بادلوں سے برستا پانی، مختلف النوع پھل اور پھول یہ سب اس کی بہترین صناعی و قدرت کا پتہ دیتے ہیں اور اس کی وحدانیت کے خوبصورت دلائل ہیں، خالق کائنات نے انسان کو اپنی مخلوق پر فوقیت عطا فرمائی اور اپنی عبادت کا حکم ارشاد فرمایا، انسان کے قلب و ذہن کو شیطانی چالوں اور دنیا کی رنگینی سے بچانے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس جماعت نے انسانیت کو ہدایت اور جادہ مستقیم پر گامزن کیا، دنیوی کامیابی اور اخروی فوز و فلاح کے رہنما اصول عطا فرمائے۔ سب سے آخر میں تاجدارِ کائنات، سید المرسلین، امام الاولین والآخرین محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، جان کائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس دنیا میں جلوہ افروزی ہوئی۔ حضور سید العالمین ﷺ نے کائنات کو جینے کا ڈھنگ عطا فرمایا، جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے آپ کے نور سے اجالوں میں تبدیل ہو گئے، ظلمت کی تاریک وادیوں میں بھٹکتے انسان آپ کے عطا کردہ علم کی روشنی میں اوج ثریا تک پہنچ گئے، ظلم و جبر کی چکی میں پستی عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں عزت کا تاج میسر آ گیا، بدامنی، بے چینی اور بے قراری آپ کی برکت سے راحت و سکون اور امن و چین میں بدل گئی، آپ کے کرم سے اپنے وجود سے شرماتی انسانیت کو رب تعالیٰ کی بندگی کی معراج نصیب ہوئی۔ حضور سید المرسلین ﷺ کا اسوہ انسانیت کیلئے ہر جہت و سمت اور ہر رخ سے نمونہ کامل ہے۔ انسانیت کی بقا آپ کے دامن سے وابستہ ہے، حضور سید المرسلین ﷺ کی عزت و توقیر اور حرمت و ناموس کا تحفظ اور آپ ﷺ کی محبت و اتباع اس کائنات کی عظیم نعمت ہے۔

دنیا عارضی مسکن ہے جو یہاں آیا ہے اس نے دنیا کو چھوڑ کر جانا ہے، کائنات کی

اس رنگینی اور چکا چوند میں انسان کو اپنی زندگی سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے کیونکہ دنیا کی ساری بہاریں زندگی کے ساتھ ہی متعلق ہیں' اگر انسان زندہ نہ رہے تو اس دنیا کے سارے رشتے' ناطے اور مال و منال اس کیلئے بے سود ہیں' انسان اپنی زندگی کی آسودگی اور خوشحالی کیلئے ہزار جتن کرتا ہے اور انسان کی ساری سعی و کاوش اپنی زندگی کو پرسکون اور پرامن بنانے کیلئے ہوتی ہے۔ لیکن زندگی کیا ہے اس کے متعلق لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آدمی چلتا پھرتا ہو' کھاتا پیتا ہو' دیکھتا سنتا ہو اور دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہو تو وہ ایک زندہ انسان ہے' حکماء اور ڈاکٹرز کسی بھی شخص کی نبض اور اس کے سانسوں کی رفتار دیکھ کر اس کی زندگی کا اندازہ لگاتے ہیں' ان کے خیال میں جب تک سانسوں کی مالا چل رہی ہے باوجود نقاہت و کمزوری کے ایک موہوم امید بہر حال باقی رہتی ہے کہ انسان کا جسم دوبارہ قوت و طاقت حاصل کرے اور باقی لوگوں کی طرح دنیاوی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرے اور بسا اوقات ایسا ہوتا بھی ہے کہ ایک شخص کومہ میں چلا گیا کئی ماہ بے سدھ پڑا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے ہوش و حواس بحال ہوئے' جسم میں آہستہ آہستہ طاقت آئی اور وہ شخص دوبارہ دنیا کی رونق میں گم ہوگیا۔ آپ قرآن حکیم کا مطالعہ کریں اور وہاں سے معیار زندگی تلاش کریں کہ قرآن حکیم کن لوگوں کو زندہ گردانتا ہے' تو وہاں معیار زندگی لوگوں کے تخلیات سے کچھ ہٹ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (النمل:81-80)

”بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکاریں جب پھریں پیٹھ دے کر اور اندھوں کو گمراہی سے تم

ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں"۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرۃ:154)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

پہلی آیات میں کفار مراد ہیں آپ سوچئے کہ کفار مکہ نے حضور سید العالمین ﷺ کے راستے میں جبر و تشدد کے پہاڑ کھڑے کر دیئے' اپنے زعم میں مکہ کا اقتدار اور مکہ کی ساری قوت و طاقت کا سرچشمہ وہ تھے دنیا کی کتنی نعمتیں جو مکہ مکرمہ میں تھیں ان پر کفار مکہ قابض تھے ان کی مرضی اور تعاون کے بغیر وہاں جینا مشکل دکھائی دیتا تھا' جسمانی لحاظ سے بھی وہ طاقتور اور تندرست تھے' کھاتے پیتے' چلتے پھرتے اور دیکھتے سنتے تھے بلکہ لوگوں پر حکومت کرتے تھے اس دور کی ساری آسائشیں انہیں میسر تھیں لیکن قرآن حکیم نے انہیں اندھا' بہرا اور مردہ قرار دیا۔

دوسری آیت کریمہ میں شہداء اسلام مراد ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ و رسول کے دین کے لئے جدوجہد کی کفار کا مقابلہ کیا اور اپنی جان قربان کی' لوگوں کے خیال کے مطابق اب وہ زندہ نہیں رہے۔ دنیا کے مال و متاع سے نفع اٹھانا ان کیلئے ممکن نہ رہا' دنیا کی رنگینی و بہاران کے لئے بے سود ٹھہری' لیکن قرآن حکیم ان لوگوں کو حیات جاودانی کا مژدہ جانفزا سنا رہا ہے تو قرآنی نظریہ کے مطابق زندگی دامن رسول ﷺ سے وابستہ ہونے کا نام ہے' جس شخص کو دربار رسول میں رسائی حاصل ہوگئی اسے زندگی میسر آگئی جو رسول اللہ ﷺ کی نگاہ عنایت پا گیا وہ زندگی کی عظیم نعمت سے سرفراز ہوگیا

اور جس بدنصیب کو بارگاہ رسالت مآب میں جگہ نہ ملی وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو گیا اور وہ مردہ ہے۔

تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجوب:

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور عزت و توقیر امت پر واجب ہے اور اصل ایمان ہے، جو شخص تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہو اور اسے ترک کر دے وہ اپنے اس طرز عمل کے باعث ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا بنیادی تقاضا ہے کہ آپ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کی جائے جب آپ سے حد درجہ محبت حاصل ہو گی تو اطاعت و اتباع کا جذبہ پیدا ہو گا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و اطاعت کمال ایمان ہے، حقیقی فلاح ان لوگوں کا مقدر ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و الفت رکھتے ہیں آپ کی تعظیم و توقیر بجالاتے اور آپ کی سنت کی پیروی میں زندگی گزارتے ہیں۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اہل ایمان کا تعلق کیسا اور کس نوعیت کا ہونا چاہئے اس طرف رہنمائی اور ہدایت کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

(الفتح:8-9)

”بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو“۔

یہ مسلمہ اصول ہے کہ تعظیم ہمیشہ کسی عظیم المرتبت شخصیت کی ہی کی جاتی ہے۔ کسی ذات کی جب تک عظمت و توقیر معلوم نہ ہو تو تعظیم بھی ممکن نہیں۔ خالق کائنات نے پہلے اپنے محبوب کی عظمتوں، رفعتوں، اعلیٰ صفات اور آپ کے بلند مرتبہ کا ذکر فرمایا اور پھر اہل

ایمان کو آپ کی تعظیم و توقیر کا حکم ارشاد فرمایا۔حضور سید العالمین ﷺ کی تعظیم و تکریم ایمان کی شرط اول ہے۔ایمان کی لذت و چاشنی سے وہی لوگ آشنا ہوتے ہیں جو ادب و احترام ذکر مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی عزت و توقیر کیلئے اپنی جان و مال سے گزر جاتے ہیں۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی امت مسلمہ پر تعظیم رسول کے واجب و ضروری ہونے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انه یجب علی الامة ان یعظموه علیه الصلوٰة والسلام و یوقروه فی جمیع الاحوال فی حال حیاته و بعد وفاته فانه بقدر ازدیاد تعظیمه و توقیره فی القلوب یزداد نور الایمان (روح البیان جلد 7 صفحہ 216)

"حضور سید عالم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ اور وصال مبارک کے بعد تمام احوال میں امت پر آپ کی تعظیم و توقیر واجب ہے کیونکہ دلوں میں جتنی حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم و توقیر زیادہ ہوگی اسی قدر نور ایمان بھی زیادہ ہوگا"۔

حضور سید العالمین ﷺ کی محبت و الفت اور آپ کی تعظیم و توقیر نور ایمان کی زیادتی کا سبب ہے جس قدر آپ کی محبت و الفت زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے دلوں کی ظلمت و سیاہی ختم ہوتی جاتی ہے قلوب آپ کی محبت سے بقعۂ نور بن جاتے ہیں اور قوت ایمان سے روشن و منور ہو جاتے ہیں۔

احترام رسول ﷺ امت پر ضروری ہے علامہ نبہانی نے اسے یوں بیان فرمایا:

اوجب علینا تعظیمه و توقیره و نصرته و محبته والادب معه (جواہر البحار جلد 3 صفحہ 351)

"اللہ تعالیٰ نے ہم پر حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر، مدد ونصرت، محبت اور ادب واجب فرمایا ہے"۔

حضور سید العالمین ﷺ کے امت پر جو حقوق ہیں ان میں سے اہم ترین حق یہ ہے کہ امت مسلمہ پر لازم وضروری ہے کہ وہ ایسے اعمال وافعال بجالائیں جن سے تعظیم رسول ﷺ کی جھلک نظر آئے اور دنیا پر عیاں ہو جائے کہ امت مسلمہ کی سب سے زیادہ محبت والفت حضور سید العالمین سے ہے۔

توقیر رسول ﷺ روح دین:

حضور سید العالمین ﷺ کی محبت والفت، آپ کی تعظیم وتوقیر ایمان کا بنیادی جزو ہے، دین کی بنیاد واساس حضور سید العالمین ﷺ کی ذات اقدس ہے کہ آپ کے ذریعہ اور واسطہ سے ہی ذات الٰہی کی معرفت نصیب ہوئی اور آپ کے ذریعہ سے ہی نسل انسانی کو دائمی وابدی ہدایت اور دستور حیات قرآن کریم کی صورت میں میسر آیا۔ توحید کی سب سے بڑی حجت ودلیل آپ کی ذات گرامی ہے، جو شخص آپ کی رسالت ونبوت کا منکر ہے اور آپ کی تعظیم وتکریم اور محبت والفت کا منکر ہے وہ کل دین کا ہی انکار کرنے والا ہے، حضور سید العالمین ﷺ کی عزت وتوقیر اور آپ کے ادب واحترام کا ترک دین کا ابطال ہے۔ حضور سید العالمین ﷺ کی حرمت وناموس کا تحفظ دین کا تحفظ وقیام ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اس بات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اما انتهاك عرض رسول الله فانه مناف لدين الله بالكلية، فان العرض متى انتهك سقط الاحترام والتعظيم فسقط ماجاء به من الرسالة فبطل الدين قيام المدحة والثناء عليه والتعظيم والتوقير له

قیام الدین کله و سقوط ذلك سقوط الدین کله و اذا کان کذالك وجب علینا ان ننتصر له ممن انتهك عرضه والانتصار له بالقتل لان انتهاك عرضه انتهاك لدین الله۔ (الصارم المسلول صفحہ 176)

''حضور نبی کریم ﷺ کی بے حرمتی اللہ تعالیٰ کے دین کے کلیۃ منافی ہے کیونکہ جب بے ادبی ہوئی تو تعظیم واحترام ختم ہوگیا جب احترام ختم ہوا تو ہدایت رسالت بھی ساقط ہوگئی۔ یوں سارا دین باطل ہوا۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور مدح وثناء کے قیام سے کل دین کا قیام ہے اور اس کے سقوط سے کل دین کا سقوط ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خاطر آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کریں کیونکہ آپ کی توہین اللہ تعالیٰ کے دین کی توہین ہے''۔

حضور سید العالمین ﷺ کی عزت وتوقیر اور حرمت وناموس دین کی روح ہے اور اس کا تحفظ امت مسلمہ پر واجب ہے کیونکہ سب سے اہم ترین فرض یہ ہے کہ انسان اپنی جان کا تحفظ کرے اور حضور سید العالمین ﷺ مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ اولیٰ ہیں لہٰذا سب سے اہم ترین فریضہ تحفظ ناموس رسالت ہے۔ امام فخر الدین رازی اس بات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وان الحکمة تقتضی ذلك کما ان العضو الرئیس اولی بالرعایة من غیرہ لان عند خلل القلب مثلا لا یبقی للیدین والرجلین استقامة فلو حفظ الانسان نفسه و ترك النبی علیه الصلاة والسلام لهلك۔ (تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 96)

''حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان سب سے زیادہ حفاظت دل کی کرے

کیونکہ اگر قلب میں خلل آگیا تو ہاتھ اور پاؤں بھی (یعنی باقی وجود) بھی صحیح سلامت نہیں رہیں گے اسی طرح اگر انسان اپنی حفاظت کرے اور نبی کریم ﷺ کی عزت وتوقیر کا تحفظ و پاس چھوڑ دے تو وہ ہلاک ہوگیا"۔

انسان کی زندگی میں اس کا جسم اور وجود بہت اہمیت کا حامل ہے اور انسانی جسم میں سب سے قیمتی شے اس کا دل ہے کیونکہ اس کے ساتھ ہی سارے وجود کی زندگی ہے مثلاً اگر ہاتھ یا پاؤں شل بھی ہو جائیں اور دل سلامت ہو تو انسان زندہ رہتا ہے لیکن جسم کے باقی اعضاء درست ہوں اور دل میں خلل اور خرابی پیدا ہو جائے تو انسان فوت ہو جاتا ہے اور باقی اعضاء سلامت ہونے کے باوجود کسی کام کے نہیں رہتے۔ اسی طرح انسان کی فوز و فلاح اور کامیابی کیلئے ایمان بہت ضروری ہے اور ایمان کی جان حضور سید العالمین ﷺ کا ادب و احترام اور آپ کی عزت و ناموس کا تحفظ ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کی عزت، توقیر اور ناموس روح دین ہے اور اس کا تحفظ سب سے اہم فریضہ ہے۔

اہانت رسول کفر ہے:

بعض لوگ دنیا میں آکر اپنی تخلیق اور مقصد حیات کو بھول گئے اور دنیا کی رنگینی اور بہار میں اس قدر کھو گئے کہ احکام الٰہیہ سے سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے، اپنی عاقبت اور انجام سے بے فکر ہو کر خواہشات نفس کی تکمیل میں مگن ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے خالق کائنات کی محبوب ترین ہستیوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی ذوات قدسیہ کو بھی ہدف تنقید بنایا اور ان کی مخالفت و مخاصمت پر کمر بستہ رہے۔ جن لوگوں کا طرز عمل مخالفت رسول ٹھہرا اور وہ اس روش پر چل پڑے تو ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی ان کا مقدر ٹھہری۔ حضور سید العالمین ﷺ تمام انبیاء کے تاجدار اور خالق کائنات کے محبوب ازلی

ہیں، رب العالمین نے امت مسلمہ کو آپ کے ادب و احترام اور اتباع و اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا اور آپ کی اذیت و اہانت سے منع فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی اہانت و تنقیص درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اہانت ہے، خالق کائنات اپنے محبوب کریم کے مقام و مرتبہ سے اپنی مخلوق کو آگاہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا (الاحزاب:57)

"بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

وہ لوگ جو حضور سید العالمین ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اذیت کا باعث بنتے اور حضور سید العالمین ﷺ کی عظمت و رفعت کو کم کرنے کیلئے بلا واسطہ یا بالواسطہ سبب اور باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بدبخت اور بدنصیب افراد کو اپنی رحمت اور فضل سے محروم فرما دیتا ہے۔ دنیا و آخرت کی لعنتیں اور عذاب مہین کے وہ مستحق ہو جاتے ہیں، بعض مفسرین نے اس مقام پر فرمایا یہاں ایذاء سے حقیقتاً ایذاء رسول ہی مراد ہے اور اسم جلالت کا ذکر و تذکرہ اس لیے ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ کی جو تعظیم، مقام و مرتبہ اور عظمت و رفعت اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اسے واضح اور اجاگر کیا جائے۔ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

ان یکون المراد بایذاء اللہ و رسولہ ایذاء رسول اللہ خاصۃ بطریق الحقیقۃ و ذکر اللہ لتعظیمہ والایذان بجلالۃ مقدارہ عندہ و ان ایذاء علیہ السلام ایذاء لہ تعالیٰ لانہ فمن اذی رسولہ فقد اذی اللہ (روح البیان جلد 7 صفحہ 237)

"یہاں ایذاء اللہ و رسول سے مراد رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی جلالت و رفعت پر دال ہے، رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کو اذیت دینے کے مترادف ہے کہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی"۔

حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور آپ کی بارگاہ میں کلمات ادب عرض کرنا ایمان کا تقاضا ہے، جن کلمات میں ترک ادب کا شائبہ ہو وہ کلمات زبان پر لانا ممنوع ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

من اذی رسول اللہ بطعن فی شخصه او دینه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من الوجوه الشین فیه صراحة اور کنایة او تعریضا او اشارة کفر و لعنه الله فی الدنیا والاخرة واعدله عذاب جهنم۔ (تفسیر مظہری جلد 7 صفحہ 381)

"جس کسی نے رسول اللہ ﷺ کی ذات، دین، نسب یا آپ کی صفات میں سے کسی صفت پر طعن کرتے ہوئے یا وجوہ عیب میں سے کسی کے سبب اعتراض کرتے ہوئے آپ کو اذیت پہنچائی، چاہے اس کا قول صراحۃً ہو یا کنایۃً، بطور تعریض ہو یا بطور اشارہ یہ کفر ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ایسے آدمی پر لعنت فرمائی ہے اور اس کیلئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

بارگاہ نبوت کا ادب و احترام حد درجہ لازم ہے، معمولی سی بے ادبی و اہانت بھی دولت ایمان کو خاکستر بنا دیتی ہے، پھر گمراہی، ضلالت، ظلمت اور تاریکی کی وادیوں میں انسان بھٹکتا پھرتا ہے، علماء امت نے ہر دور میں امت مسلمہ کو ہمیشہ احترام رسول کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیا۔

ادب گا ہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

توہین رسالت کیا ہے؟

بطحا کی وادیوں سے جب طیبہ کا نورانی چاند نمودار ہوا تو اس کی روشن کرنوں سے دنیا کی تاریک وادی جگمگا اٹھی اور ہر طرف اس کے نور سے اُجالا ہوگیا۔آپ کی جلوہ افروزی سے جہاں عالم انسانیت کو راحت وآرام ملا اور وہ معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے‘وہاں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ کے دعویدار اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہنے والے تڑپ اٹھے‘جب انہوں نے اپنا جاہ وجلال اور قوت وسطوت ختم ہوتے دیکھا تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی پر اتر آئے‘ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔جس کے نتیجے میں انہیں مدینہ طیبہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔وقت گزرنے کے ساتھ یہود ونصاریٰ کے حسد وبغض میں اضافہ ہوتا رہا‘ ان کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا کہ مسلمانوں کے دلوں سے محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبات کو ختم کیا جائے‘علامہ اقبال اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

اس کے لیے انہوں نے اپنا مال وزر پانی کی طرح بہایا‘اپنی عزتیں داؤ پر لگا دیں کہ کسی طرح مسلمانوں کا رابطہ وتعلق دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ختم کیا جائے۔چونکہ مسلمانوں کا ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق ایک انتہائی حساس مسئلہ ہے‘ان کے ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بارگاہ رسالت سے تعلق انتہائی مضبوط ہو۔لیکن غیروں کی بجائے

اپنوں کے روپ میں آنے والے بدبختوں نے اس مسئلے کو اتنا الجھا دیا کہ عوام کے اذہان وقلوب شدید اضطراب کا شکار ہو گئے حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کے متعلق کوئی بھی غلط جملہ زبان سے نکل جائے تو صرف دنیا ہی نہیں آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ جن نام نہاد مسلمانوں نے حضور سید عالم ﷺ کی حرمت و ناموس کے حوالے سے ناشائستہ کلمات کہے ان کے پس منظر میں انگریز کی معاونت وکارستانی ضرور شامل ہے چاہے وہ مال و زر کی صورت میں ہو یا حسن و جمال کی رنگینی نے ان بے ضمیروں کی آنکھوں کو خیرہ کیا ہو انہوں نے انگریز کے ہاتھ پر اپنے ایمان وایقان کا سودا کیا۔ تمام اُمت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی توہین و تنقیص کرنے والا شخص چاہے وہ کوئی بھی ہو دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سنت رسول کا استہزاء کفر ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس تمام کائنات کے لیے باعث رحمت ہے آپ نے دین اسلام کی تعلیم و تربیت اس انداز سے فرمائی کہ اُمت کے لیے اپنے ہر عمل کو بطور نمونہ و اسوہ پیش کیا۔ حضور سید عالم ﷺ کے افعال میں سے کسی فعل کی اگر کوئی شخص توہین کرے اس حیثیت سے کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کی سنت ہے یا حضور ﷺ کی طرف منسوب ہے تو وہ شخص کافر ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

1- فمن قال الرجل احلق راسك وقلم اظفارك فان هذا سنة رسول الله ﷺ فقال ذلك الرجل لا افعل وان كان سنة فقد كفر۔ (فتاوٰی تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 246)

"اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سر کے بال کٹا اور اپنے ناخن تراش کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اس نے کہا: میں

ایسا نہیں کروں گا اگر چہ یہ سنت ہے تو وہ کافر ہو گیا''۔

مرد کا سر کے بال عورتوں کی طرح لمبے رکھنا اور ناخن نہ تراشنا اسلام میں ممنوع ہے۔اس کے باوجود بھی بہت سے نوجوان فیشن کے طور پر ایسی روش اختیار کرتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے، مگر اس شخص کو کہا گیا کہ یہ سنت رسول ہے اور اس نے علم کے باوجود کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے بطور اہانت یہ جملہ کہا کہا گر چہ یہ سنت ہے مگر میں ایسا نہیں کروں گا تو وہ کافر ہو گیا۔

2- رجل قال لغیرہ کلما کان یا کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلحس اصابعہ الثلاث فقال ذلك الرجل ایں بے ادبی است فھذا کفر۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 246)

''ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹتے' اس شخص نے کہا یہ بے ادبی ہے تو وہ کافر ہو گا''۔

اس لیے کہ اس شخص نے سنت رسول کے لیے بے ادبی کا لفظ بولا' یہ کون ہے جو ادب اور بے ادبی کے پیمانے وضع کر رہا ہے اور معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہا ہے' ایسا شخص اپنے آپ کو مومن کہلانے کا حق دار نہیں۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہی مرقوم ہے:

3- من عاب نبیا بشئی اولم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 242)

''جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیب جوئی کی یا آپ کی سنن میں سے کسی سنت پر ناراض ہوا وہ کافر ہے''۔

سید کائنات کی پسند کو ناپسند کرنا:

حضور سید عالم ﷺ اپنی اُمت کے لیے شفیق باپ کی مانند تھے' اور اُمت کو ہر چیز کی تعلیم و تربیت دی اور اُمت کے لیے ایک واضح راستہ متعین کیا کہ وہ اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں' جس چیز کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا مومن کو بھی وہ چیز محبوب ہے' کیونکہ اس بارگاہ میں اپنی پسند و ناپسند کے تمام معیار ختم ہو جاتے ہیں' فلاح و کامیابی صرف اطاعت رسول میں ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے اگرچہ حضور نور مجسم ﷺ کو فلاں چیز پسند تھی مگر مجھے ناپسند ہے تو وہ کافر ہے اور اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والا ہے۔

1- انا لا احبه حين قيل له ان النبى ﷺ كان يحب القرع كفر۔ (البحر الرائق جلد 5 صفحہ 121)

جب کہا گیا کہ نبی رحمت ﷺ کو کدو شریف پسند تھا تو کسی شخص نے کہا میں پسند نہیں کرتا تو وہ کافر ہو گیا۔

2- ولو قال رجل لغيره كان رسول الله ﷺ يحب كذا بان قال مثلا يحب القرع فقال ذلك الغير انا لا احبه فهذا كفر و حكى عن ابى يوسف انه كان جالسا مع هارون الرشيد على المائدة فروى عن النبى ﷺ حديثا انه كان يحب القرع فقال حاجب من حاجبه اما انا فلا احبه فقال ابو يوسف يا امير المومنين انه كفر۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 245)

"اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فلاں چیز پسند کرتے مثلاً اس نے کہا کدو شریف پسند کرتے تھے' دوسرے شخص نے کہا

مجھے پسند نہیں تو یہ کافر ہو گیا۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ آپ ہارون الرشید کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے تھے اس دوران حضور ﷺ کی حدیث بیان کی گئی کہ آپ کو کدو شریف پسند تھا' تو دربانوں میں سے ایک دربان نے کہا مگر مجھے پسند نہیں' امام ابو یوسف نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا''۔

لباسِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف میلے پن کی نسبت کرنا:

نبی کریم ﷺ جو چیز بھی زیب تن فرمالیں وہ مسلمانوں کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے ایک مومن کے نزدیک وہ معزز اور لائق ادب ہے' مسلمان اس کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں' کسی شخص کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کے لباس اطہر کے متعلق کوئی ایسی بات کہے جو غلامان مصطفیٰ ﷺ کے جذبات کو مجروح کرے۔

روی ابن وھب عن مالك من قال ان رداء النبی و یروی زر النبی ﷺ وسخ ارادبه عیبه قتل۔ (الشفاء جلد 2 صفحہ 134)

''ابن وہب امام مالک سے روایت کرتے ہیں جس شخص نے کہا حضور ﷺ کی چادر یا آپ کی قمیض مبارک کا آستین میلا ہے' اس سے عیب جوئی مقصود ہے تو اس شخص کو قتل کیا جائے گا''۔

آپ کے شعر (بال مبارک) کو شعیر کہنا:

جس طرح حضور سید عالم ﷺ بے مثل ہیں' اسی طرح آپ کا ہر عضو اور آپ کے سراپا انور کی ہر چیز درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے' کائنات میں اس کی کوئی مثل نہیں' اس کے باوجود اگر کوئی بد بخت ایسی گھٹیا حرکت کرے تو فقہائے ملت ایسے شخص کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔

لو قال لشعر النبی ﷺ شعیر کفر۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 285' رسائل ابن عابدین جلد 1 صفحہ 326)

''اگر کوئی شخص حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک کو بطور اہانت شعیر کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا''۔

سرورِ عالم ﷺ کی طرف جہالت کی نسبت کرنا:

آقائے کائنات ﷺ کو خالق کائنات نے تمام علوم سے نوازا' آپ مظہر ذات خدا ہیں' آپ کا ہر وصف کامل و اکمل ہے' منافقین نے جب علم مصطفیٰ ﷺ میں طعن کیا تو خالق کائنات نے قرآن حکیم میں اس کا جواب دیا۔ پھر بھی اگر کوئی بدطینت آپ ﷺ کی طرف جہالت کی نسبت کرے تو یہ کھلی گمراہی ہے اور وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے' علماء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔

افتی ابو عبداللہ بن عتاب فی عشار قال لرجل ادواشك الی النبی ﷺ وقال ان سالت اوجهلت فقد جهل وسال النبی ﷺ بالقتل۔ (الشفا جلد 2 صفحہ 430)

''ایک شخص نے دوسرے آدمی کو ستایا اور ٹیکس کا مطالبہ کیا اور کہا میرے معاملہ کی شکایت حضور ﷺ کو کر دینا اور کہا اگر میں نے سوال کیا یا جاہل رہا تو بعض امور میں (معاذ اللہ) حضور نے بھی سوال کیا اور جاہل رہے اس پر امام ابو عبداللہ بن عتاب نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا''۔

جو حضور سید عالم ﷺ کے علم پر طعن کرے اور آپ کے صدقے حاصل ہونے والی نعمتوں سے فائدہ بھی حاصل کرے یہ ممکن نہیں' لہٰذا ایسے بدبخت کے وجود سے زمین کو پاک کرنا ضروری ہے۔

سراپا حسن و جمال پر اسود کی تہمت لگانا:

حضور سید عالم ﷺ کے حسن و جمال کی رعنائیوں سے ہی دنیا کی روشنی برقرار

ہے، آپ کے رُخ انور کی تابانی کے سامنے چاند وسورج کی چمک بھی ماند ہے، جس نے ایک مرتبہ جلوہ زیبا کا نظارہ کرلیا، اسے دنیا کی تمام رعنائیاں بھی اپنی طرف متوجہ نہ کرسکی، آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو مشک وکستوری سے کہیں زیادہ ہے، آپ جس راستے پر چلتے وہ راستے اور فضائیں بھی خوشبو سے معطر ہو جاتیں، آپ کے جلوہ زیبا اور رُخ انور کی تابانی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ما رایت شیأ احسن من رسول اللہ کان الشمس تجری فی وجھہ واذا ضحك یتلالا فی الجدر۔ (الشفا جلد 1 جلد 46)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا سورج آپ کے رُخ انور میں چل رہا ہے آپ جب تبسم فرماتے، دیواریں بھی موتیوں کی طرح چمک اُٹھتیں"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حسین وجمیل اور ہر وصف میں کامل واکمل ہیں، مگر پھر بھی کوئی شخص اپنی ازلی بدبختی وشقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی نازیبا بات آپ کی طرف منسوب کرے تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال احمد بن ابی سلیمان من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اسود یقتل۔ (الشفاء جلد 2 صفحہ 135)

"علامہ احمد بن ابی سلیمان نے فرمایا جس شخص نے (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسود کی تہمت لگائی اسے قتل کیا جائے گا"۔

وجود مصطفیٰ کو نعمت عظمیٰ تسلیم کرنے سے انکار کرنا:

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق کائنات کی سب سے عظیم نعمت ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا اور حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اس امت کو باقی تمام امم پر فضیلت و برتری عطا فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر اس کائنات میں مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (سورہ ابراہیم:28)

”کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے' اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو نعمت عظمیٰ عطا فرمائی تو کفار مکہ نے شکر کی بجائے انکار اور کفر کیا۔ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے ضد اور انانیت کی وجہ سے محروم ہو گئے اور تباہی و ذلت کے حقدار ٹھہرے۔ امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں۔

انه تعالىٰ انعم عليهم بالرسول والقرآن فاختاروا الكفر على الايمان (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 96)

”اللہ تعالیٰ نے ان پر حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کے ذریعے انعام فرمایا لیکن انہوں نے ایمان پر کفر کو ترجیح دی۔

علامہ عبداللہ بن محمود نسفی فرماتے ہیں۔

و هم اهل مكة اكرمهم بمحمد عليهم الصلوٰة والسلام فكفروا نعمة الله (تفسیر نسفی جلد 2 صفحہ 183)

”وہ اہل مکہ ہیں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے عزت و اکرام دیا گیا تو انہوں نے اللہ کی نعمت کا انکار کر دیا۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

وشرفهم بمحمد ﷺ فكفروا ذلك فقحطوا سبع سنين ذلك واسروا وقتلوا يوم بدر فصاروا اذلاء۔

(روح البیان جلد 6 صفحہ 418)

"انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعے شرف عطا ہوا لیکن انہوں نے کفر کیا تو سات سال قحط میں بتلا رہے۔ بدر والے دن قتل کیے گئے اور قیدی بنائے گئے یوں ان پر ذلت مسلط ہوئی"۔

حضور سید العالمین ﷺ صرف اہل مکہ کیلئے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کیلئے اور قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہیں' لہٰذا اب اگر کوئی شخص آپ کی ذات اقدس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ تباہ و برباد اور خائب و خاسر ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں۔

يكفر بقوله ما كان علينا نعمته من النبى ﷺ لان البعثة من اعظم النعم (بحرالرائق جلد 5 صفحہ 121)

"جس شخص نے کہا حضور اقدس ﷺ ہم پر نعمت نہیں تو وہ کافر ہو گیا' کیونکہ حضور سید العالمین ﷺ کی جلوہ افروزی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے"۔

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے:

عاصیہ ملعونہ کی سزائے موت کا فیصلہ سننے کے بعد یورپ کی تکلیف اور نفرت کا عروج پر پہنچنا فطری عمل قرار دیا جا سکتا ہے لیکن انگریز کے وفادار بھی ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ عافیہ صدیقی کی سزا کو قانونی حیثیت تسلیم کروانے پر زور دینے

والے لبرلز اور سیکولرز نے سب قوانین کو پس پشت ڈال دیا۔اسلام اور علماء کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا۔بالخصوص گورنر پنجاب کی زبان اس مسئلہ میں بے لگام ہوگئی اور وہ انتہائی دریدہ دہنی اور بے باکی کے ساتھ عاصیہ ملعونہ کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوگیا اور قانون ناموس رسالت کے متعلق بدزبانی پر اتر آیا' اسلامی اقدار اور آئین پاکستان کو پامال کر کے عالم کفر کے ساتھ ہمدردی اور یکجہتی کا اظہار شروع کر دیا۔

4 جنوری 2011ء کو سلمان تاثیر کو ہسار مارکیٹ سے جب واپس ہوا تو جرأت وہمت کے پیکر' تحفظ ناموس رسالت کے امین' عشق رسالت کی برکات سے لبریز غازی اسلام ملک محمد ممتاز حسین قادری نے گورنر کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔گورنر کے قتل پر سیکولر عناصر نے بہت احتجاج کیا اور گورنر کے قتل کو ظلم وبربریت' انتہا پسندی' دہشت گردی اور قانون کی خلاف ورزی جیسے الفاظ سے تعبیر کیا۔دوسری طرف عالم اسلام بالخصوص اہل پاکستان نے ممتاز حسین قادری کے ساتھ انتہائی عقیدت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ملت اسلامیہ کا فخر قرار دیا۔گورنر کے اقوال وافعال اور معاملات کو دیکھتے ہوئے اور اس کے قتل کی وجوہات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ درست اور صحیح رائے کیا ہے۔

پہلی وجہ: حدود اللہ کا انکار کفر ہے:

سلمان تاثیر کے کفر و ارتداد کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس نے قانون ناموس رسالت ﷺ کو انسانوں کا بنایا ہوا قانون قرار دے کر اس کا مذاق اڑایا اور اس کا استہزاء کرتے ہوئے اسے کالا قانون قرار دیا۔(نوائے وقت 23 نومبر 2010ء) قانون ناموس رسالت جو 295C کے نام سے موسوم ہے۔اہانت رسول ﷺ کے قبیح جرم کو ختم کرنے کیلئے یہ قانون بطور حد آئین پاکستان میں شامل کیا گیا' اس قانون کو ماہرین قانون اور علماء اسلام کی آراء کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بنایا گیا' تو جب سلمان تاثیر نے

ایک شاتمہ عورت کے ساتھ بیٹھ کر تحفظ ناموس رسالت کو ہدف تنقید بنایا اور (العیاذ باللہ) اسے ''کالا قانون'' کہا تو یہ جرم صریحاً کفر اور اہانت رسول ﷺ کے زمرہ میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ (المجادلہ 4-5)

''یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے''۔ بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کیلئے خواری کا عذاب ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت مفسرین نے یہ بات لکھی کہ یہاں ''کافرین'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی جگہ دوسری حدیں مقرر کر لیتے ہیں۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔

ای فرض ذلك لتصدقوا باللہ و رسوله فی قبول شرائعه ورفض ما کنتم علیه فی جاھلیتکم۔ (بیضاوی جلد 5 صفحہ 309)

''یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حدود کو چھوڑ کر دوسری حدیں مقرر کر لیتے ہیں جن پر وہ دور جاہلیت میں قائم تھے''۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہیں ان کے احکام کی مخالفت

کرتے ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی معین کردہ حدود کی بجائے اور حدود متعین کرتے ہیں تو وہ سابقہ کفار کی طرح ہلاک ہو گئے۔

علامہ عبداللہ نسفی فرماتے ہیں۔

(حدود الله)التی لا یجوز تعدیها (وللکفرین) الذین لا یتبعونها۔(تفسیر نسفی جلد 3 صفحہ 447)

"حدود اللہ یعنی وہ چیز جس سے تجاوز ممنوع ہے۔وللکفرین یعنی وہ لوگ جو ان حدود کی اتباع نہیں کرتے"۔

علامہ اسماعیل حقی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ففیه و عید عظیم للملوك والامرآء السوء الذین وضعوا امورا خلاف ماحده الشرع و سموها القانون۔(روح البیان جلد 9 صفحہ 396)

"اس آیت میں ان بادشاہوں اور حکام سوء کیلئے سخت وعید ہے جنہوں نے شریعت کی مقرر کردہ حدود کے خلاف بہت سے امور و احکام وضع کر لئے اور ان کا نام قانون رکھا"۔

علامہ آلوسی شرعی قوانین کے مقابلہ میں آنے والے لوگوں کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لاشك فی کفرمن یستحسن القانون و یفضله علی الشرع و یقول: هو اوفق بالحکمة واصلح للامة و یتمیز غیظا و یتقصف غضبا اذا قیل له فی امر: امر الشرع کذا فیه کنا کماشاهدنا ذلك فی بعض من خذلهم الله۔

(روح المعانی جلد 28 صفحہ 302)

"اس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں جو (انسان کے بنائے ہوئے) قانون کو مستحسن اور شریعت سے افضل قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حکمت بھرا اور قوم کیلئے زیادہ مناسب اور موزوں ہے۔ جب کسی معاملہ میں اس سے کہا جائے کہ شریعت کا حکم اس بارے میں یہ ہے تو اس پر وہ غیظ و غضب سے بھڑک اٹھتا ہے جیسا کہ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے جن پر اللہ کی پھٹکار پڑی ہوئی ہے"۔

حضرت علامہ آلوسی کے لکھے ہوئے کو دوبارہ پڑھ کر دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کیا عبارت کا ایک ایک لفظ سلمان تاثیر کی حالت کو عیاں نہیں کر رہا کہ کس طرح اس نے تمام حدود کو پھلانگ کر قانون ناموس رسالت کے ساتھ استہزاء کیا۔ پھر جب اس غلطی پر علماء نے تنبیہ کی تو وہ غصہ سے بھڑک اٹھا اور غیظ و غضب میں جلنے لگا۔

دوسری وجہ: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کفر ہے:

سلمان تاثیر نے شاتمہ رسول عاصیہ کی بے جا حمایت کی اور اس حمایت کا سبب عاصیہ کو ملنے والی وہ سزا ہے جو عدلیہ کے معزز جج نے اہانت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جرم ثابت ہونے پر عاصیہ کو سنائی تو گستاخ کی حمایت اور تائید کی وجہ سے سلمان تاثیر خود بھی اہانت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جرم کا مرتکب ہوا اور یہ سخت ترین کفر وارتداد ہے اس وجہ سے بھی سلمان تاثیر واجب القتل اور مباح الدم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

(الاحزاب:61-62)

"پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل

کئے جائیں اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور تم اللہ کا دستور ہر گز بدلتا نہ پاؤ گے"۔

اس آیت کا مصداق وہ منافقین ہیں جو جھوٹی اور بری خبریں پھیلا کر مسلمانوں کو تکلیف میں مبتلا کرتے اور در پردہ مختلف کوششوں کے ذریعے اسلام کو کمزور کرنے کی سازش میں مصروف رہتے۔ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

سن الله ذلك فی الامم الماضية سنة و جعله طريقة مسلوكة من جهة الحكمة و هى ان يقتل الذين نافقوا الانبياء وسعوا فی توهين امرهم فی الارجاف۔

(روح البیان جلد 7 صفحہ 242)

"اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کیلئے بھی یہی ضابطہ قائم کر رکھا تھا اور حکمت والا جاری طریق یہی تھا کہ جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام سے منافقانہ برتاؤ کیا اور جھوٹی افواہوں کے ذریعے ان کے مقصد کو کمزور کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کر دیا"۔

علامہ ابو البرکات نسفی فرماتے ہیں۔

سن الله فی الذين ينافقون الانبياء ان يقتلوا اينما وجدوا۔ (تفسیر نسفی جلد 3 صفحہ 46)

"اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں منافقت سے کام لیا کہ وہ جہاں پائے جائیں انہیں قتل کر دیا جائے"۔

منافقین مختلف حیلوں، بہانوں سے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے تو جو شخص کھلم کھلا

اسلام کے خلاف چلے ناموس رسول ﷺ سے متعلق بنائے ہوئے قانون کو ہدف تنقید بنائے تو اس کے شاتم رسول ہونے پر کسی شک وشبہ کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔شاتم رسول ﷺ کے متعلق حدیث شریف میں یہ حکم وارد ہوا ہے۔

من سب الانبیاء قتل و من سب اصحابی جلد(المعجم الصغیر رقم الحدیث:660)

"جس نے کسی نبی کی (العیاذ باللہ) توہین کی اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس کو کوڑے مارے جائیں گے"۔

مرتد گستاخ رسول کے قبل از توبہ قتل کیے جانے کے متعلق امت کا اجماع نقل کرتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں۔

والحاصل انه لا شك ولا شبهة فی كفر شاتم النبی ﷺ و فی استباحة قتله و هوالمنقول عن الائمة الاربعة۔(ردالمحتار جلد 6۔صفحہ 378)

"حاصل کلام یہ ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے مباح الدم ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور یہی آئمہ اربعہ سے منقول ہے"۔

تیسری وجہ: شاتم و کافر سے موالات سبب کفر ہے:

گورنر پنجاب کے قتل اور کفر وارتداد کی تیسری وجہ شاتمہ رسول کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار ہے'عاصیہ ملعونہ کو مجاز عدالت کی طرف سے ملنے والی سزا کے بعد گورنر اپنی فیملی اور میڈیا کے ہمراہ جیل جا پہنچا اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے عاصیہ ملعونہ کو لاک اپ سے نکال کر اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا اور پھر پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا۔

میں آسیہ مسیح سے ملنے یہاں آیا ہوں۔یہ ڈیڑھ سال یہاں رہی ہے اور اسے وہ

سزا سنا دی گئی جو میں سمجھتا ہوں بڑی سخت اور ظالم سزا ہے۔ میں نے آصف زرداری کو اپیل کی ہے کہ اس کی سزا کو معاف کیا جائے اور صدر صاحب انسانیت کے تقاضوں کے مطابق ان کی سزا کو معاف کریں گے اور میں یہ بھی کہتا چلوں کہ قائداعظم کے پاکستان میں ایسا قانون نہیں ہو سکتا اور اس طرح کی ظالم سزا؟...... جو اس کو سزا سنا دی گئی ہے میں سمجھتا ہوں یہ انسانیت کے خلاف ہے اور بے بس غریب عیسائی عورت کی یہ سزا معاف کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدہ:51)

"اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا"۔

اس آیت کریمہ میں خالق کائنات نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ موالات اور دوستی سے منع فرمایا۔ ان کی مدد کرنے، مدد لینے اور تعلقات بڑھانے سے بھی منع فرمایا گیا لیکن اگر کوئی شخص اس حکم کے باوجود بھی کافروں سے دوستی رکھے گا تو "فانہ منھم" کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ بھی انہیں کفار سے ہو گا۔ امام ابوبکر جصاص حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

لو ارادالمسلمین لکانوا اذا تولوا الکفار صاروا مرتدین۔ (احکام القرآن جلد 2 صفحہ 555)

"اگر اس آیت کا مخاطب مسلمان ہیں تو مسلمان کفار کا ساتھ دینے کی وجہ سے مرتد ہو جاتے ہیں"۔

علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں۔

(فانه منهم)من جملتهم و حكمه حكمهم و هذا تغليظ من الله و تشديد في وجوب مجانبة المخالف في الدين(ان الله لا يهدى القوم الظالمين)لا يرشد الذين ظلموا انفسهم بموالاة الكفرة۔(تفسیر نسفی جلد 1 صفحہ 453)

"فانه منهم سے مراد یہ ہے کہ وہ بھی انہی میں سے ہے اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو ان کفار کا ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سختی ہے اور دشمنان دین سے اجتناب کے وجوب اور شدت کو ثابت کرتی ہے۔ ان الله لا يهدى القوم الظالمين سے مراد یہ ہے جنہوں نے موالات کفر کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کیلئے ہدایت نہیں (یعنی وہ بھی کفر میں داخل ہوگئے")۔

علامہ اسماعیل حقی ابوالسعود کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

(فانه منهم)فيه زجر شديد للمومنين عن اظهار صورة الموالاة لهم وان لم تكن موالاة في الحقيقة۔ ان الله لا يهدى القوم الظالمين۔ اى لا يرشد الذين ظلموا انفسهم بترك اخوانهم المومنين و بموالاة اعداء الله بل يخليهم و شانهم فيقعون في الكفر والضلالة۔

(روح البیان جلد 2 صفحہ 402)

(فانه منهم) میں مومنین کیلئے سخت وعید ہے کہ وہ صورتاً بھی موالات کا اظہار نہ کریں اگرچہ حقیقت میں وہ موالات نہ ہو اور (ان الله لا يهدى القوم الظالمين) کا معنی یہ ہے کہ اپنے مومنین بھائیوں کو چھوڑ کر اللہ

تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی اور محبت کر کے انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور کفر و ضلالت میں داخل ہو گئے۔

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر کفار سے موالات، دوستی اور ہمدردی سے منع فرمایا گیا اس کے باوجود گورنر نے عدالت سے سزا یافتہ مجرمہ جو شاتمہ رسول ﷺ ہے۔ اس سے اظہار ہمدردی کیا اور موالات کا اظہار کیا اس فعل نے گورنر پنجاب کو بھی اسی صف میں کھڑا کر دیا جس مقام پر عاصیہ ملعونہ ہے۔

چوتھی وجہ: رضا بالکفر بھی کفر ہے:

گورنر پنجاب نے ایک سابہ مشرکہ عورت کے ساتھ نہ صرف اظہار ہمدردی کیا بلکہ اس کی سزا معاف کروانے کے لئے تمام آئینی و قانونی راستے ترک کئے اور براہ راست صدر سے رحم کی اپیل کرنے پر اس ملعونہ کو آمادہ کرنے کی سعی کر کے گورنر نے اس سابہ کے فعل کی حوصلہ افزائی کی تو کسی کے کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ (النساء:140)

”اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا“۔

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قال اهل العلم هذا يدل على ان من رضى بالكفر فهو كافر ومن رضى بمنكر يراه و خالط اهله وان لم يباشر كان فى الاثم بمنزلة المباشر بدليل انه تعالىٰ ذكر لفظ المثل ههنا، هذا اذا كان المجالس راضيا بذلك الجلوس فاما اذا كان ساخطا لقولهم وانما جلس على سبيل التقية والخوف والامر ليس كذلك۔ ولهذه الدقيقة قلنا بان المنافقين الذين يجالسون اليهود و كانوا يطعنون فى القرآن والرسول كانوا كافرين فى القرآن مثل اولئك اليهود،والمسلمون الذين كانوا بالمدينة كانوا بمكة، يجالسون الكفار الذين كانوا يطعنون فى القرآن فانهم كانوا باقين على الايمان، والفرق ان المنافقين كانوا يجالسون اليهود مع الاختيار والمسلمين كانوا يجالسون الكفار عند الضرورة۔ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 247)

"اہل علم فرماتے ہیں یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو کفر پر راضی ہو وہ کافر ہو جائے گا جو کسی برائی کو دیکھتے ہوئے اس پر راضی رہے اور اہل معصیت کے ساتھ مل جائے چاہے وہ گناہ کرے یا نہ کرے وہ گناہ میں ایسا ہی شامل ہوگا جیسے اس نے گناہ کیا ہو کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کلمہ "مثل" ارشاد فرمایا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب بیٹھنے والا ان کے ساتھ بیٹھنے پر راضی ہو اگر کوئی ان باتوں پر ناراض ہوتے ہوئے ان کے ساتھ کسی خوف یا مجبوری کی وجہ سے ان

کے ساتھ بیٹھا تو معاملہ اس طرح نہیں ہوگا (یعنی اس کی تکفیر و تضلیل نہیں کی جائے گی) یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ منافقین یہود کے ساتھ بیٹھا کرتے اور یہود قرآن حکیم اور رسول اللہ ﷺ پر (العیاذ باللہ) طعنہ زنی کرتے تو وہ منافقین بھی اسی طرح کافر ہیں۔وہ مسلمان جو مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ میں کافروں سے ملتے وہ اپنے ایمان پر قائم و باقی رہے حالانکہ کفار بھی قرآن حکیم پر طعنہ زنی کرتے تھے۔وجہ فرق یہ ہے کہ منافقین یہود کے ساتھ اپنی رضامندی و اختیار سے بیٹھتے اور مسلمان کفار کے ساتھ مجبوری و ضرورت کے تحت بیٹھتے تھے"۔

امام قرطبی اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

(انکم اذا مثلھم) فدل بھذا علی وجوب اجتناب اصحاب المعاصی اذا ظھر منھم منکر لان من لم یجتنبھم فقد رضی فعلھم والرضا بالکفر کفر۔

(تفسیر قرطبی جلد 5 صفحہ 418)

"یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب گنہگار برائی کا ارتکاب کریں تو ان کی صحبت سے اجتناب کیا جائے کیونکہ جس نے ان کی صحبت کو نہ چھوڑا تو وہ ان کے فعل پر راضی ہے اور کفر پر راضی ہونا کفر ہے"۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

جب تم ان لوگوں کے پاس بیٹھو گے جو کفر کرتے ہیں اور آیات کا مذاق اڑاتے ہیں اور تم اس پر راضی ہو گئے تو تم بھی ان کی طرح کافر ہو جاؤ گے۔

کس کے کفر پر راضی ہونے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے اس مسئلہ پر صاحب محیط برہانی فرماتے ہیں۔

وقد عثرنا علی روایۃ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالی ان الرضا

یکفر الغیر کفر من غیر تفصیل۔(محیط برہانی جلد 7 صفحہ 399)

”ہمیں امام اعظم ابو حنیفہ کی روایت کا علم ہے کہ کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونا بغیر کسی تفصیل کے کفر ہے“۔

قرآن حکیم کی اس تنبیہ اور حکم کے باوجود کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کر رہا ہو یا ان سے استہزاء کر رہا ہو تو تم ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے گورنر پنجاب کا شتم رسول ﷺ کے جرم میں سزا یافتہ مجرمہ کو ملک کی مجاز عدالت سے ملنے والی سزا کو سخت اور ظالم سزا کہنا اس لئے کفر ہے کہ یہ کلمات ادا کر کے سلمان تاثیر اس شاتمہ کے کفر پر راضی ہوا اور کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

پانچویں وجہ: استخفاف شریعت باعث کفر ہے:

سلمان تاثیر نے عاصیہ ملعونہ کو پہلو میں بٹھا کر جو پریس کانفرنس کی اس کا خلاصہ یہ ہے۔

1- گستاخ رسول کو اہانت رسول کے جرم میں ملنے والی قانونی و آئینی سزا سخت اور ظالمانہ ہے۔

2- یہ سزا انسانیت کے خلاف ہے میں اسے معاف کراؤں گا۔

3- آسیہ ملعونہ غریب اور بے بس عورت ہے۔

4- عدالت کا فیصلہ درست ہے لیکن ہم معافی والا آپشن اختیار کریں گے۔

ذاتی پسند و ناپسند ُضد اور رہٹ دھرمی اور عالم کفر کو خوش کرنے کیلئے اسلام کے کسی حکم کو نہ ماننا اور شریعت کے مطابق ملنے والی سزا کو ظالمانہ سزا کہنا یہ شریعت کی توہین اور استخفاف ہے بلکہ قرآن وسنت کے احکام میں جدال کے زمرے میں آتا ہے جو صریحاً کفر ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف (آل عمران:19)

"بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے"۔
اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔

حضرت قتادہ کا قول ہے لا الہ الا ھو اور جو اس کے رسول اللہ کی طرف سے لائے۔ اس کی گواہی دینا یہی وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کا اس نے حکم دیا' اس کیلئے اپنے رسول بھیجے اور اپنے اولیاء کی جس پر رہنمائی کی اس کے علاوہ وہ کوئی دین نہ قبول کرتا ہے اور نہ اس پر بدلہ دے گا۔

دین اسلام اور شریعت مطہرہ کے مطابق چلنا' شریعت اسلامیہ کے احکام کو درست تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اگر کوئی شریعت اسلامیہ کے ساتھ استہزاء کرے تو یہ بھی کفر ہے۔ امام عمر نسفی شریعت اسلامیہ کی توہین اور استخفاف کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الاستھانة بھا کفر والاستھزاء علی الشریعة کفر۔

(العقائد النسفیہ)

علامہ تفتازانی اس قول کی شرح میں اس کی وجہ اور علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لان ذلك من امارات التكذيب (شرح عقائد نسفیہ صفحہ 168)
کیونکہ یہ چیز جھٹلانے اور تکذیب کی علامتوں میں سے ہے۔
علامہ عالم بن العلاء الاندریتی شریعت کی توہین کے متعلق لکھتے ہیں۔

والاستھزاء باحکام الشرع کفر (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 277)
شریعت کے احکام کے ساتھ استہزا کفر ہے۔

گورنر سلمان تاثیر کا شتم رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا یافتہ مجرمہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن و سنت کے مطابق بنائے گئے قانون کا استہزاء کرنا اور عاصیہ ملعونہ کو دی جانیوالی سزا کو

ظالمانہ کہنا شریعت اسلامیہ کا استخفاف اور توہین ہے اور یہ امر کفر ہے۔

چھٹی وجہ: استخفاف علماء سبب کفر ہے:

گورنر سلمان تاثیر آزاد خیال شخص تھا اسلامی اقدار پر تنقید کرتے رہنا اس کے نزدیک کوئی معیوب اور غلط فعل نہ تھا' علماء امت کی ذمہ داری میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے تحفظ کا اہتمام کریں اور عوام کی رہنمائی کریں۔ سلمان تاثیر کی غلط روش پر جب علماء نے اسے متنبہ کیا تو اس نے علماء کی توہین کی اور کہا میں انہیں جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں' ایک صحافی ارشد شریف کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:
"یہ تو ہر ایک کے خلاف فتوے دیتے پھرتے ہیں انہوں نے بسنت کے خلاف بھی فتوے دیئے ہیں یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں میں انہیں جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں"۔

اس سے قبل اپنے ایک بیان میں کہا یہ ملک مولویوں نے ٹھیکہ پر نہیں لیا ہوا جو ہر بات پر شور مچاتے ہیں۔ 1973ء کے آئین پر قوم متفق ہے اور یہی آئین جمہوریت کی بقا ہے ناموس رسالت کے قانون کو جلد ختم کر دیا جائے گا اور میں اپنے مؤقف پر قائم ہوں۔ (روزنامہ جناح 19 ستمبر 2009ء)

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ (فاطر:32)

"پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا' یہی بڑا فضل ہے"۔

علامہ ابوالبرکات نسفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السابق یدخل الجنۃ بغیر حساب' والمقتصد یحاسب حسابا یسیرا ثم یدخل الجنۃ و اما الظالم لنفسہ فیحبس حتیٰ یظن انہ لن ینجو ثم تنالہ الرحمۃ فیدخل الجنۃ۔ (تفسیر نسفی جلد 3 صفحہ 88)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نیکیوں میں سبقت لے جانے والے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے' درمیانی چال والوں سے آسان حساب لیکر جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور اپنی جان پر ظلم کرنے والوں کو پہلے روکا جائے گا یہاں تک کہ انہیں نہ بچنے کا گمان ہو گا پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں جنت میں داخل فرمائے گا"۔

اس کے علاوہ متعدد آیات بینات اور کثیر احادیث میں علم اور علماء کی فضیلت وارد ہوئی' قرآن وسنت میں جن کی فضیلت آئی ان اشخاص کی جان بوجھ کر بغیر کسی عداوت کے توہین کرنا بھی کفر کے زمرے میں آتا ہے۔اس مسئلہ کی وضاحت کرتے حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

من قال للعالم عویلم او لعلوی علیوی (بالتصغیر) قاصدا بہ الاستخفاف کفر۔ (منح الروض صفحہ 47)

"جس شخص نے عالم کو عویلم اور علوی کو علیوی تصغیر کے ساتھ توہین کی نیت سے کہا تو یہ کفر ہے"۔

حضرت عالم بن العلاء اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

سئل عبدالعزیز بن احمد الحلوانی عن رجل' قال لہ رجل

این تذهب؟ فقال الی مجلس العلم : قال لا تذهب وان ذهبت تطلق امراتك فقال استهزاء بالعلماء والعلم کفر ۔(فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 262)

''حضرت عبدالعزیز بن احمد حلوانی سے ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا، کسی شخص نے اس سے پوچھا کہاں جارہے ہو اس نے کہا علم کی مجلس میں، تو اس شخص نے کہا وہاں نہ جاؤ اگر گئے تو تمہاری بیوی کو طلاق ہو جائے گی (یہ جملہ علماء پر بطور تنقید بولا) تو حضرت نے فرمایا علماء اور علم پر تنقید کفر ہے لہٰذا ایسا شخص کافر ہے''۔

علامہ زین الدین ابن نجیم فرماتے ہیں۔

الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر ۔(الاشباہ صفحہ 160)

علماء اور علم پر بلاوجہ تنقید کرنا کفر ہے۔

سلمان تاثیر کے دونوں بیان پھر دوبارہ پڑھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل نہیں کہ اس نے علماء کی توہین کی محض اس بناء پر کہ انہوں نے اسے اسلامی اقدار کی پاسداری کا درس دیا ورنہ ان علماء کی سلمان تاثیر سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں تھی اور استخفاف علماء کی وجہ سے بھی اس پر حکم کفر ہے۔

ساتویں وجہ: توہین قرآن کفر ہے:

سلمان تاثیر کی زندگی آزاد روی، اسلامی تعلیمات سے بیزاری اور ملحدانہ خیالات پر مشتمل تھی اس کی آزاد خیالی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے انڈیا کی ایک عورت کے ساتھ نہ صرف تعلقات تھے بلکہ اس سے ایک بیٹا آتش تاثیر بھی تھا سلمان تاثیر کا ناجائز بیٹا اپنی کتاب STRANGER TO HISTORY میں اپنے باپ کے متعلق لکھتا ہے۔

میرا والد ہر شام شراب پیتا تھا' اس نے کبھی روزہ نہیں رکھا' اور نہ ہی کبھی نماز پڑھی' وہ خنزیر کا گوشت بھی استعمال کرتا تھا' ایک دن اس نے بتایا کہ میں جیل میں گرفتار تھا تو قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور کتاب پڑھنے کیلئے میسر نہ تھی' میں نے بہت دفعہ اسے پڑھا شروع سے آخر تک لیکن مجھے اس میں کچھ نظر نہ آیا اور میں نے محسوس کیا کہ اس میں میرے لئے کچھ نہیں۔

اس عبارت کا ہر لفظ سلمان تاثیر کی بداعمالیوں کی گواہی دے رہا ہے۔اگر نماز و روزہ کا ترک انکار کی وجہ سے ہو تو یہ کفر ہے۔خنزیر اور شراب کا استعمال حلال سمجھ کر کیا جائے تو یہ بھی کفر ہے۔لیکن اس بارے میں سلمان تاثیر کا اپنا کوئی انکاری بیان نہ ہونے کی وجہ سے علماء نے اس بنیاد پر کوئی فتویٰ جاری نہیں کیا کیونکہ کفر انکار کی وجہ سے لازم آتا ہے یا استخفاف کی وجہ سے بصورت دیگر بلا عذر امر شرعی کا ترک اور محرمات سے اجتناب نہ کرنا حرام ہے۔یہ بات لبرل ازم اور سیکولر ازم کے دعویداروں کے منہ پر طمانچہ ہے کہ یہ علماء تو ہر بات پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔علماء امت نے ہمیشہ احتیاط کا دامن تھام کر ہی فیصلہ کیا لیکن جو بات کفر ہے اسے کفر ہی کہا جائے گا۔اب عبارت کے آخری الفاظ کو لیجئے کہ قرآن حکیم کے متعلق یہ کہنا اس میں میرے لیے کچھ نہیں یہ کتاب اللہ کی توہین ہے اور قرآن حکیم کی اہانت و استخفاف کفر ہے۔اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے علامہ عالم بن العلاء الاندریتی فرماتے ہیں۔

اذا انکر آیة من القرآن اور سخر بآیة من القرآن فقد کفر (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 250)

''جس نے قرآن کی آیت کا انکار کیا یا آیت قرآن کا مذاق اڑایا بے شک ایسا کرنا کفر ہے''۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

قیل لم لا تقراء القرآن؟ سیر شدم از قرآن یکفر

(فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 252)

"کسی شخص سے کہا جائے کہ تو قرآن کیوں نہیں پڑھتا وہ کہے میرے لیے قرآن میں کچھ نہیں تو وہ شخص کافر ہو جائے گا"۔

حضرت شیخ نظام اس کے متعلق فرماتے ہیں:

لو قیل لم لا تقراء القرآن فقال: بیزار شدم از قرآن یکفر (فتاویٰ ہندیہ جلد 2 صفحہ 288)

"اگر کسی سے کہا گیا کہ تو قرآن کیوں نہیں پڑھتا اس نے کہا میں قرآن سے بیزار ہوں تو یہ کفر ہے"۔

سلمان تاثیر نے جو بات آتش تاثیر کو بتائی بنظر انصاف سوچیں کیا اس میں قرآن پاک سے واضح بیزاری نظر نہیں آرہی، قرآن حکیم سے اتنی صاف بیزاری کی وجہ سے بھی سلمان تاثیر کا کفر واضح ہے۔

آٹھویں وجہ: ختم نبوت کا انکار کفر ہے:

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے خود اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے خلاف ہوں اور اس کی بیٹی بانو تاثیر نے انڈیا کے ایک چینل N-D-TV کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا میرے والد احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شق کی خلاف تھے۔ (روزنامہ جنگ 11 جنوری 2011ء)۔

برصغیر پاک و ہند میں انگریزی تسلط کے بعد جہاں کئی فتنے بپا ہوئے ان میں سے فتنہ عظیم قادیانیت ہے، انگریز حکومت نے اسلام دشمنی کیلئے جن لوگوں پر سرمایہ کاری کی ان میں سرفہرست مرزا غلام قادیانی کا نام ہے، دنیاوی مفادات کی خاطر مرزا غلام

قادیانی نے اپنا ایمان انگریز کے ہاں گروی رکھا اور انگریزوں کا وفادار بن کر ان کے احکامات کی بجا آوری کرتا رہا۔ مرزا قادیانی کو خود نہ صرف انگریز غلامی کا اعتراف تھا بلکہ وہ اس پر فخر اور ناز کرتا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کیلئے کی ہیں، عنایت خاص کا مستحق ہوں، لیکن صرف اتنی التماس ہے کہ وفادار اور جانثار، پکے خیر خواہ اور سرکار انگریزی کے خدمت گزار خود کاشتہ پودا کی نسبت خود حضور بھی اور ماتحت حکام بھی عنایت اور مہربانی کی نظر رکھیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 197)

صرف اپنی خدمت گزاری اور وفاداری ہی نہیں بلکہ اپنے خاندان کی غلامی کو فخریہ انداز میں بایں الفاظ بیان کرتا ہے۔

سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 188)

اسلام دشمنی، حضور سید العالمین ﷺ کے خلاف اعلان بغاوت، اسلامی اقدار و تعلیمات سے کھلواڑ کافروں کی مدد سے ہی انجام پا سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو بھی اس بات کا پتہ تھا کہ انگریز کی معاونت کے بغیر میرا اسلام دشمنی والا دھندہ نہیں چل سکتا۔ مرزا قادیانی ایک مقام پر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کیلئے میں دعا کرتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69)

آپ خود سوچئے کہ وہ کونسا کام ہے جس کی تبلیغ اور اجازت صرف انگریز حکومت کے زیر سایہ ہی ممکن ہے اور اسلامی ریاستوں میں اس پیغام کا پہنچانا اور سنانا کیوں ناممکن تھا' ظاہر ہے اگر وہ کام اسلام کی ترقی و ترویج سے متعلق ہو تو وہ اسلامی حکومتوں میں پروان چڑھے گا' لیکن اگر وہ کام اسلام دشمنی اور اسلامی اقدار سے بغاوت پر مبنی ہو تو ایسے کام کیلئے کافروں کی مدد چاہئے ہوگی مرزا قادیانی نے اسلام دشمنی میں ہر حد عبور کی تو اسے ہر وقت انگریز کی حمایت کی ضرورت تھی۔ مرزا قادیانی نے انگریز کے ایماء پر جعلی نبوت کا روپ دھارا اور انتہائی غلیظ دعوے بھی کئے۔ وہ صرف دعوے ہی نہیں بلکہ آج بھی وہ باتیں قادیانی عقائد میں شامل ہیں وہ تحریریں ایسی روح فرسا ہیں جنہیں پڑھ کر دل پھٹنے کو آتا ہے' کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے' آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں' دل و دماغ میں زہر آلود تیر چبھتے محسوس ہوتے ہیں' ہاتھ پاؤں مفلوج سے ہونے لگتے ہیں' بوجھل دل کے ساتھ چند عبارات ملاحظہ کریں۔

پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب یہ وحی اللہ ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 2)

میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 8)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء صفحہ 15)

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ (اربعین 4 صفحہ 112)

ان عبارات کی ہر سطر سے کفر صاف چھلکتا دکھائی دیتا ہے مرزا قادیانی کی تحریریں پڑھنے کے بعد مسلمان تو کجا کوئی قادیانی بھی تعصب کے بغیر سوچے تو وہ مرزا پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔

لیکن تف ہے ان نام نہاد مسلمانوں پر جو مرزائیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آج بھی قادیانی ذریت اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف عمل ہے۔

ختم نبوت اسلام کی اساس اور بنیادی عقیدہ ہے اس عقیدہ میں اگر شک وشبہ کی دراڑ پڑ جائے تو آدمی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس بات پر پوری امت مسلمہ متفق ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب:40)

”محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے“۔

اس آیت کریمہ میں ختم نبوت کا واضح بیان ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کی جلوہ افروزی کے بعد آپ کے زمانہ اقدس میں یا بعد میں کوئی نبی اور کسی طرح کا نبی نہیں آسکتا۔ حضور سید العالمین ﷺ نے بھی متعدد مقامات پر امت مسلمہ کو ختم نبوت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا شافع و مشفع ولا فخر (سنن دارمی جلد 1 صفحہ 31)

"میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام نبیوں کا خاتم ہوں بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا"۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

کانت بنی اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

"انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (جامع الترمذی ابواب الرویا باب ذھبت النبوة)

"بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ نبی"۔

عن ثوبان حدثه انه سمع رسول الله ﷺ یقول یسخرج فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم الانبیاء لا نبی بعدی۔ (مستدرک جلد 5 صفحہ 362)

"حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا میں نبی ہوں، (سنو) میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

علامہ ابو عبداللہ قرطبی فرماتے ہیں۔

(خاتم النبیین) قال ابن عطیة هذه الالفاظ عند جماعة العلماء الامة سلفا و خلفا فتلقاه علی العموم التام مقتضیة نصا انه لا نبی بعده (تفسیر قرطبی جلد 16 صفحہ 173)

"ابن عطیہ نے کہا ہر دور میں علماء امت اس بات پر متفق رہے ہیں کہ یہ الفاظ اس بارے میں نص ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔

اذا لم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 243)

"جب کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہوگا"۔

حضرت شیخ ابن نجیم فرماتے ہیں۔

اذا لم یعرف ان محمدا آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات (الاشباہ والنظائر صفحہ 160)

"جب کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے"۔

حضور سید العالمین ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرنا ایمان میں شامل ہے جو کوئی اس میں شک کرے وہ کافر ہے اور ختم نبوت کا انکار کفر ہے اور ایسے شخص کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

سلمان تاثیر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شق کے خلاف تھا اور اسے ختم کروانے کے درپے تھا اور مرزائیوں کو کافر بھی تسلیم نہیں کرتا تھا تو اس کا یہ عمل بھی صریح کفر ہے۔

ایک اہم سوال:

قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے دجل وفریب سے کام لیتے ہیں اور اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں کہ ہم پر بہت ظلم کیا جارہا ہے ہمیں کوئی حق نہیں مل رہا اور ہم تنہا ہو کر رہ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ پر مبنی ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت ہمیشہ سے ایک الگ جماعت کے تصور پر کاربند ہے اور انہوں نے مسلمانوں کیلئے اپنے دل میں ہمیشہ نفرت اور دشمنی رکھی ہے' مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات صفحہ 519)

مرزا قادیانی کا بیٹا قادیانیوں کو مسلمانوں سے نفرت سکھاتے ہوئے لکھتا ہے۔

ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں' ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا' ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا' اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں' دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی' دوسرے دینوی' دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ (کلمۃ الفصل صفحہ 169)

ان عبارات سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ قادیانی ایک الگ جماعت ہے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں اس تحریک کی بنیاد ہی اسلام دشمنی پر

مبنی ہے لیکن کچھ لبرلز اور آزاد خیال لوگوں کو جدیدیت اور انسانیت کا ہیضہ ہے اس وجہ سے وہ قادیانیت کے ہمنوا بن کر اپنا ایمان خراب کرتے ہیں اور انسانیت کا نام لیکر قادیانی ذریت سے دوستانہ تعلقات اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں، وہ بھی اپنے متعلق مرزا قادیانی کی رائے پڑھ لیں شاید انہیں کچھ افاقہ میسر آجائے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

جو ہماری فتح کا قائل نہیں تو صاف سمجھا جائے گا۔ کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار اسلام صفحہ 20)

تلك الكتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547)

"ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں، بدکار عورتوں کی اولاد نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا"۔

اس سے پہلے آپ نے مرزا قادیانی کی وہ تحریریں بھی پڑھی ہیں جو انگریز حکومت کے متعلق تھیں تو اس میں آپ کو لجاجت، مودبانہ انداز، خوشامد، چاپلوسی اور خدمت گزاری جیسا اسلوب تحریر نظر آئے گا، لیکن وہی مرزا قادیانی جب امت مسلمہ اور اسلام کے متعلق کچھ لکھتا ہے تو نفرت، حقارت، رعونت، دشمنی اور گالم گلوچ پر مبنی انداز تحریر ہوتا ہے تو کیا یہ واضح اور کھلی اسلام دشمنی نہیں؟ ایسے کھلے کافروں اور اسلام دشمنوں کے ساتھ تعلقات چہ معنی دارد؟

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

نویں وجہ: ملک سے غداری بغاوت ہے:

سلمان تاثیر پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کے انتہائی اہم عہدے پر مقرر تھا لیکن عاصیہ ملعونہ کی حمایت میں اس قدر آگے چلا گیا کہ اپنے عہدے کی تحقیر کی اور گورنر کا منصب سنبھالتے ہوئے جو حلف اٹھایا اس کی دھجیاں بکھیر دیں، حلف کی چند شقیں ملاحظہ فرمائیں۔

1- اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔

2- میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔

3- میں ہر حالت میں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ بلا خوف و رعایت اور بلا رغبت و عناد قانون کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

اس کے علاوہ سلمان تاثیر نے قائد اعظم محمد علی جناح پر بہتان باندھا اور بانی پاکستان کی عزت و وقار کو بھی داؤ پر لگا دیا اس نے عاصیہ ملعونہ کو پہلو میں بٹھا کر جو پریس کانفرنس کی اس میں یہ جملے بھی کہے۔

> ”یہ بھی کہتا چلوں کہ قائد اعظم کے پاکستان میں ایسا قانون نہیں ہو سکتا تھا اور اس کی طرح سزا؟ ہمارے مذہب میں بھی اقلیتوں کا تحفظ ہے“۔

قائد اعظم کے بارے میں یہ جملہ جہاں ان پر تہمت ہے وہیں انتہائی بے دردی کے ساتھ تاریخ کو مسخ کرنے کی سازش بھی ہے جب ایک ہندو ناشر راج پال نے حضور سید العالمین ﷺ کے متعلق گستاخانہ مواد پر مشتمل ایک کتاب شائع کی تو اہل اسلام کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی، راج پال کی اس ناپاک حرکت پر محافظ ناموس رسالت غازی علم الدین شہید نے اسے واصل جہنم کر دیا اور پھر آپ نے گرفتاری دے دی، جب

عدالت میں مقدمہ چلا تو علامہ محمد اقبال کی درخواست پر بیرسٹر محمد علی جناح (جو بعد میں قائداعظم مشہور ہوئے) نے لاہور ہائیکورٹ میں غازی علم الدین کے وکیل کی حیثیت سے سارا مقدمہ لڑا' واضح رہے کہ لاہور ہائیکورٹ میں قائداعظم نے ساری زندگی میں صرف ایک ہی مقدمہ لڑا اور وہ غازی علم الدین کا مقدمہ تھا۔

اس بات سے قائداعظم کے افکار و نظریات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محافظان ناموس رسالت کے حامی تھے نہ کہ گستاخان رسول ﷺ کے تو سلمان تاثیر نے قائداعظم کی ذات پر کیچڑ اچھال کر انہیں متنازعہ بنانے کی ناکام کوشش کی۔ حلف سے غداری اور قائداعظم پر بہتان تراشی بغاوت کے زمرے میں آتے ہیں اور آئین پاکستان کے آرٹیکل 6 کے تحت بغاوت و غداری کی سزا موت ہے۔

ایک اہم شبہ کا ازالہ:

بعض میڈیا اینکرز اور لبرلز عاصیہ کی مظلومیت کا رونا اس طرح روتے ہیں کہ سادہ لوح عوام کے اذہان بھی شک و شبہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عاصیہ کیس کو مظلومیت کی ایسی تصویر بنا کر پیش کیا جاتا ہے کہ شاید چند گھنٹوں میں یہ ساری کارروائی مکمل کر لی گئی کہ عاصیہ پر الزام لگا پھر پولیس نے ایف آئی آر کاٹی اور آدھے گھنٹے بعد ہی جج نے سزائے موت سنا دی اور وہ غریب عورت مظلوم ہے۔ (العیاذ باللہ) عاصیہ مسیح کے کیس کا اگر آپ جائزہ لیں تو حقائق کچھ اس طرح ہیں۔

㉓ 16 جون 2009ء کو محمد ادریس نامی شخص کے کھیت میں فالسہ چنائی کے دوران عاصیہ نے مسلمان خواتین کے روبرو حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس اور قرآن کریم کے متعلق انتہائی اہانت آمیز الفاظ استعمال کیے۔ جب اس واقعہ کی بابت ان عورتوں نے محمد ادریس کو اطلاع دی تو اس کے پوچھنے پر آسیہ ملعونہ نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور معافی کی درخواست کی۔

23 معاملہ انتہائی حساس نوعیت کا تھا تو اس کے بارے میں اس علاقہ کے امام مسجد کو اطلاع دی گئی اور پھر اس وقوعہ کی بابت مزید تحقیق و تفتیش کیلئے گاؤں میں پنچائیت کا اہتمام کیا گیا جہاں کھیت کے مالک محمد ادریس اور مسلمان خواتین نے تمام احوال بیان کئے اور عاصیہ ملعونہ نے وہاں بھی اپنے جرم کا اقرار کیا اور معافی طلب کی۔

23 اس دوران اقلیتی وزیر شہباز بھٹی بھی درمیان میں آ گئے اور دباؤ ڈال کر ایف۔آئی۔آر رکوانے کی کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ بعدازاں اس مقدمہ کی تفتیش و تکمیل سید محمد امین بخاری (ایس۔پی۔انوسٹی گیشن) نے کی جس میں فریقین کو طلب کر کے سنا۔آسیہ ملعونہ کے شوہر عاشق مسیح نے بائبل پر حلف دے کر اپنی بیوی کی صفائی دینے سے انکار کر دیا۔آسیہ ملعونہ عاشق مسیح کی دوسری بیوی ہے اس کی پہلی بیوی یاسمین مسیح آسیہ ملعونہ کی بڑی بہن ہے۔پہلی بیوی سے عاشق مسیح کی دو بچیاں اور ایک بچہ ہے اور آسیہ ملعونہ سے دو بچیاں ہیں۔دوران تفتیش آسیہ کو پولیس نے اپنی صفائی کا بھرپور موقع دیا' مگر وہ اپنی صفائی پیش کرنے میں بری طرح ناکام رہی اور تفتیشی افسر کے سامنے بھی آسیہ ملعونہ نے اپنا جرم تسلیم کیا تو پولیس نے آسیہ کو قصوروار ٹھہراتے ہوئے مقدمہ کا چالان عدالت میں بھجوادیا۔

23 عدالت میں دوران سماعت آسیہ ملعونہ کی طرف سے ایرک جون' طاہر گل صادق' چوہدری ناصر انجم' رائے اجمل اور منظور قادر سمیت سات وکلاء کا پینل پیش ہوتا رہا لیکن وہ آسیہ کے دفاع میں مکمل طور پر ناکام رہے کیونکہ انہوں نے آسیہ کے کہے ہوئے گستاخانہ الفاظ کی بالکل تردید نہ کی اور نہ ہی اس بابت گواہان پر کوئی جرح کی۔

- مقدمہ کی پیروی کرنے والے گاؤں کے غریب مسلمان تھے اور آسیہ ملعونہ کی پشت پر اقلیتی وزیر شہباز بھٹی جیسے با اثر عیسائی تھے۔نصف درجن سے زائد گواہوں نے گواہی دی اوران پر مکمل جرح کی گئی۔
- عدالت کے معزز جج جناب محترم نوید اقبال نے پوری بحث و تمحیص کے بعد جو فیصلہ سنایااس کے چند اقتباس ملاحظہ کریں۔
- اس مقدمہ کا ایک اوراہم پہلو یہ ہے کہ ملزمہ آسیہ مسیح نے اپنے بیان زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں پوچھے گئے سوال نمبر 7 کہ اس کے خلاف یہ مقدمہ کیوں درج ہوا کے جواب میں اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"میں دیگر متعدد خواتین کے ہمراہ کھیت میں کام کر رہی تھی مافیہ بی بی اور عاصمہ بی بی دونوں خواتین کا میرے ساتھ پانی لانے کے معاملہ پر تنازعہ ہوا' جو کہ میں نے اس کیلئے لانے کی پیشکش کی لیکن انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں چونکہ ایک عیسائی ہوں لہٰذا وہ عیسائی کے ہاتھ سے پانی نہیں پیتیں۔اس بات پر جھگڑا پیدا ہوا اس طرح میرے اورگواہان استغاثہ کے مابین تلخ کلامی ہوئی"۔

- یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تلخ کلامی کی نوعیت کیا ہو گی؟ جب ایک عیسائی اور مسلمان خواتین کی جانب سے ایک عیسائی خاتون کے ہاتھ سے پینے کا پانی لینے سے انکار کر دیا گیا۔لہٰذا اس واقعہ نے ایک مذہبی جھگڑے کی شکل اختیار کرلی اور تلخ کلامی ماسوائے توہین رسالت کے کوئی دوسری نہیں ہوسکتی۔
- یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس گاؤں میں کافی تعداد میں عیسائی بھی مسلمانوں کے ساتھ کئی نسلوں سے آباد ہیں لیکن ماضی میں اس قسم کا کبھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا' مسلمان اور عیسائی دونوں ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور اعتقادات

کے سلسلے میں برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر توہین رسالت کا اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی اس گاؤں میں پیش آیا ہوتا تو یقیناً فوجداری مقدمات اور مذہبی جھگڑے اس گاؤں میں پہلے سے موجود ہوتے۔ لہٰذا اس دفعہ یقیناً توہین رسالت کا ارتکاب ہوا ہے۔ جس کے باعث مقدمہ درج ہوا اور عوامی اجتماع منعقد ہوا اور یہ معاملہ اس قصبے اور اردگرد میں موضوع بحث بن گیا۔

23 یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ نہ تو ملزمہ خاتون نے اپنی صفائی میں کوئی شہادت پیش کی اور نہ دفعہ (2) 340 ضابطہ فوجداری کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات غلط ثابت کرنے کیلئے ملزمہ خود بطور گواہ پیش ہوئی۔

23 مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ استغاثہ نے اس مقدمہ کو کسی بھی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ثابت کر دیا ہے' تمام گواہان استغاثہ نے استغاثہ کے مؤقف کی متفقہ اور مدلل انداز میں تائید وتصدیق کی ہے۔ گواہان استغاثہ اور ملزمہ' ان کے بزرگوں' یا ان کے خاندانوں میں کسی بھی قسم کی دشمنی کا کوئی وجود نہیں پایا جاسکا' ملزمہ کو اس مقدمہ میں کوئی رعایت دیئے جانے کا قطعاً کوئی امکان نہیں۔ لہٰذا میں آسیہ مسیح زوجہ عاشق کو زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان موت کی سزا کا مستوجب ٹھہراتا ہوں۔ (فیصلہ سیشن کیس نمبر 2009_402)

بے بنیاد واویلا:

پاکستان کے سیکولر عناصر کو پاکستان کا اسلامی تشخص کسی دور میں بھی قبول نہیں رہا' وہ روز اول سے ہی اسلامی نظریہ اور تشخص سے خائف ہیں اور اسے ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اسلامی حدود کے قوانین ہوں یا 295-C سیکولر عناصر کو ہمہ وقت انہیں ختم کرنے کی فکر لاحق رہتی ہے' یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اسلام آباد اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام میں بھی اسلام کا لفظ کھٹکتا ہے' قادیانیوں کو غیر مسلم قرار

دیئے جانے والے فیصلے کو بھی غلط قرار دلوا کر یورپ سے داد و تحسین وصول کرنا چاہتے ہیں، یہ لوگ پاکستانی کلچر اور تاریخ سے بھی اسلام کے لفظ کو حذف کرانے کے خواہشمند ہیں، یہی لوگ ہیں جو پاکستانی تہذیب و ثقافت کو ہندوانہ رسم و رواج اور انگریز کی فکری آوارگی سے ہم آہنگ کرنے کے متمنی ہیں۔ C-295 کے حوالے سے بھی یہ بے بنیاد واویلا کیا جاتا ہے کہ یہ قانون ایک آمر نے بنایا ہے اور اسے اقلیتوں کے خلاف استعمال کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔

23 جہاں تک اس قانون کا دور آمریت کے ساتھ تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں اگر کوئی شخص اہانت کا مرتکب ہو ایسے مجرم کی سزا قتل قرآن وسنت سے ثابت ہے اور امت مسلمہ کے جلیل القدر علماء کے نزدیک متفقہ قانون ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے اور اسلامی حکومتوں میں اسی قانون کے تحت شاتمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سزائے موت دی گئی تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں C-295 کی شق کے ذریعے کوئی نیا قانون نہیں بنایا گیا بلکہ آئین کو اسلامی اور شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا گیا۔ لہٰذا اس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی اور تنقید اسلامی شریعت کے استخفاف کے زمرے میں آتی ہے۔

23 اس قانون کو اقلیتوں کے خلاف استعمال کرنے کا زہریلا پروپیگنڈہ بھی محض اس قانون کو ختم کرنے کی سازش کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے "قومی کمیشن برائے امن" کی رپورٹ کے مطابق 1986ء سے 2009ء تک پاکستان میں C-295 کے تحت 986 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 479 مقدمات کا تعلق ان بدبختوں کے ساتھ ہے جن کے نام کے ساتھ لفظ مسلمان لگتا ہے اور 120 کے قریب مقدمات عیسائیوں کے متعلق ہیں اور C-295 کے تحت آج

تک کسی ایک شخص کو بھی سزائے موت نہیں دی گئی اس سے جہاں حکومتوں کے منافقانہ کردار اور انگریز کی ذہنی غلامی کا پتہ چلتا ہے وہیں اس زہریلے اعتراض کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ قانون اقلیتوں کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔

- اقلیتوں کے حقوق کا معنی سیکولرز اور لبرلز کو یہ کیسے سمجھ میں آ گیا ہے کہ جو شخص توہین رسالت کا مجرم ہو اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرے تو اسے ماورائے عدالت و قانون بے گناہ قرار دینا اور آزادی اظہار کا نام دیکر اس کی حمایت کرنا ان حقوق کا تقاضا ہے جو حقوق اسلام نے اقلیتوں کو دیئے ہیں۔ اسلام بلا امتیاز مذہب مجرم کو مجرم گردانتا ہے اور نہ ہی رنگ و نسل اور مذہب و قومیت کے نام پر مجرموں میں امتیاز کیا جا سکتا ہے، اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے کسی مجرم کو اس کے ثابت شدہ جرم پر قانون و آئین کے مطابق سزا دینے سے اس کا کونسا حق تلف ہو جاتا ہے؟ ظاہر ہے جو مجرم ہو اس کا تعلق کسی بھی کمیونٹی ہو اس سے تحقیق و تفتیش تو ہو گی اور جرم ثابت ہونے پر سزا بھی ہو گی۔ لیکن 295-C کے ساتھ معاندانہ رویہ صرف اس لیے رکھا جاتا ہے تاکہ عالم کفر کو خوش کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کی جائیں اور دنیاوی مفادات کی تکمیل ہو سکے۔
- اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر واویلا کرنے والوں کو کشمیر کی وادی میں سسکتی بچیوں اور زخموں سے چور نوجوانوں کے حقوق کا خیال تو کبھی نہیں آیا، فلسطین میں بہنوں کے خون آلود چہرے بیت المقدس کی عظیم سرزمین پر تڑپتے لاشے تو ان کی نظروں سے اوجھل ہیں لیکن یہ سیکولر عناصر حقوق کے نام پر گستاخان رسول کی پشت پر ضرور کھڑے ہوتے ہیں۔
- غیر مسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر ہیں لیکن جو کوئی ان میں سے اہانت رسول کے جرم کا مرتکب ہو وہ شخص پھر دوسرے کافروں جیسا

عام کافر نہیں رہتا بلکہ اس کے کفر میں اضافہ ہوجاتا ہے۔لہٰذا شاتم رسول کے متعلق حقوق وآزادی اظہار کے نام پر واویلا کرنا محض فریب اور سراب کے سوا کچھ نہیں کیونکہ جب وہ عام کافروں سے بھی جدا ہوگیا تو اقلیتی حقوق کا تصور ہی ختم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِہِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُہُمۡ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوۡنَ (آل عمران:90)

''بے شک وہ جو ایمان لاکر کافر ہوگئے پھر اور کفر میں بڑھے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے''۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین نے متعدد اقوال نقل فرمائے اور کئی توجیہات پیش فرمائیں ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے کفر میں اضافہ کا سبب حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا انکار کرنا اور آپ کی شان اقدس میں طعن کرنا ہے۔

علامہ ابوالبرکات نسفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

(ان الذین کفروا) برسول اللہ بعد ما کانوا بہ مومنین قبل مبعثہ (ثم ازدادو کفرا) باصرارھم علی ذلک، وطعنھم فیہ فی کل وقت۔ (تفسیر مدارک التنزیل جلد 1 صفحہ 272)

''کفر سے مراد یہ ہے کہ وہ پہلے مومن تھے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہوگئے' کفر میں بڑھے' یعنی اپنی ضد پر اڑ گئے اور ہر وقت آپ کی شان اقدس میں طعن کرنے لگے''۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

(ثم ازدادوا کفرا) کفروا بہ علیہ السلام بعد ما آمنو بہ

قبل مبعثه ثم ازدادوا کفرا باالاصرار علیه والطعن فیه والصدعن الایمان و نقض المیثاق۔ (روح البیان جلد 2 صفحہ 60)

''کفر کے بڑھ جانے کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ کی بعثت سے پہلے آپ پر ایمان رکھتے تھے پھر انہوں نے کفر کیا پھر اس پر اڑ گئے آپ کی شان اقدس میں طعن کیا' ایمان سے رک گئے اور میثاق کو توڑ دیا''۔

امام فخر الدین رازی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

ان اهل الکتاب کانوا مومنین بمحمد علیه الصلوٰة والسلام قبل مبعثه، ثم کفروا به عند المبعث، ثم ازدادوا کفرا بسبب طعنهم فیه کل وقت، و نقضهم میثاقه، و فتنتهم للمومنین و انکارهم لکل معجزة تظهر۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 286)

''اہل کتاب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی بعثت کے وقت انہوں نے کفر کیا' پھر ہر وقت آپ کی شان اقدس میں طعن کرنا' آپ سے نقض میثاق' مومنین کو پریشان کرنا اور معجزات کا انکار اس کفر کے زیادہ ہونے کے اسباب تھے''۔

مفسرین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی غیر مسلم اقلیتیں اگرچہ پہلے ہی کافر ہیں' لیکن اگر ان میں سے کوئی حضور سید العالمین ﷺ کی شان اقدس میں سب وشتم کرے تو اس کے کفر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عاصیہ ملعونہ پہلے بھی کافرہ تھی' لیکن شتم رسالتمآب ﷺ کی وجہ سے اس کے کفر میں اضافہ ہوا اور وہ عام کافر نہ رہی تو اب وہ اقلیت سے بھی خارج ہو گئی' لہٰذا حقوق کا سرے سے کوئی سوال ہی نہ رہا کہ اس کا بھی کوئی حق ہے کیونکہ اسلام میں حقوق اقلیتوں کے ہیں۔ گستاخ رسول ﷺ کا کوئی حق نہیں۔

کیا قانون کا استعمال غلط ہو رہا ہے؟

جدت پسند طبقہ کی طرف سے مختلف مواقع پر یہ اعتراض اور سوال بھی سامنے آیا ہے کہ ہم قانون ناموس رسالت کو اس لیے ختم کروانا چاہتے ہیں کہ اس قانون کو غلط طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے اس کے ذریعے اقلیتوں کے حقوق پر زد پڑتی ہے۔ جہاں تک اس قانون کے استعمال اور طریقہ کار کا تعلق ہے تو اس میں بھی خامیاں انہیں نظر آتی ہیں جن کی نیتیں درست نہیں یہ وہ آزاد خیال ملحدین ہیں جو اپنے مکروہ نظریات اور پراگندہ خیالات کی ترویج کیلئے اسلام اور انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت و ناموس پر بھی زبان طعن دراز کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں اور اس ہرزہ سرائی کو انسانی حقوق اور آزادی اظہار رائے کا نام دیتے ہیں۔

حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ کیا دنیا بھر میں ہر قانون کسی نہ کسی درجے میں غلط استعمال نہیں کیا جاتا؟ کوئی ملک اور معاشرہ تو درکنار اقوام متحدہ میں جب پوری دنیا فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے امریکہ پوری ڈھٹائی کی ساتھ اسرائیل کی پشت پناہی کرتا ہے اور اس بے شرمی کو ویٹو کا نام دے کر پوری دنیا کے منہ پر طمانچہ رسید کیا جاتا ہے اور پوری دنیا کی حمایت کو پس پشت ڈال کر اسرائیل کے مفادات کی تکمیل کی جاتی ہے۔ کیا یہ اس ادارے کی توہین اور اس کا غلط استعمال نہیں۔

یہاں یہ بات بھی واضح اور عیاں ہے کہ ہر قانون کو معاشرے کے بااثر اور طاقتور افراد اپنے گھر کی لونڈی گردانتے ہیں، ہمارے معاشرے میں تو روزانہ درجنوں جھوٹی ایف۔آئی۔آر درج ہوتی ہیں۔ جاگیرداروں اور وڈیروں کے بگڑے نواب زادے دن دیہاڑے قتل کرتے ہیں اور پھر کسی نوکر اور ملازم پر اس قتل کا جھوٹا مقدمہ درج کرواتے ہیں اور وہ بے بس اور غریب اس چودھراہٹ کو بچاتے بچاتے پھانسی

کے پھندے پر جھول جاتا ہے لیکن ان بے گناہ اور مظلوم افراد کیلئے نہ تو کبھی کسی کی رگ انسانیت جوش میں آئی اور نہ ہی آزادی اظہار کا کوئی لفظ زبان پر آیا۔

یہاں تو عام رواج ہے کہ جب کسی جاگیردار کا کوئی ملازم تنخواہ کا مطالبہ کرے یا اپنے کسی حق کا مطالبہ کر بیٹھے اسے چوری کے جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے۔ان تمام مظالم پر مجال ہے کہ انسانی حقوق کے علمبرداروں کے کانوں پر جوں تک رینگی ہو لیکن انہیں ہمیشہ C-295 کے حوالے سے ہی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس قانون کو ختم کروا دیا جائے۔

اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ دفعہ C-295 میں کوئی سقم موجود ہے تو یہ پاکستان کا داخلی معاملہ ہے، دستور، آئین اور قوانین میں تبدیلی و ترمیم یا اس کا نفاذ پاکستان کے رہنے والوں کا مسئلہ ہے، اہل پاکستان اپنے مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یہ ایک الگ ملک ہے، اس کے اپنے معاملات ہیں تو پھر امریکہ، برطانیہ، یورپی ممالک اور عیسائی پوپ کو C-295 کے متعلق اتنا فکرمند ہونے کی اور اس پر بیان بازی کی کیا ضرورت ہے، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ C-295 کو ختم کرنا یہود ونصاریٰ کی خواہش اور ان کا ایجنڈا ہے، ان کے زرخرید غلام اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کی خاطر ہی ساری سعی و کاوش میں مصروف ہیں۔

کسی بھی قانون کے غلط استعمال کے خلاف مؤثر انتظام:

ہر معاشرے میں بدعملی و بدانتظامی کی مثالیں موجود ہیں اور ارباب حل وعقد نے اس بدانتظامی کو روکنے کی کوشش بھی کی، پاکستان ایک ذمہ دار ملک ہے، اسی بات کے پیش نظر تعزیرات پاکستان میں کسی دشمنی یا ذاتی عناد کی وجہ سے جھوٹا پرچہ درج کروانے کے خلاف مؤثر قانونی کارروائی کا انتظام موجود ہے۔

(23) دوران تفتیش اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ کسی نے جھوٹا مقدمہ درج کروایا ہے اور

چالان ابھی عدالت نہ بھیجا گیا ہوتو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 132 کے تحت ایسے جھوٹے شخص کو یا گواہ کو چھ ماہ کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

- تعزیرات پاکستان دفعہ 203 کے تحت کسی بھی سرکاری ادارے کو جان بوجھ کر غلط اور جھوٹی اطلاع فراہم کرنے پر دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔
- تعزیرات پاکستان شق 211 کے تحت جھوٹا استغاثہ دائر کرنے والے اشخاص کو دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔
- دفعہ 191' 192 کے تحت اگر کسی شخص کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ اس کی شکایت جھوٹی ہے یا اس کی گواہی من گھڑت ہے تو انہیں 3 سال سے 7 سال تک کی سزا اور جرمانہ کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔
- دفعہ 194 کے تحت اگر کوئی شخص ذاتی دشمنی اور عناد کی بنیاد پر کسی بیگناہ شخص کو ایسے سنگین جرم میں ملوث کرتا ہے جس کی سزا عمر قید یا موت ہے تو ایسے جھوٹے شخص کو عمر قید یا دس سال قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔اسی طرح اگر کسی بے گناہ شخص کو عمر قید یا سزائے موت دے دی جائے اور بعد میں یہ ثابت ہوجائے کہ یہ مقدمہ جھوٹا اور من گھڑت تھا' ذاتی دشمنی کی وجہ سے اس بے گناہ شخص کو ملوث کیا گیا تو مقدمہ باز کو بھی وہی سزا دی جاسکتی ہے جو سزا اس بے گناہ شخص کو اس کی وجہ سے ملی۔

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آئین پاکستان میں محض دشمنی اور عناد کی وجہ سے جھوٹا مقدمہ درج کروانے والے لوگوں کے خلاف مؤثر قانونی انتظام ہر سطح پر پہلے سے موجود ہے تو پھر اس بے سروپا سوال کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے کہ 295-C کے تحت پرچہ درج کروانے کے طریقہ کار میں تبدیلی کی ضرورت ہے اور پھر خاص

طور پر صرف C-295 کے متعلق ہی ابہام اور شکوک و شبہات کیوں پیدا کئے جاتے ہیں؟

آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

شاتم کا ماورائے عدالت قتل؟

سلمان تاثیر کے قتل کے بعد بعض حلقوں کی جانب سے یہ سوال بھی اٹھایا جا رہا ہے کہ اگر سلمان تاثیر سے اہانت اور گستاخی کا ارتکاب ہو بھی گیا تھا تو جب ملک میں قانون موجود ہے تو اس قانون کا سہارا لیتے ہوئے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا راستہ اپنایا جانا چاہئے تھا جو لوگ بزعم خویش خود کو وقت کا ارسطو کہتے ہیں ان کے اس سوال پر حیرت ہونے لگتی ہے کہ وہ بعض اوقات کس طرح کی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ان کے علم میں بھی یہ بات ہے کہ سلمان تاثیر گورنر تھا اس لئے اس کے خلاف C-295 کے تحت فوجداری مقدمہ قائم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ آرٹیکل 248 کے تحت صدر اور گورنر کو یہ استثنٰی حاصل ہے کہ ان کے اس منصب پر ہوتے ہوئے ان کے خلاف نہ تو فوجداری مقدمہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی عدالت سے ان کی گرفتاری وغیرہ کیلئے کوئی حکم جاری ہو سکتا ہے۔اس کے باوجود سلمان تاثیر کی قانون ناموس رسالت ﷺ کے متعلق ہرزہ سرائی کے بعد علماء اہلسنت کے وفد نے تھانہ لورمال میں اس کیخلاف ایف۔آئی۔آر درج کروانے کیلئے درخواست دی لیکن وہاں کی انتظامیہ نے اسی مذکورہ استثنٰی کی بناء پر کوئی کارروائی کرنے سے معذرت کر لی۔

مذکورہ صورت حال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سلمان تاثیر کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ ہو سکتی تھی تو یہ حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ سلمان تاثیر کو معاملہ کی حساسیت کے باعث معزول کر دیتی تا کہ اس کے خلاف قانونی راستہ اپنایا جاتا۔

لیکن حکومت نے ضد کی اور غفلت کرتے ہوئے اسے اپنے عہدے سے معزول نہ کیا بلکہ سلمان تاثیر اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ملت اسلامیہ کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتا رہا جس کے نتیجے میں وہ قتل کر دیا گیا۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اگر اس واقعہ کا جائزہ لیا جائے تو ایسے واقعات کا ذکر ملتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں کچھ شاتمان رسول کو از خود کارروائی کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جہنم واصل کیا اور پھر جب وہ مقدمہ حضور سید العالمین ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے ان گستاخوں کو قتل کرنے والے اشخاص کیلئے کوئی سزا مقرر کرنا تو درکنار انہیں کوئی زجر و توبیخ بھی نہ فرمائی بلکہ بعض مواقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تحسین فرمائی۔

گستاخ عورت عصماء کا قتل:

عصماء بنت مروان یہ عورت حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہتی تھی، اسلام میں عیب نکالتی، اور لوگوں کو ہجویہ اشعار کے ذریعے اسلام کے خلاف ابھارا کرتی۔ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جہنم واصل کیا۔ مشہور سیرت نگار امام محمد بن سعد اس واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں۔

كانت عصماء عند يزيد ابن زيد بن حصن الخطمى و كانت تعيب الاسلام و توذى النبى ﷺ و تحرض عليه و تقول الشعر فجاء ها عمير بن عدى فى جوف الليل حتى دخل عليها بيتها و حولها نفر من ولدها ينام منهم من ترضعه فى صدرها فحسها بيده و كان ضرير البصر و نحى الصبى عنها و وضع سيفه على صدرها حتى انفذه من

ظهرها ثم صلى الصبح مع النبى ﷺ بالمدينة فقال له رسول الله ﷺ اقتلت ابنة مروان؟ قال نعم فهل على فى ذلك من شئى ؟ فقال لا ينتطح فيها عنزان فكانت هذا الكلمة اول ما سمعت من رسول اله ﷺ عمير البصير ۔(طبقات ابن سعد جلد 2 صفحہ 27)

''عصماء یزید بن زید بن حصن خطمی کے پاس تھی اسلام میں عیب نکالتی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرتی اور اشعار کہہ کر آپ کی مخالفت پر بھڑکاتی تھی۔ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت آئے اور مکان میں داخل ہو کر اس کے پاس آئے عصماء کے اردگرد اس کے بچے سو رہے تھے اور اس کے پاس چھوٹا دودھ پینے والا بچہ سو رہا تھا۔ حضرت عمیر نابینا تھے ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا تلوار اس کے سینے پر رکھ کر جسم سے پار کر کے اسے قتل کر دیا۔ حضرت عمیر نے صبح کی نماز مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ادا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا؟ عرض کی ہاں کیا اس بارے میں میرے ذمہ کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں اس کے بارے میں دو بھیڑیں بھی نہ لڑیں گی، یہ وہ کلمہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر رکھا۔

واقدی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فالتفت النبى ﷺ الى من حوله فقال اذا احببتم ان تنظروا الى رجل نصر الله و رسوله بالغيب فانظروا الى عمير بن عدى ۔(المغازی جلد 1 صفحہ 161)

”رسول اللہ ﷺ نے پاس بیٹھے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر تم پسند کرتے ہو کہ ایسے شخص کو دیکھو جس نے پیٹھ پیچھے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو“۔

23 حضرت عمیر بن عدی نے اس گستاخ عورت عصماء کا ماورائے عدالت قتل کیا جس پر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اس پر دو بھیڑیں بھی نہ لڑیں گی یعنی اس ملعونہ کے قتل پر حضرت عمیر بن عدی سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

23 حضرت عمیر بن عدی کے اس ماورائے عدالت قتل پر حضور سید العالمین ﷺ نے نہ صرف تحسین فرمائی بلکہ اسے اللہ ورسول کی غیبی مدد قرار دیا۔

23 سید عالم ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی کو نابینا ہونے کے باوجود بصیر فرما کر ان کے اس اقدام کی تائید وتصویب فرمائی۔

اگر اس شاتمہ کو ماورائے عدالت قتل کرنا جرم ہوتا تو حضور سید العالمین ﷺ حضرت عمیر بن عدی کی تائید نہ فرماتے نہ اس شاتمہ کے خون کو رائیگاں قرار دیتے اور نہ ہی اسے اللہ ورسول کی غیبی مدد ارشاد فرماتے۔

گستاخ ام ولد کا قتل:

ایک نابینا صحابی تھے ان کی ایک لونڈی تھی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں زبان طعن دراز کرتی تو اس صحابی نے اس گستاخ لونڈی کو قتل کر دیا۔حضرت امام ابو داؤد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت فرماتے ہیں۔

ان اعمیٰ کانت لہ ام ولد تشتم النبی ﷺ و تقع فیہ فینھا ھا فلا تنتھی و یزجرھا فلا تنزجر قال فلما کانت ذات لیلۃ جعلت تقع فی النبی ﷺ و تشتمہ فاخذ المغول

فوضعه فی بطنها و تكاء علیها فقتلها بین رجلیها طفل فلطخت ما هناك بالدم فلما اصبح ذكر ذلك للنبی ﷺ فجمع الناس فقال انشد الله رجلا فعل ما فعل لی علیه حق الاقام قال فقام الاعمی یتخطی الناس و هو یتزلزل حتی قعد بین یدی النبی ﷺ فقال یا رسول الله ﷺ انا صاحبها كانت تشتمك و تقع فیك فانهاها فلا تنتهی وازجرها فلا تنزجر ولی منها ابنان مثل اللئولؤ تین و كانت بی رفیقة فلما كان البارحة جعلت تشتمك و تقع فیك فاخذت المغول فوضعته فی بطنها واتكاءت علیها حتی قتلها فقال النبی ﷺ الا اشهدوا ان دمها هدر ۔(سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی)

"ایک نابینا شخص کی ام ولد لونڈی تھی وہ نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتی تھی وہ اسے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتی وہ اسے ڈانٹتے مگر وہ نہ رکتی ایک رات وہ نبی کریم ﷺ کی بدگوئی کرنے لگی تو اس صحابی نے برچھا لیکر اس کے پیٹ پر رکھ کے اپنا وزن ڈال کر اسے قتل کر دیا اس لونڈی کے پاؤں میں ایک بچہ بھی آگیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا۔صبح اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا اور لوگ بھی اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے پس وہ نابینا شخص کھڑا ہوا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا اضطراب کی کیفیت میں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا قاتل ہوں ۔ یہ عورت آپ کو برا بھلا کہتی تھی میں اس کو منع کرتا مگر

باز نہ آتی' میرے ڈانٹنے کی بھی اسے کوئی پرواہ نہ تھی۔اس کے بطن سے میرے دو موتیوں جیسے بچے بھی ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی گزشتہ رات جب اس نے آپ کو برا بھلا کہا تو میں نے چھرا لیکر اسے قتل کر دیا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سنو تم گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔

ایک منافق کا قتل:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(النساء:65)

"تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"۔

جلیل القدر مفسرین نے اس آیت کا شان نزول اس طرح بیان فرمایا ہے۔

عن عتبة بن ضمرة عن ابيه ان رجلين اختصما الى النبى ﷺ فقضى للمحق على المبطل فقال المقضى عليه: لا ارضى فقال صاحبه فماتريد؟ قال: ان تذهب الى ابى بكر الصديق فذهبا اليه فقال: انما على ما قضى به النبى ﷺ فابى ان يرضى قال: تاتى عمر فاتياه فدخل عمر منزله و خرج والسيف فى يده فضرب به راس الذى ابى ان يرضى فقتله وانزل الله فلا وربك۔(الدر المنثور جلد 2 صفحہ 547)

حضرت عتبہ بن ضمرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں دو آدمیوں نے اپنا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق دار کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا میں راضی نہیں ساتھی نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے تو اس نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے وہی فیصلہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو اس نے یہ بھی ماننے سے انکار کرتے ہوئے کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔وہ دونوں جب حاضر ہوئے تو حضرت عمر گھر تشریف لے گئے آپ باہر تشریف لائے تو تلوار آپ کے ہاتھ میں تھی جس نے فیصلہ ماننے سے انکار کیا اس کے سر پر تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس منافق کا سر قلم کر دیا تو اس منافق کے ورثا اپنا مقدمہ لیکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے وحی الٰہی کے ذریعے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کی تصویب وتوثیق ہو چکی تھی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شاتم اور گستاخ کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

ان تینوں واقعات کا مطالعہ کرنے کے بعد جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی نے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں زبان طعن دراز کی اس کے بعد کسی قانونی حکم کے بغیر ہی ماورائے عدالت صحابی نے کارروائی کرتے ہوئے ازخود اسے قتل کر دیا۔اس قتل کے بعد اپنے آپ کو کائنات کی سب سے بڑی عدالت حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مرتبہ فیصلہ یہی فرمایا کہ گستاخ اور شاتم کا خون رائیگاں ہے۔

پہلے دو واقعات میں چونکہ قتل عورت کا تھا اور عمومی طور پر بچے ماں کے پاس سوتے ہیں دونوں جگہ صحابہ کرام نے بچوں کو کچھ نہ کہا بلکہ صرف اور صرف اس شاتمہ عورت کا ہی کام تمام کیا۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قتل ذاتی عناد یا کوئی جذباتی فیصلہ نہیں تھا بلکہ پوری دیانتداری کے ساتھ صرف شاتمان رسول کا قتل تھا۔

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کا کیس بھی بالکل ماقبل بیان کیے گئے واقعات سے بھرپور مماثلت رکھتا ہے۔ سلمان تاثیر نے عاصیہ مسیح کو اپنے پہلو میں بٹھا کر قانون ناموس رسالت کی توہین کی ملک پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے نامور علماء نے اس کے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کوہسار مارکیٹ سے نکلتے ہوئے غازی ممتاز حسین قادری نے اسے قتل کیا' حالانکہ سلمان تاثیر نے اس وقت اپنے ایک دوست کا ہاتھ تھام رکھا تھا اتنے قریب ہونے کے باوجود اس شخص کو خراش تک نہ آئی اور یہی بات ممتاز حسین قادری کی ہوشمندی اور دیانتداری کی دلیل ہے۔ سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد ممتاز حسین قادری نے فی الفور اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیا۔

آپ اگر بار بار بھی ان واقعات کو پڑھیں تو آپ کو ان میں یکسانیت اور مماثلت نظر آئے گی' لیکن پہلے تینوں واقعات میں کائنات کی سب سے بڑی عدالت نے شتم رسالت کے جرم میں قتل کیے جانے والے افراد کا خون رائیگاں قرار دیا۔ جن لوگوں نے ان بدبختوں کو قتل کیا انہیں ماورائے عدالت قتل پر قصاص' دیت اور نہ ہی کوئی تعزیری سزا سنائی گئی' نہ ان کی سرزنش ہوئی بلکہ ان کے اس فعل کی تائید کی گئی اور وہ داد و تحسین کے مستحق ٹھہرے اور غازی ممتاز حسین قادری کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت نے اہل اسلام کے دلوں کو زخمی کرتے ہوئے انتہائی عجلت اور جلد بازی میں سزائے موت سنا دی۔

کیا مرتد مباح الدم ہے؟

ایمان اس کائنات کی سب سے عظیم نعمت ہے۔ دونوں جہانوں میں کامیابی اور

فلاح کا ذریعہ ایمان ہی ہے جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لے اس کے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور حالت کفر پر مرنا اسے دائمی اور ابدی عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اگر کوئی ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر دے، شریعت کی توہین کا مرتکب ہو، شان رسالت ﷺ کے متعلق کوئی نازیبا جملہ بول دے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اس کی سزا قتل ہے۔ اس سزا کو نافذ کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے ایسے دریدہ دہن شخص کو سزا دے تاکہ کوئی اور بدبخت اس طرح کی ناپاک حرکت کی جرأت نہ کر سکے، لیکن اگر کوئی شخص از خود اس مرتد کو قتل کر دے تو اسلامی قوانین کی رو ایسے شخص پر کوئی سزا نہیں کیونکہ وہ مرتد اپنے ارتداد کی وجہ سے مباح الدم ہو گیا تھا اور اس کے خون کی عصمت باطل ہو چکی تھی۔

امام سرخی:

شمس الائمہ امام سرخسی فرماتے ہیں۔

ومن قتل حلال الدم لا شئی علیه کمن قتل مرتدا۔

(المبسوط جلد 6 صفحہ 121)

"جس شخص نے مباح الدم (جس کا قتل جائز ہو) کو قتل کیا اس پر کوئی شے نہیں (سزا نہیں) جیسے کوئی مرتد کو قتل کر دے"۔

امام قدروی:

امام قدروی مرتد کی سزا کے متعلق فرماتے ہیں:

فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام علیه کره به ذلك ولا شئی علی القاتل۔ (القدروی۔ کتاب السیر صفحہ 262)

''اگر مرتد کو کسی نے اسلام پیش کرنے سے پہلے قتل کر دیا تو یہ فعل مکروہ ہے لیکن اسے قتل کرنے والے پر کوئی شے نہیں یعنی کوئی سزا نہیں''۔

امام برہان الدین مرغینانی:

مرتد کی سزا کے متعلق فرماتے ہیں۔

ومعنى الكراهية ههنا ترك المستحب وانتفاء الضمان لان الكفر مبيح والعرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب

(الھدایۃ کتاب السیر باب احکام المرتدین)۔

(امام قدروی نے جو فرمایا مرتد کا قتل مکروہ ہے) اور کراہت کا معنی یہاں مستحب کو ترک کرنا ہے اور ضمان کی نفی ہے کیونکہ کفر نے اسے مباح الدم بنا دیا اور اسلام پہنچنے کے بعد اسلام کا پیش کیا جانا واجب نہیں۔

شیخ الاسلام ابو بکر حداد:

امام قدوری نے قتل مرتد کا جو مسئلہ بیان کیا اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

لان القتل مستحق عليه بكفره والكفر مبيح الدم والعرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب۔

(الجوهرة النيرة جلد 2 صفحہ 377)

''مرتد اپنے کفر کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے اور کفر خون کو حلال کرنے والا ہے اور دعوت اسلام پہنچنے کے بعد اس پر اسلام پیش کرنا واجب نہیں''۔

علامہ بدر الدین عینی:

قتل مرتد کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لان القتل وجب عليه النصوص لمجرد الكفر فلم

يجب الضمان على قاتله لوجود المبيح(و معنى الكراهية ههنا مستحب)لان فى القتل تفويت العرض المستحب (البنایہ جلد 9 صفحہ 382)

”(مرتد کو قتل کیا جانا) کیونکہ قتل اس پر نصوص سے واجب ہے محض کفر کی وجہ سے پس اسے قتل کرنے والے پر کوئی تاوان نہیں مرتد کے مباح الدم ہونے کی وجہ سے (کراہت کا معنی ترک مستحب ہے) کیونکہ اس کو قتل کرنے کی وجہ اس پر اسلام پیش کرنا فوت ہوگیا جو امر مستحب تھا“۔

قاضی اوز جندی:

مرتد کے قتل کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وردة الرجل تبطل عصمة نفسه حتى لو قتله قاتل بغير اذن امر القاضى عمدا او خطاء او بغير امر السلطان او تلف عضوا من اعضائه لا شئى عليه۔ (فتاویٰ قاضی خان جلد 3 صفحہ 524)

”آدمی کا ارتداد اس کی عصمت جان کو باطل کر دیتا ہے اگر کسی شخص نے اسے ماورائے عدالت قتل کر دیا جان بوجھ کر یا غلطی سے یا اجازت حاکم کے بغیر اس کے اعضاء میں سے کوئی عضو تلف کر دیا تو اس پر کوئی شئے نہیں۔“

علامہ عالم بن العلاء:

مرتد کے قتل پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و فى الكافى: وان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره و معنى الكراهة ترك المستحب ولاشئى على القاتل۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 288)

کافی میں ہے اگر مرتد کو کسی نے اسلام پیش کرنے سے پہلے قتل کر دیا تو یہ مکروہ ہے اور کراہت کا معنی ترک مستحب ہے اور قاتل پر کوئی شے نہیں۔

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

ذکر فی الاصل: انہ ان کان القتل عمدا فلاشئی لہ

(فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 298)

کتاب الاصل میں ذکر کیا گیا اگر کوئی مرتد کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس پر کوئی شے نہیں۔

علامہ شیخ نظام:

مرتد کو قتل کئے جانے کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

وان قتلہ قاتل قبل عرض الاسلام او قطع عضوا منہ کرہ ذلك کراھة تنزیہ۔ فلا ضمان علیہ

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 277)

مرتد کو اگر کوئی قتل کرے اسلام پیش کرنے سے پہلے یا اس کا کوئی عضو کاٹ دے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اس پر کوئی ضمان نہیں۔

فقہاء کرام کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر کوئی شخص استخفاف شریعت، توہین رسالت یا کسی ضروری امر دینی کے انکار کی وجہ سے مرتد ہو جائے تو اس ارتداد اور کفر کی وجہ سے وہ مباح الدم اور حلال ہو جاتا ہے اس کی سزا قتل ہے قاضی یا امام وقت پر لازم ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس سزا کو نافذ کرے۔

اگر کوئی شخص ایسے مرتد کو از خود قتل کر دے تو اس قتل کی وجہ سے قتل کرنے والے

پر قصاص، دیت یا کوئی تاوان لازم نہیں آئے گا کیونکہ قصاص یا دیت آدمی کی عزت اور حرمت جان کی وجہ سے لازم ہوتے ہیں۔ گستاخ اور مرتد کی کوئی عزت نہیں اور ان کی جان کی کوئی حرمت نہیں ہوتی اسی وجہ سے اسلام انہیں مباح الدم اور واجب القتل قرار دیتا ہے اور ایسے مباح الدم کو ماورائے عدالت قتل کر دینے سے بھی کوئی شے یعنی تاوان اور سزا وغیرہ لازم نہیں آتا۔

قرآن وسنت اور فقہاء اسلام کی آراء کی روشنی میں غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کا سلمان تاثیر کو ازخود قتل کرنا ایسا فعل نہیں ہے کہ قصاص یا دیت کا مطالبہ کیا جا سکے کیونکہ سلمان تاثیر شتم رسالت اور دیگر متعدد وجوہ سے کفر وارتداد کا مرتکب ہوا۔ اس ارتداد کی بنا پر وہ مباح الدم تھا اور اس کا خون رائیگاں ہو چکا تھا۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غازی ممتاز قادری کو سزائے موت دینے کا فیصلہ غلط تھا اسی وجہ سے انسداد دہشت گردی عدالت کے جج نے خود اس بات کو تسلیم بھی کیا کہ اسلامی رو سے غازی اسلام ممتاز حسین قادری کا یہ اقدام درست ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی نہایت اہم ہے کہ جب کسی عدالت کے سامنے شاتم رسول کے ماورائے عدالت قتل کا معاملہ پیش ہو تو عدالت سب سے پہلے اس بات کی تحقیق کرے کہ کیا واقعی توہین رسالت کا ارتکاب ہوا جب یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر بلاخوف لومۃ لائم اسلامی تعلیمات کے مطابق عدالت ایسے شاتم و مرتد کے خون کو ھدر اور رائیگاں قرار دے اور اس گستاخ کو قتل کرنے والے شخص کو باعزت بری کر دے البتہ اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول نے کوئی توہین یا استخفاف نہیں کیا بلکہ قتل ذاتی عناد و دشمنی پر مبنی ہے تو پھر قاتل کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں ایک گذارش یہ بھی ہے کہ انصاف کا ترازو پورا ہونا چاہیے تاکہ شکوک وشبہات جنم نہ لیں۔ اب تک تو مذہبی معاملات میں عدلیہ کے متعلق بہت سارے تحفظات ہیں اور بالخصوص میڈیا

مذہبی معاملات میں جس طرح بے لگام ہو کر رائے زنی کرتا ہے اور فتنہ و انتشار پیدا کرتا ہے اس سے معاملات بہت زیادہ بگڑ جاتے ہیں اور بدامنی کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ ملک پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کیلئے اور اس مملکت میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے جدوجہد جہاں ملکی امن و استحکام کیلئے ضروری ہے وہیں یہ ہمارا دینی و مذہبی فریضہ بھی ہے۔

شاتم و مرتد سے حفاظت اٹھ جاتی ہے:

بعض لوگوں کی جانب سے یہ سوال بھی سامنے آ رہا ہے کہ غازی ممتاز حسین قادری سلمان تاثیر کی حفاظت پر مامور تھے' ان کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ سلمان تاثیر کی حفاظت کریں۔ سلمان تاثیر اگر مجرم بھی تھا تو بھی ممتاز قادری کو یہ قدم نہیں اٹھانا چاہئے تھا۔ ممتاز قادری نے اپنے حلف کو توڑتے ہوئے سلمان تاثیر کو قتل کر دیا تو یہ انتہائی سنگین جرم ہے۔

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری پر کوئی قدغن اس لئے نہیں کہ سلمان تاثیر اپنے کفر و ارتداد کی وجہ سے مباح الدم تھا جب کوئی شخص کسی ضروری امر دینی کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ جاتی ہے' مباح الدم اور خون حلال ہونے کا معنیٰ ہی یہی ہے۔

حضرت امام سرخسی:

اس مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

والجناية على المرتد هدر لان اعتبار الجناية عليه لعصمة نفسه و قد انعدمت العصمة بردته فكانت الجناية عليه هدر (المبسوط كتاب السير باب جناية المرتد)

"مرتد پر جنایت باطل ہے کیونکہ جنایت کا اعتبار تو جان کی عصمت وحفاظت کی وجہ سے ہوتا ہے اور مرتد کی عصمت وحفاظت ارتداد کی وجہ سے ختم ہو چکی، پس اس پر جنایت باطل ہوگی۔"

شیخ ابن نجیم:

اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

كل جناية على المرتد هدر (بحر الرائق جلد 5 صفحہ 217)

مرتد پر ہر جنایت باطل ہے۔

مرتد پر ہر جنایت اسی لئے باطل ہے کہ ارتداد کی وجہ سے اللہ ورسول کی حفاظت اٹھ جاتی ہے اور وہ مباح الدم ہو جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے دور مبارک میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شاتمین رسالتمآب ﷺ کو قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد جو بیان دیا اس کا اقتباس ملاحظہ کریں۔

"ایک پر کیف دن میں نے بطور ممبر ایلیٹ فورس جو کہ اس وقت کے گورنر سلمان تاثیر کے حفاظتی دستہ پر تھا۔ کوہسار مارکیٹ میں گورنر سلمان تاثیر ایک اور شخص کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد اپنی گاڑی کی طرف آرہا تھا میں نے ساتھ والی مسجد میں رفع حاجت کیا اور وضو کیا' جب میں واپس آیا تو میرا سامنا سلمان تاثیر سے ہوا اور مجھے اس سے بات کرنے کا موقع ملا کہ آپ کا بیان قانون توہین رسالت کے خلاف کہ وہ "کالا قانون" ہے اگر ایسا ہے تو یہ آپ کو اس عہدہ سے ہٹاتا ہے اس پر وہ ایک دم چلایا اور بولا

صرف یہی نہیں کہ یہ "کالا قانون" بلکہ میرے نزدیک یہ ایک بکواس ہے
مسلمان ہوتے ہوئے میں بے قابو ہو گیا اور ایمانی جذبات میں، میں نے
ٹرائیگر دبایا اور وہ بالکل میرے سامنے گر پڑا، مجھے اس پر کوئی ندامت نہیں
اور میں نے یہ تحفظ ناموس رسالت کیلئے کیا۔

(دفعہ 342 ضابطہ فوجداری کے تحت سوالات وجوابات)

غازی ممتاز حسین قادری پر سنگین جرم ثابت کرنے کیلئے حلف توڑنے کی باتیں کرنے والے ماہرین سے سوال ہے کہ سلمان تاثیر نے مجاز عدالت سے سزا یافتہ ہونے کے باوجود اس ملعونہ کو بے بس، مجبور اور بے گناہ قرار دیا، اس سزا کو سخت اور ظالمانہ کہا، کیا صوبے کا گورنر ہوتے ہوئے اس کا یہ اقدام درست تھا۔

سلمان تاثیر نے اپنے دیئے حلف کی دھجیاں اڑا دیں جس ملک نے اسے اتنی عزت دی اسی ملک کے قانون کو "کالا قانون" کہا، قانون کے مطابق کئے گئے فیصلے کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا، ساری اخلاقی حدود پار کرتے ہوئے اپنے یورپین آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اس گستاخ شاتمہ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ کیا یہ سنگین جرم نہیں؟

طرفہ تماشا یہ ہے کہ حمیت دینی سے محروم ان بدبختوں کو سلمان تاثیر کی حلف سے غداری، توہین رسالت کی مرتکب مجرمہ کے ساتھ کھڑا ہونا، عدالتوں کو یکسر نظر انداز کرنا، آئین پاکستان کی توہین کرنا اور دین اسلام پر تنقید کرنا تو انہیں نظر نہیں آتا لیکن جس نوجوان نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے مطابق اسے قتل کر دیا اس کا یہ اقدام ان کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔

قانون میں استثنیٰ بھی ہوتا ہے:

انسانیت کی بقا اور امن و استحکام کیلئے اللہ تعالیٰ نے قوانین و احکام عطا فرمائے

ان پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے لیکن ان قوانین میں استثنیٰ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرة:172)

''اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار، خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''غیر باغ'' یعنی وہ لذت اور شہوت کیلئے سرکشی کرتے ہوئے نہ کھائے ''ولا عاد'' اور نہ کھانے میں حاجت و ضرورت کی مقدار سے تجاوز کرنے والا ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجبور آدمی کیلئے صرف سدرمق کی مقدار کھانا جائز ہے۔

علامہ اسماعیل حقی:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''فلا اثم علیہ'' فی تناولہ عند الضرورۃ (روح البیان جلد 1 صفحہ 277)

ضرورت کی بناء پر کھائے تو اس پر گناہ نہیں۔

اس آیت کریمہ میں پہلے عام حکم بیان ہوا کہ یہ چیزیں امت مسلمہ کیلئے حرام ہیں پھر اس قانون میں استثنیٰ کی صورت بیان کی گئی کہ اگر آدمی مجبور اور بے بس ہو تو بقدر

ضرورت ان اشیاء کو استعمال کرنے پر گناہ گار نہیں ہوگا۔

بعض عناصر کو ایک زعم یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ عقل کل ہیں اور ان کی کہی ہوئی بات حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے، غازی ممتاز حسین قادری کے بارے میں جب علماء امت یہ کہتے ہیں کہ اسے سزا نہیں ملنی چاہئے تو ایسے حضرات بہت سیخ پا ہو جاتے ہیں اور اس وقت انہیں یہ قانون یاد آتا ہے کہ قتل کے بدلے قتل ہوتا ہے۔

قصاص کا عام قانون سورۃ البقرۃ میں بیان کیا گیا پھر شاتم اور گستاخ کے متعلق اس قانون سے استثنیٰ کرتے ہوئے حکم فرمایا گیا۔ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔ جدت پسندی اور روشن خیالی سے متاثر بعض لوگ ہر بات کو عقل کے پیمانوں پر تولنے کے عادی ہوتے ہیں تو وہ ان باتوں پر غور و فکر کریں تو انہیں قانونی استثنیٰ کی سمجھ آجائے گی۔

23. اقوام متحدہ اس وقت پوری دنیا پر قابض ہے اور مظلوم مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے کشمیر اور فلسطین کے مظلوم باسیوں کیلئے جب بھی کوئی قرارداد پیش کرنی ہو اور اس مسئلہ پر پوری دنیا بھی اکٹھی ہو جائے تو امریکہ ویٹو کا حق استعمال کرتے ہوئے پوری دنیا کے اکثریتی فیصلے اور قانون کو پاؤں تلے روند دیتا ہے۔ امریکہ کی اس ضد اور بدمعاشی کو بھی قانونی استثنیٰ کا ہی نام دیا جاتا ہے۔

23. ہماری عدالت کے چیف جسٹس صاحبان نے کئی مواقع پر اس اقتباس کا حوالہ دیا کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین ہوتے ہوئے بھی ان چادروں کا حساب دیا جن سے آپ نے اپنے کپڑے سلوائے تھے۔ لیکن یہاں صدر اور گورنرز کیلئے یہ قانونی استثنیٰ موجود ہے کہ عہدے پر ہوتے ہوئے ان کیخلاف کوئی مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ اگر چیخ و پکار ہی مقصود ہے تو ان ماہرین

کو اس قانونی استثنٰی کو ختم کروانے کیلئے بھی جدوجہد کرنی چاہئے تا کہ حکمرانوں کے دلوں میں کچھ خوف آئے اور ملک کرپشن اور لوٹ کھسوٹ کی دلدل سے باہر نکل آئے۔

23 اسی طرح جب کوئی شخص دوسرے ملک میں اپنے ملک کی نمائندگی کرنے کیلئے بطور سفیر متعین ہوتا ہے تو اس سے اگر وہاں کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو سفارتی استثنٰی کی بنیاد پر اس کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں ہوسکتی۔

اسلامی قوانین کی رو سے بھی جب کوئی توہین رسالت یا کسی امر دینی کے انکار کی بناء پر کافر ہو جائے تو اس کی جان کی عصمت و حفاظت ختم ہو جاتی ہے اور اسے قتل کرنے والے پر کوئی قصاص اور دیت نہیں ہوتی لہٰذا ممتاز حسین قادری کو بری کرنے سے ہی کتاب وسنت کی بالادستی اور سپریم لاء ہونے کا تقاضا پورا ہوسکتا ہے جو آئین پاکستان کا پہلا بنیادی اور اہم نکتہ ہے۔لیکن ہائے افسوس ایسا نہ ہوا اور غازی اسلام کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔

ایک انسان کی جان بچانا انسانیت کو بچانا ہے:

پاکستانی آزاد خیال لبرلز کے کئی مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر ہیں یوں تو ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہتک آمیز رویہ اور انہیں قدامت پسندی کا طعنہ دیتے نہیں تھکتے، لیکن جب خود لاجواب ہو جائیں اور کوئی بات نہ بن پائے تو پھر اپنے مقاصد کیلئے انہیں اسلام یاد آجاتا ہے۔

غازی ممتاز حسین قادری کے خلاف لوگوں کو ابھارنے کیلئے اور ان کو مجرم ثابت کرنے کیلئے بھی یہ طریقہ اور بہانہ استعمال کیا جاتا ہے کہ دیکھیں جی قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ”جس نے ایک جان کو

بچایا تو گویا اس نے انسانیت کو بچالیا"۔

؎ گر گئے ناداں سجدے میں جب وقت قیام آیا

اے کاش تعصب کی عینک اتار کر اس سے متصل اگلی آیت کریمہ کا مطالعہ کرنے کی توفیق مل جاتی تو اس بے بنیاد اعتراض کی ضرورت ہی نہ پڑتی' غازی ممتاز حسین قادری سے متعلقہ مسئلہ اگلی آیت کریمہ میں بیان ہوا کہ جو لوگ اللہ و رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

سلمان تاثیر نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں اہانت کی مرتکب شاتمہ کے ساتھ بیٹھ کر اس کی معاونت کا اعلان کر کے اور قانون ناموس رسالت ﷺ کو معاذ اللہ "کالا قانون" کہہ کر اللہ و رسول سے اعلان بغاوت کیا اور آئین پاکستان کو ٹھکرا کر فساد فی الارض کا مرتکب ہوا تو ممتاز حسین قادری نے اسے قتل کر دیا' ممتاز حسین قادری کو تو پھر اعزاز ملنا چاہئے' سزا کس بات کی؟ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔

کافر کی عدم تکفیر سے بھی کفر لازم آتا ہے:

یہ بات مسلم ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اس کی تکفیر میں انتہائی حزم و احتیاط کی ضرورت ہے اور اس بارے میں کسی جلدی اور عجلت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ کسی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہنے سے کافر کہنے والے کا ایمان ضائع ہو سکتا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی ﷺ اذا اکفر الرجل اخاہ فقد باء بھا احدھما۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من قال لاخیہ المسلم یا کافر)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے (دینی) بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک شخص کی طرف کفر ضرور لوٹتا ہے"۔

اس حدیث پاک کی محدثین نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔

- 23 جو شخص جائز اور حلال سمجھ کر کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جائے گا۔
- 23 جو شخص مسلمانوں کو بکثرت کافر کہے تو اس کی شامت سے وہ خود بالآخر کافر ہو جائے گا۔
- 23 جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے در حقیقت وہ خود کو کافر کہہ رہا ہے کیونکہ جس کو کافر کہہ رہا ہے اس کے عقائد اسی کی مثل ہیں اور وہ اسی طرح مسلمان ہے۔
- 23 جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے گا تو اس کی تکفیر کا گناہ خود اسی کی طرف لوٹے گا اور یہ کفر ہے۔

کیونکہ اگر کسی مسلمان کے عقائد میں کوئی ایسی چیز شامل نہیں جو کفر ہے تو ایسے شخص کے تمام نظریات ایمان پر محمول ہوں گے اور اس کے نظریات بھی ایمان پر مشتمل ہیں گویا یہ شخص اپنے آپ کو ہی کافر کہہ رہا ہے لہٰذا کسی بھی مسلمان کی تکفیر میں حد درجہ احتیاط لازم ہے کیونکہ کسی کی تکفیر کرنے میں لغزش خود تکفیر کرنے والے کے ایمان کیلئے خطرہ ہے لیکن اس احتیاط کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ کسی مسلمان کو کافر ہی نہ کہا جائے گا اگرچہ اس سے صریحاً کفر بھی صادر ہو جائے لہٰذا مسلمان کی تکفیر میں حزم و احتیاط کا یہ معنیٰ باطل ہے کہ کسی مسلمان کہلانے والے کے صریح کفر پر بھی اس کی تکفیر نہ کی جائے کیونکہ جس طرح مومن مسلمان کو بلاوجہ کافر قرار دینا کفر ہے اسی طرح صریحاً کفر کو بلاوجہ ایمان قرار دینا بھی کفر ہی کہلاتا ہے۔

ملا علی قاری:

حضرت علامہ علی قاری اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لان ادخال کافر فی الملۃ الاسلامیۃ او اخراج مسلم

عنها عظیم فی الدین۔ (نسیم الریاض جلد 2 صفحہ 502)

''کسی کافر کو اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اسلام سے خارج قرار دینا دونوں سخت چیزیں ہیں''۔

امام محمد بن سحنون:

شاتم رسول کے متعلق بحث کرتے ہوئے قاضی عیاض، امام حصکفی، علامہ شامی وغیرہ نے امام ابن سحنون کا قول نقل کیا ہے اور فقہاء کے ہاں یہ الفاظ مشہور ہیں۔

من شك فی کفره وعذابه فقد کفر۔

''جس نے شاتم کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا''۔

علامہ ابن عابدین شامی:

اجمع علماء الاعصار علی ان من شك فی کفر هم کان کافرا (تنقیح الحامدیہ باب الردة والتعزیر)

''تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے جو کافروں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے''۔

امام احمد رضا:

امام اہلسنت، مجدد دین وملت فاضل بریلوی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آج کل جس طرح بعض بد دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر وشرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں۔ فقد باء به احدهما ''ان دونوں میں سے ایک پر یہ حکم لگے گا''۔ یونہی بعض مداہنوں پر

یہ بلا ٹوٹی ہے کہ ایک دشمن خدا سے صریحاً کلمات توہین آقائے عالمیان حضور پرنور سید المرسلین ﷺ یا اور ضروریات دین کا انکار سنتے جائیں اور اسے سچا پکا مسلمان بلکہ ان میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکار ضروریات بھی کفر نہیں تو عزیزو! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے وہ بھی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اول ضروریات دین یعنی توحید الٰہی ﷻ کے خلاف ہے، کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے، نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعال اسلام ادا کرے باایں ہمہ دو خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو.......... رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کیلئے کافی نہیں منافقین تو خوب زور وشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کیلئے "فی الدرك الاسفل من النار" کا فرمان ہے۔ والعیاذ باللہ الحاصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 123)

امام اہلسنت کے اس اقتباس سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ کسی مسلمان کا کفر صریح دیکھ کر اسے کافر نہ کہنا خطرہ کفر اور حبط ایمان ہے، اسی بنا پر علماء حق نے جہاں بھی کسی سے صریحاً کفر کا صدور دیکھا تو سکوت نہ فرمایا بلکہ اس کی تکفیر فرمائی اور یہی بات علماء حق کے منصب کے زیادہ لائق ہے۔

کلمہ گو کو کافر کہنا:

سلمان تاثیر کے قتل کے بعد بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، کلمہ پڑھ کر اپنے اسلام کا اقرار کرتا ہو اس کو کافر

نہیں کہنا چاہئے اس کے اقرار کو تسلیم کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

یہ بات درست ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی مسلمان ہونے کا دعویدار شخص حضور سید العالمین ﷺ کی شان اقدس میں اہانت کا مرتکب ہو یا ضروریات دین میں سے کسی امر دینی کا انکار کر دے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے نکل جائے گا اور اس کے دعویٰ اسلام کا کوئی اعتبار باقی نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (التوبۃ:65-66)

”اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر“۔

یہ آیات ان منافقین کے متعلق نازل ہوئی جو اسلام کے دعویدار تھے۔ مفسرین نے ان آیات کے شان نزول میں مختلف واقعات کا تذکرہ فرمایا: قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص غزوہ تبوک کے موقع پر مجلس میں بیٹھا تھا اور کہنے لگا ہم نے ان قرآن کے قاریوں جیسا پیٹو، جھوٹا اور میدان جنگ میں بزدل نہیں دیکھا دوسرے آدمی نے کہا تو نے غلط کہا اور جھوٹ بولا ہے تو منافق ہے میں تمہاری یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے کجاوہ سے لٹکا ہوا تھا اور پتھر

اسے زخمی کر رہے تھے وہ کہہ رہا تھا ہم تو دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کیا تم اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کرتے ہو۔

آگے چل کر قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (التوبہ:74)

”اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے۔

یہ آیت مبارکہ بھی ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن حضور سید العالمین ﷺ کی شان اقدس میں بدکلامی کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضور نبی رحمت ﷺ نے ان سے یہ پوچھا کہ تم اس طرح کے الفاظ کیوں بولتے ہو تو ان سب نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کی کہ ہم نے آپ کی شان اقدس میں سوء ادب والا کوئی کلمہ نہیں کہا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی صفائی کو رد کرتے ہوئے ان کے جھوٹ کو آشکار کر دیا اور واضح فرما دیا کہ یہ جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں انہوں نے کلمہ کفر کہا اور شان رسالت ﷺ کی اہانت کے سبب اسلام میں آ کر کافر ہو گئے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب:

سلمان تاثیر کے قتل کے بعد غامدی ایسے نام نہاد سکالرز بھی میدان میں آ گئے اور امت مسلمہ کے اذہان و قلوب میں تشکیک پیدا کرنے کیلئے مختلف شگوفے چھوڑنے لگے ان میں سے بعض لوگ چند حدیثوں سے مغالطہ دینے کی کوشش کرنے لگے کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو اس کی تکفیر نہیں کی جا سکتی، اس ضمن میں وہ یہ حدیث شریف

بھی پیش کرتے ہیں۔

عن انس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ ثلاث من اصل الايمان : الكف عن من قال لا اله الا الله ولا نكفره بذنب ولا نخرجه من الاسلام بعمل۔

(ابو داؤد کتاب الجهاد باب الغزو مع آئمة الجور)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں اصل ایمان ہیں رک جانا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے' تکفیر نہ کرو کسی گناہ کی وجہ سے اور اسلام سے خارج نہ کرو اسے کسی عمل کے سبب"۔

اس حدیث پاک اور اس طرح کی دیگر احادیث سے استدلال کر کے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا کر کے سلمان تاثیر کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس حدیث شریف میں یہ بات بیان کی گئی کہ مسلمان کو کسی گناہ یا عمل بد کی وجہ سے کافر نہ کہا جائے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص کتنا ہی گناہ گار ہو اور اس کے اندر عملی خرابیاں موجود ہوں تو ان گناہوں کے سبب اس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر دے یا اس کے خلاف اپنے نظریات کا اظہار کر دے تو اس کی تکفیر کی جائے گی اس بابت علماء امت متفق ہیں کہ ان احادیث میں بدعملی اور گناہ سے مراد کفر کے علاوہ دوسرے گناہ ہیں۔

جانشین مصطفیٰ، محبوب رسول کریم، مقتدائے صحابہ، اصدق الصادقین، خلیفہ بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور مانعین زکوٰۃ کو کافر و مرتد قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا اور اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع منعقد ہوا۔ یہ لوگ اسلام کا اقرار کرتے تھے' نماز روزہ

بھی ادا کرتے تھے‘ مانعین زکوٰۃ نے صرف زکوٰۃ کا انکار کیا اور مسیلمہ کذاب نے ختم نبوت کا انکار کیا‘ یہ لوگ باقی اسلامی اقدار کو تو تسلیم کرنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ احادیث میں جن کی تکفیر سے روکا گیا ہے۔ ان سے مراد وہ مسلمان ہیں جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے بدعملی کا شکار ہیں لیکن قطعیات اسلام اور ضروریات دین میں سے کسی شے کے منکر نہیں‘ لیکن اگر کوئی ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو جائے تو اس کی طاعت وعبادت بھی اسے تکفیر سے نہیں بچا سکتی۔

علامہ علی قاری:

اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لا یکفر مالم یوجد شئی من امارات الکفر و علامات ولم یصدر عنہ شئی من موجباتہ (شرح فقہ اکبر:154)

”متکلمین نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی یہ اس وقت ہے کہ جب ان میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی گئی ہو اور نہ ان سے کوئی چیز موجب کفر صادر ہوئی ہو“۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی:

اگر تکذیب وکفر کی علامات پائی جائیں تو وہ شخص اہل قبلہ میں سے نہیں رہے گا بلکہ اس کی تکفیر کی جائے گی اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

وکذلک من باشر شیا من امارات التکذیب کسجود الصنم والاھانۃ بامر شرعی والاستھزاء علیہ فلیس

من اھل القبلة۔ (النبراس:573)

”اور اسی طرح وہ شخص کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو تکذیب کی علامت ہو مثلاً بت کو سجدہ کرنا یا کسی امر شرعی کی توہین کرے یا اس پر استہزاء کرے تو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہے“۔

علامہ حصکفی:

اس مسئلہ کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بھا کقوله ان الله تعالیٰ جسم کالاجسام وانکاره صحبة الصدیق

(در مختار باب الامارة)

”اگر کوئی ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کی مانند جسم ہے یا صدیق اکبر کی صحابیت کا انکار کرنا“۔

یہ بات روشن اور واضح ہو گئی کہ کوئی مسلمان اگرچہ وہ طاعت وعبادت میں بھی مشغول رہا ہو اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا دے، ختم نبوت کا منکر ہو جائے یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو جائے تو وہ اہل اسلام میں سے خارج ہو جائے گا اور اس کی تکفیر کی جائے گی۔

سلمان تاثیر نے قانون ناموس رسالت جو پاکستان میں شرعی حد کے طور پر نافذ ہے اس پر تنقید کی، اس قانون کے تحت ملنے والی سزا کو ظالمانہ اور سخت کہا، توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والی مجرمہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا، پھر آئین پاکستان کے تحت متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے والے فیصلے کو نہ ماننے کا اعلان کیا تو اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم نہیں سمجھتا تو یہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار

ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا انکار قرآن وسنت اور اجماع امت کا انکار ہے۔ تو کیا اب بھی اس کے کفر وارتداد میں شک وشبہ کی گنجائش ہے۔ اگر امور شرعیہ کا استخفاف، شتم رسالت کے مجرموں کے ساتھ اظہار یکجہتی اور ختم نبوت کا انکار بھی کفر نہیں تو پھر کفر کسے کہتے ہیں اور دنیا میں وہ کون لوگ ہیں جن پر حکم کفر لگایا جائے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ۔

کفر سے بے خبری کفر لازم آنے میں مانع نہیں:

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے اپنے کفر کا علم ویقین بھی نہیں ہوتا لیکن کلمہ کفر بولنے کی وجہ سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔

علامہ محمد بن الیاس:

اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

ان غلا فیه حتی وجب الکفارة به لا یعتبر خلافه و وفاقه ایضا لعدم دخوله فی مسمی لامة المشهود لها بالعصمة وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المسلمین الی القبلة بل عن المومنین وهو کافر وان کان لا یدری انه کافر۔ (غایۃ التحقیق صفحہ 312)

”خواہشات نفسانیہ میں غلو کی بنا پر اس نے کفر کیا تو حکم کفر اس پر واجب ہو گا۔ وہ امت میں شامل نہیں ہو گا اس پر اجماع ہے۔ اگر چہ وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو، کیونکہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مومنین کا نام ہے اور وہ کافر ہے اگر چہ اس کو اپنے کافر ہونے کا علم نہ ہو“۔

علامہ عالم بن العلاء:

مسئلہ کفر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولو لم یعتقد اولم یعلم انھا لفظۃ الکفر ولکن اتی بھا علی اختیار فقد کفر عند عامۃ العلماء۔

(فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 232)

"اگرچہ وہ شخص اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ کلمہ کفر ہے لیکن اسے اپنے اختیار سے ادا کرنے کے بعد وہ جمہور علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا"۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے یا کافر ہونے کیلئے قصد و ارادہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص کلمہ کفر بولتا رہے، شریعت کا استہزاء کرتا رہے اور کہے کہ میرا قصد و ارادہ کفر کا نہیں تھا بلکہ صریح کلمات کفر بولنے سے آدمی پر حکم کفر لگایا جائے گا۔

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ سلمان تاثیر کے حوالے سے اس طرح کی گفتگو یار لوگوں کا محض اس کے ساتھ اظہار ہمدردی کا جذبہ اور ان کا بھولپن ہے وگرنہ سلمان تاثیر جو خیالات رکھتا تھا اور اس کے جو نظریات تھے وہ قوم پر بالکل واضح ہیں۔ سلمان تاثیر کے ایک انٹرویو کا اقتباس ملاحظہ کریں۔

دیکھیں یہ جو قانون (ناموس رسالت) ہے تو دیکھیں ہم یورپ کے لوگوں کے آگے درخواست کر رہے ہیں اور وہ لوگ انسانی حقوق کو بھی دیکھتے ہیں پھر ہم 2016ء میں کمپلیٹ ممبر شپ کیلئے اور اکنامک انٹری کیلئے جا رہے ہیں تو اس قانون کے باعث وہ لوگ نظر ثانی کر رہے ہیں لہٰذا اس طرح کے قوانین پاکستان کیلئے اچھے ثابت نہیں ہوں گے۔

گورنر سلمان تاثیر نے مختلف اوقات میں CNN.BBC اور دیگر چینلز کو دیئے گئے انٹرویوز میں بھی اسی طرح کے خیالات اور نظریات کا اظہار کیا۔

اس اقتباس کے بغور مطالعہ کے بعد آپ کو یہ بات سمجھنے میں کوئی پریشانی اور دقت نہ ہوگی کہ یورپی یونین اور انگریز کی طرف سے جو ایجنڈا ملا تھا سلمان تاثیر من و عن اس کی تکمیل میں مصروف تھا بلکہ دوسرے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش میں بھی مصروف تھا۔ یہاں نادانستہ' لاعلمی اور انجانے کی اصطلاح استعمال کرنے والوں پر حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر دیدہ دلیری کے ساتھ قوم کو بے وقوف بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھ کو بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

صریح الفاظ میں تاویل قبول نہیں!

اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی شے کا انکار کردے تو اس پر حکم کفر لگایا جائے گا' اگر وہ اپنے الفاظ کی تاویل کر کے انہیں کوئی اور جامہ پہنانے کی کوشش کرے تو اس کی یہ تاویل نہیں سنی جائے گی۔

امام حبیب بن ربیع:

اس مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل لانہ امتهان و هو غیر معزر لرسول الله ولا موقر له فوجب اباحة دمه۔

(الشفاء جلد 2 صفحہ 430)

جس مقام پر صریح یعنی واضح الفاظ استعمال کیے جائیں وہاں تاویل

قبول نہیں کی جائے گی چونکہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ خاطر نہ رکھا اس لیے وہ مباح الدم ہو گیا۔

شیخ احمد طحطاوی:

کسی کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرنی چاہئے' اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولا خلف من انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ لکفرہ ولا یلتفت الی تاویلہ واجتہادہ۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح جلد 1 صفحہ 410)

اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل نہ سنی جائے گی اور نہ یہ کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کیا۔

جب کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی شے کا انکار کر دے اور بعد میں تاویل کی کوشش کرے تو اس کی تاویل کیوں نہیں سنی جائے گی۔ مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی اس کی علت ووجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

معنی کی چار ہی قسم ہیں۔ لغوی' شرعی' عرفی عام یا خاص۔ یہاں عرف عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل' اور ارادہ لغوی کا ادعاء یقیناً باطل۔ اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں یہ معنی رکھے ہیں۔

ایسا باطل ادعاء اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا' ایسی جگہ لغت وشرع وعرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظم کی

کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعویٰ کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو' کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں۔ یوں اصطلاح خاص کا ادعاء مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں' عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب و قبول نہ کیا تھا' اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا' ہماری اصطلاح میں (ہاں) بمعنی (ہوں) کلمہ زجر و انکار ہے۔ لوگ بیعنامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائیدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی۔ بیچنا لکھا تھا' ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں۔ الی غیر ذلك من فسادات لا تحصیٰ۔ تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا' کیا مسلمانوں کو زن و مال اللہ و رسول سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائیداد کے باب میں تاویل نہ سنیں اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں۔ لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے۔ انہیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں۔ خود ان کا رب جل وعلا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے فرماتا ہے۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 582)۔

اس اقتباس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ اگر کوئی شخص کلمہ کفر بولے' شان رسالت میں تنقیص کا مرتکب ہو یا مجمع علیہ امر میں سے کسی کا انکار کر دے تو بعد میں اس کی کوئی تاویل قابل قبول نہ ہو گی تو جو لوگ سلمان تاثیر کے خواہ مخواہ وکیل صفائی بنے ہوئے ہیں کہ اس کی فلاں بات کا یہ مطلب تھا' وہ ایسا کہنا چاہتا تھا' آپ اس کی مراد سمجھ نہیں سکے انہیں اپنی اداؤں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ اپنی انانیت اور ضد کی خاطر مسلمہ

اصول وضوابط کو پاؤں تلے روندنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

؎ باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

توبہ کا دروازہ کھلا ہے لیکن؟

سلمان تاثیر کے ہمدردوں کی جانب سے یہ بات بھی سامنے آرہی ہے کہ اگر سلمان تاثیر گستاخ رسول بھی تھا تو اسے توبہ کا موقع ملنا چاہئے تھا اور بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب اس نے توبہ کر لی تھی تو وہ مسلمان تھا اس کی بات کا یقین کرتے ہوئے اس کی توبہ کو مان لینا چاہئے تھا۔

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے کہ توبہ کا موقع ملنا چاہئے تھا تو ماقبل سطور میں تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت ہوگئی کہ علماء کے نزدیک توبہ کا مطالبہ واجب اور ضروری نہیں بلکہ صرف مستحب امر ہے۔اگر کوئی شخص ایسے مرتد کو توبہ کے مطالبہ کے بغیر بھی قتل کر دیتا ہے تو اس پر کوئی قصاص یا دیت نہیں صرف امر مستحب کے ترک کی بناء پر کراہت ہے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی: اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام علیه کره به ذلك ولا شی علی القاتل و معنی الکراهة ھھنا ترك المستحب وانتفاء الضمان لان الکفر مبیح والعرض بعد بلوغ الدعوة غیر واجب۔(الھدایہ کتاب السیر باب احکام المرتدین)۔

اگر مرتد کو کسی نے اسلام پیش کرنے سے پہلے قتل کر دیا تو یہ مکروہ ہے لیکن اسے قتل کرنے والے پر کوئی شے نہیں۔ یہاں کراہت کا معنی ترک

مستحب ہے اور ضمان کی نفی ہے کیونکہ کفر مباح الدم کر دیتا ہے اور بلوغ دعوت کے بعد اسلام کا پیش کرنا واجب نہیں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص مرتد کو توبہ کا مطالبہ پیش کیے بغیر بھی قتل کر دیتا ہے تو اس پر کوئی قصاص یا دیت نہیں لیکن غازی اسلام نے تو دعوت توبہ پیش کی جو جواب ملا وہ ملاحظہ فرمائیں۔

مجھے اس سے بات کرنے کا موقع ملا کہ آپ کا بیان قانون توہین رسالت کے خلاف کہ وہ ”کالا قانون“ ہے اگر ایسا ہے تو یہ آپ کو اس عہدہ سے ہٹاتا ہے اس پر وہ ایک دم چلایا اور بولا صرف یہی نہیں کہ یہ ”کالا قانون“ ہے بلکہ میرے نزدیک یہ ایک بکواس ہے“۔ (دفعہ 342 ضابطہ فوجداری کے تحت سوالات وجوابات)

سلمان تاثیر نے عاصیہ ملعونہ کو پہلو میں بٹھا کر پریس کانفرنس کرتے ہوئے جو اہانت کی‘ غازی ممتاز حسین قادری کے سوال پر غصے سے بھڑکتے ہوئے دوبارہ اس سے زیادہ توہین آمیز الفاظ استعمال کیے۔لیکن یار لوگ اب بھی بضد ہیں کہ اسے توبہ کا موقع ضرور ملنا چاہئے تھا اس سے پہلے علماء امت کی تنبیہ پر اس کا جو رویہ تھا وہ بھی انتہائی قابل مذمت ہے۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ سلمان تاثیر نے توبہ کر لی تھی یار لوگ اس حوالے سے سلمان تاثیر کی ایک ویڈیو کا حوالہ دیتے ہیں جس میں سلمان تاثیر نے ایک صحافی کے سوال کے جواب میں یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں میرے گلے میں اب بھی آیت الکرسی موجود ہے پھر اس نے وہ تعویذ نکال کر چوما اور کہا میں مسلمان ہوں۔

اس سوال کا ایک جواب تو اوپر بیان کئے گئے اقتباس میں غازی ممتاز حسین قادری کے سوال پر سلمان تاثیر کا جو ردعمل تھا اس میں موجود ہے‘ اور دوسری یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ کیا اس عمل کو توبہ کہا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے توبہ نہیں کہہ

سکتے جب تک کہ اس گناہ کا اعتراف کر کے توبہ نہ کی جائے۔

کیونکہ محض یہ بات کہنا میں مسلمان ہوں نہ اسے توبہ تصور کیا جائے گا اور نہ ہی اس سے کفر ختم ہوگا تو کیا سلمان تاثیر کے حامی کوئی ایسا بیان دکھا سکتے ہیں جس میں اس نے اپنی غلطی تسلیم کر کے امت مسلمہ سے معافی مانگی ہو اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں توبہ کی ہو۔

امام کردری:

لوارتد والعیاذ باللہ تعالیٰ تحرم امراتہ و یجدد النکاح بعد اسلامہ والمولود بینھما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمۃ الکفر ولد زنا ثم ان اتی بکلمۃ الشھادۃ علی العادۃ لا یجدیہ مالم یرجع عما قالہ لان باتیانھما علی العادۃ لا یرتفع الکفر۔

(الوجیز جلد 3 صفحہ 321)

جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے' پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے' اس سے پہلے کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا۔

علامہ عالم بن العلاء دہلوی:

اس مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وان اتی بکلمۃ الشھادۃ بعد ذلک ان کان الاتیان علی وجہ العادۃ لا یرتفع الکفر۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ جلد 4 صفحہ 233)

ارتداد کے بعد وہ شخص کلمہ پڑھے اگر تو وہ کلمہ عادت کے طور پر پڑھتا ہے تو اس سے اس کا کفر نہیں جاتا۔

جو لوگ محض اس بات پر کہ سلمان تاثیر نے ایک صحافی کے جواب میں جو بات کہی اسی کو توبہ پر محمول کر کے ممتاز حسین قادری کو ہدف تنقید بنا رہے ہیں اور ان پر طعن و تشنیع کے نشتر چلانا اپنے لیے فخر محسوس کر رہے ہیں۔ انہیں اپنی اداؤں پر غور و فکر کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح ایک شاتم و مرتد کے ساتھ اظہار ہمدردی کر رہے ہیں اور علماء امت کو غیر محتاط اور غیر ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ وہ خود سوچیں کہ سلمان تاثیر کی ہمدردی اور جھوٹی انا نے انہیں کس مقام اور دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔

عشق قاتل سے مقتول سے ہمدردی بھی
یہ بتا کس سے محبت کی جزا مانگے گا
سجدہ خالق کو بھی ابلیس سے یارانہ بھی
حشر میں کس سے عقیدت کا صلہ مانگے گا

کیا ممتاز قادری مجرم ہے؟

بعض لوگوں کا یہ مسئلہ ہے کہ جہاں بھی اسلامی اقدار کی بات ہو ان کو تکلیف شروع ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اسلام کو اپنی بدمستیوں کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ یہی طبقہ اب تمام تر اخلاقی حدود کو بھول کر غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کے خلاف میدان عمل میں ہے۔

ان لبرلز اور سول سوسائٹی سے سوال ہے کہ کل تک تو پھانسی کی سزا انسانیت کے خلاف تھی۔ آپ لوگ عاصیہ مسیح کیس میں سزائے موت کو انسانی حقوق کی بنیاد پر ظالمانہ اور سخت کہنے کے دعویدار تھے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر ٹی وی چینلز پر بتا رہے تھے کہ ہم

جدید دنیا میں رہ رہے ہیں یہاں پرانے خیالات کی کوئی گنجائش نہیں، ہمیں دنیا کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہوئے سزائے موت کو ختم کرنا پڑے گا۔لیکن غازی ممتاز حسین قادری کے مسئلہ میں انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ سزائے موت کی اپیل کی جارہی ہے تو کیا ان لبرلز کی ساری جدت پسندی اب ختم ہو چکی ہے؟

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں توہین رسالت کا مجرم کافرقوتوں کی آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے' پاکستان میں انگریز کے ذہنی غلام اور ایجنٹ اس کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں' ایسے بدبختوں کو خاندانوں سمیت یورپی ویزے فراہم کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے' پاکستان میں کسی بڑے جاگیردار' وڈیرے اور کسی منصب پر فائز شخص کے خلاف مقدمہ درج کروانا اور اس کیلئے کتنے مالی وسائل کا تقاضا اپنی جگہ لیکن علماء اور عوام کے احتجاج پر صدر زرداری اور وزیراعظم گیلانی نے اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا اور گورنر پنجاب کو اس مسئلہ میں لگام کیوں نہ دی۔

اگر حکومت نے اپنی ضد کی وجہ سے کوئی ایکشن نہیں لیا تو چیف جسٹس افتخار چوہدری جو سوموٹو ایکشن کے بہت بڑے ماہر ہیں وہ ہی گورنر کی ہرزہ سرائی پر نوٹس لے لیتے۔نہر کنارے چند درخت کاٹنے پر' اشیائے خورونوش کی قیمت بڑھ جانے پر اور VIP موومنٹ کی وجہ سے رکشہ میں بچے کی پیدائش پر سوموٹو SUOMOTU ایکشن لیا جاسکتا ہے تو میڈیا پر گورنر کی قانون ناموس رسالت پر تنقید کے باوجود حکام بالا کا خاموش رہنا' اس حساس اور نازک مسئلے کو نظرانداز کرنا سنگین اور مجرمانہ غفلت ہے۔تو الزام صرف ممتاز حسین قادری پر ہی کیوں؟

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری نے علماء امت کے فیصلہ کے بعد ہی سلمان تاثیر کو قتل کیا تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ سلمان تاثیر اہانت رسول کا مرتکب ہوا' یہی وجہ ہے کہ سلمان تاثیر کے قتل کے بعد کوئی عالم دین اس کا جنازہ پڑھانے کے

لیے تیار نہ ہوا۔ حتیٰ کہ گورنر ہاؤس کے امام نے بھی جنازہ کی امامت سے انکار کر دیا۔ علماء امت کی طرف سے یہ اقدام غازی ممتاز حسین قادری کے عمل کی توثیق ہے۔

علماء امت کی بات شاید لبرلز اور سیکولرز کو ہضم نہ ہو سکے لیکن سلمان تاثیر کے جرم پر تو سیاستدان بھی غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں چند ایک کے بیان ملاحظہ کریں۔

گورنر کا قتل توہین رسالت پر بحث کا نتیجہ ہے۔ کامل آغا

تحفظ ناموس رسالت قانون کو چھیڑا گیا تو تمام چیزیں دھری رہ جائیں گی۔

چوہدری شجاعت

تحفظ ناموس رسالت کا قانون انگریز دور سے ہے جو بھی گستاخی کرے گا تو مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونگے۔ عمران خان

میرے سامنے بھی کوئی شان رسالت میں گستاخی کرے تو گولی ماردوں۔

عبدالرحمن ملک

سلمان تاثیر نے غلطی کی تھی تو قانون موجود تھا۔ اعتزاز احسن

ادئی زندگی ناموس رسالت پر قربان کر سکتی ہوں، کوئی بھی مسلمان توہین رسالت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شیری رحمان

اس کے علاوہ بھی بہت سارے سیاستدان ہیں جن کے بیانات ریکارڈ کا حصہ ہیں ان بیانات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ سلمان تاثیر کے جرم کی سنگینی کیا ہے اور کوئی شخص حضور سید العالمین ﷺ کی شان اقدس میں توہین کا مرتکب ہو تو اس کی سزا کیا ہے۔

یہ فیصلہ کرنے میں چنداں مشکل نہیں کہ اگر غازی ممتاز حسین قادری مجرم ہے تو یہ حضرات بھی مجرم ہیں، کیونکہ ان کا موقف بھی وہی ہے جو غازی ممتاز حسین قادری کا ہے، تو ان کے خلاف ایف۔آئی۔آر کب درج ہو گی جدت پسند اور روشن خیال طبقے کو اس کا جواب ضرور دینا چاہئے۔

حیات جاوداں عشق کو مل گئی:

سلمان تاثیر کے ساتھ نہ علماء امت کو عداوت تھی اور نہ ہی ممتاز حسین قادری کی کوئی دشمنی تھی' اور نہ ہی ممتاز حسین قادری نے جذباتی اشتعال انگیزی کی بناء پر سلمان تاثیر کو قتل کیا بلکہ سوچ سمجھ کر تحفظ ناموس رسالت کی خاطر یہ قدم اٹھایا' اس سے پہلے بھی غازی اسلام کئی اہم ملکی شخصیات کے ساتھ خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔آپ کے بیان کے اس اقتباس کے بعد صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔

میری نظر میں سلمان تاثیر گستاخ رسول اور واجب القتل تھا' میں نے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی ڈیوٹی کی ہے جن پر توہین رسالت کے الزامات و مقدمات تھے مگر میں نے سوچا کہ کیا پتہ الزام غلط ہو اور ان میں سے کچھ کو روزہ کی حالت میں دیکھا اور اپنے آپ کو روزہ دار کہتے پایا اس لیے کبھی بھی ان کو قتل کرنا درست نہ سمجھا ویسے بھی جب تک کسی اہم شخصیت جو کہ گستاخ ہو اس کو مارا نہ جائے تو مسئلہ حل نہ ہو سکتا ہے' اس لیے سلمان تاثیر کو قتل کر کے میں نے اپنا فرض پورا کیا' زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور موت تو ایک دن ویسے بھی آنی ہے تو پھر ناموس رسالت پر قربان ہو جائے تو کیا کہنا۔(بیان زیر دفعہ 164)

اس بیان سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ غازی اسلام نے یہ قتل ذاتی عداوت و دشمنی کی بنا پر نہیں بلکہ تحفظ ناموس رسالت کی خاطر کیا اور جن لوگوں کے متعلق شک و شبہ تھا وہاں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا اور یہ بھی واضح ہے کہ اگر 295-C کے مطابق قانون حرکت میں آئے اور مجرموں کو سزا ہو تو ماورائے عدالت و قانون قتل کی ضرورت نہ ہی پڑے۔

اس مسئلہ کی وضاحت کے بعد بھی کچھ لوگ دور کی کوڑیاں لا کر سلمان تاثیر کی

حمایت و ہمدردی کو اپنا فرض منصبی گردانتے ہیں تو ان کیلئے عرض ہے کہ وہ علی الاعلان یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حشر سلمان تاثیر کے ساتھ کردے کل وہ میدان قیامت میں سلمان تاثیر کے ساتھ کھڑے ہوں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حشر غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ کرے ہم میدان قیامت میں ممتاز حسین قادری کے ساتھ کھڑے ہوں۔غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ ہمارے رشتے کی بنیاد محبت رسول ہے جیسے روشنی کو بند نہیں کیا جا سکتا۔ایسے ہی محبت مصطفیٰ ﷺ کو زنجیریں نہیں پہنائی جا سکتیں۔حضور سید العالمین ﷺ کی محبت ایمان کی شرط اول ہے اور اس کے بغیر ایمان نامکمل ہے، امت مسلمہ کی بقا سید عالم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہے اور امت کی ترقی وامن کا بھی یہی واحد راستہ ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

باب دوم:

شہید ناموس رسالت
محمد ممتاز حسین قادری
سیرت و کردار

محبت رسول ﷺ روح ایمان بھی ہے اور تسکین قلب و جان بھی ہے' آبروے ملت اور وقار زندگی بھی محبت رسول سے وابستہ ہے' محبت رسول ﷺ گلشن قلب میں کھلا ہوا وہ پھول ہے جس کی بہار کو دوام ہے' یہ ایک ایسی حسین سحر ہے جس کی شام نہیں ہوتی' محبت رسول ﷺ وہ مقدس جذبہ ہے جو کبھی ماند نہیں پڑتا' یہ وہ نایاب پھول ہے جس کی خوشبو روح کو لطافت اور جسم کو بالیدگی و تازگی بخشتی ہے' یہ وہ انمول ہیرا ہے جس کے سبب قلب و جاں چمکتے دمکتے ہیں' ہماری زندگی کی بقا کا راز آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہونے میں پنہاں ہے۔

اہل عشق کا کہنا ہے حبیب رب العالمین ﷺ کا اسم گرامی تشنہ لبوں پر شبنم بکھیرے اور چشم تر میں چراغاں نہ ہو' سانسوں میں خوشی کے آبگینے نہ پھوٹیں' دل کی دھڑکنوں میں تازگی نہ پھیلے اور اقلیم روح میں شادیانے نہ بجیں تو سمجھ لینا کہ جذبہ محبت میں کچھ کمی سی رہ گئی ہے۔ اہل عشق کی دنیا ہی اور ہے وہ تو آپ کی بارگاہ ناز میں آنسوؤں کا رقص بھی بے ادبی شمار کرتے ہیں' دل کا زور سے دھڑکنا بھی سوئے ادب تصور کرتے ہیں' بارگاہ حضور میں تو سانس بھی آہستہ لیتے ہیں' مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جاروب کشی کی سعادت پر ناز کرتے ہیں' آپ کے نقش پا کے دل آویز تصور میں دل کو حرم کی گلیوں سے آباد رکھتے ہیں' گلاب ہونٹوں کو درود و سلام کی شبنم سے تر رکھتے ہوئے کیف و مستی میں ڈوب کر پلکوں کی منڈیروں پر آنسوؤں کے چراغ جلاتے ہیں' قلوب اسم محمد ﷺ کے ذکر سے معطر رہتے ہیں اور وہ چشم خیال میں گنبد خضریٰ کی دید میں محو رہتے ہیں' جب تک اس طرح نقش پائے رسول ﷺ سے اکتساب فیض نہ کیا جائے راہ محبوب کے ذروں سے روشنی اخذ نہیں ہو سکتی' جب تک محبوب رب کائنات کی رحمت سے رعنائیاں نہ کشید کی جائیں' نہ ایمان کے تقاضے پورے ہوں گے اور نہ حریم دیدہ و دل

میں چراغاں ہوگا نہ شمع کے پروانوں میں خود سپردگی کی کیفیت پیدا ہوگی اور نہ جاں گذاری کا جذبہ عمل کی بھٹی سے گزر کر کندن بنے گا۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتار و کردار کے بارے میں کسی نوع کی غیر محتاط گفتگو آپ کی اہانت کے زمرے میں آتی ہے' صحابہ کرام و اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی تنقیص بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے موجب اذیت ہے کیونکہ یہی وہ مقدس جماعت ہے جن کی بدولت انسانیت کو عظمت و وقار ملا۔ خالق کائنات کو تو ان آثار کی توہین بھی گوارا نہیں جن کی نسبت و تعلق اس کے حبیب پاک سے ہے' خالق لم یزل تو ان مقامات کی قسم ارشاد فرماتا ہے۔

ناموس رسالت پر حملہ آور ہونے والے اشخاص کو کیفر کردار تک پہنچانا یا خود جاں سے گزر جانا محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی لذت آفریں مظاہر ہیں' گستاخان رسول کے مقابلہ میں جانثاران حبیب کبریاء کی فہرست کہیں طویل ہے' یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی دریدہ دہن سامنے آیا فطرت نے کسی دل میں موجود محبت کی چنگاری کو شعلہ بنا کر اس کے مقابل لا کھڑا کیا۔ ہر انسان موت سے خوفزدہ رہتا ہے لیکن مسلمان ناموس رسالت پر قربان ہونے کی آرزو رکھتا ہے' ہر آدمی نفع و نقصان کے حوالے سے فکر مند ہوتا ہے' لیکن مسلمان ہر شے کو عقیدہ و ایمان کی کسوٹی پر رکھتا ہے' لوگوں کو اپنی فکر ہوتی ہے' لیکن مسلمان عزت و ناموس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب کچھ لٹا دینا باعث سعادت جانتے ہیں' کیونکہ ہماری عزت و شوکت' ہماری قوت و سطوت' ہماری کامیابی و کامرانی اور ہمارا جاہ و جلال سب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے وابستہ ہے' جب تک یہ نام زندہ ہے تب تک ہم زندہ ہیں اور چونکہ یہ نام انمٹ اور تابندہ ہے۔ اسی لیے گردش لیل و نہار صفحہ ہستی سے مسلمان کو بھی نہیں مٹا سکتیں۔ بقول اقبال۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

ناموس مصطفیٰ ﷺ پر جاں لٹانے اور سر کٹانے والے زندہ جاوید ہیں اور یہی اصل کامیابی ہے۔اسی قافلہ عشق و مستی اور عاشقان پاک طینت میں سے ایک بہت معتبر نام غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری بھی ہے۔

خاندان:

شہید ناموس رسالت غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔اعوان قوم کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔آپ کے آباؤ اجداد چند نسلوں سے اسلام آباد (بارہ کہو) کے قریب ایک گاؤں اٹھال میں مقیم ہیں۔اس گاؤں کے معززین میں غازی اسلام کے دادا جان ملک خان محمد کا نام سرفہرست ہے۔آپ کے اخلاق اور حسن سلوک کی وجہ سے لوگ آپ کی حد درجہ عزت و احترام بجالاتے اور اپنے کئی معاملات میں آپ کو ثالث بنا کر آپ سے فیصلے بھی کرواتے۔غرباء سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے چکی لگا رکھی تھی اور اپنی ساری گندم وہیں رکھتے کبھی گھر نہ لاتے اور جب بھی کوئی ضرورت مند آتا اسے فوراً آٹا دے دیا جاتا تھا اور کوشش ہوتی تھی کہ کبھی کسی حاجت مند کو خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیا جائے۔

راولپنڈی آمد:

غازی اسلام کے دادا جان ملک خان محمد مرحوم کے تین صاحبزادے ہیں۔ملک

محمد نذیر، ملک محمد بشیر اور ملک محمد ضمیر۔ملک خان محمد کی کچھ زمین اسلام آباد شکر پڑیاں کے قریب بھی تھی تو اپنے بچوں کی تعلیم کی خاطر آپ وہاں منتقل ہو گئے۔

حکومت پاکستان نے دارالحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل کرنے کا فیصلہ کیا تو بہت سے لوگوں کو وہاں سے نقل مکانی کرنا پڑی۔ان متاثرین میں غازی اسلام کا خاندان بھی شامل تھا تو ملک خان محمد مرحوم اسلام آباد سے راولپنڈی مسلم ٹاؤن منتقل ہو گئے۔

والدین:

غازی اسلام کے والد گرامی ملک محمد بشیر اعوان اپنے والد کے چہیتے اور خدمت گزار فرزند تھے، ماں باپ کی خدمت کے فرائض انتہائی محبت و جوش سے انجام دیتے۔دین سے محبت اور خدمت خلق خاندانی ورثے میں ملی۔انتہائی نفیس طبیعت کے مالک اور کم گو ہیں۔رزق حلال کیلئے خوب محنت کی لیکن لوگوں کی طرح راتوں رات امیر ہونے کا لالچ دل میں نہیں ہے۔ساری زندگی سفید پوشی اور قناعت پسندی کے ساتھ گزاری۔

حضور نبی کریم ﷺ سے محبت و الفت متاع زندگی ہے۔اسلامی اقدار کی پاسداری آپ کے گھرانے کا شیوہ ہے اور بعد نماز فجر تلاوت قرآن آپ کے معمولات میں شامل ہے۔

ملک محمد بشیر اعوان کی شادی آپ کے والد گرامی نے اپنے خاندان میں ہی کی ملک محمد بشیر اعوان کی طرح آپ کی اہلیہ محترمہ بھی انتہائی نیک سیرت اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون ہیں۔شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملک محمد بشیر اعوان کو اولاد کی نعمت سے مالا مال فرمادیا۔ملک محمد بشیر اعوان کی اولاد میں چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

آپ کے بیٹے ملک محمد سفیر، ملک محمد دلپذیر، ملک عابد حسین، ملک عامر سجاد، ملک فضل رزاق اور غازی اسلام غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری ہیں۔یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ

غازی اسلام اپنے تمام بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں یعنی گیارہویں شریف کی نسبت سے بہن بھائیوں میں آپ کا نمبر گیارواں ہے۔ملک صاحب نے اپنی اولاد کو ہمیشہ مذہب اسلام سے محبت کا درس دیا۔خدمت خلق،حسن سلوک،رواداری اور بڑوں کا ادب واحترام سکھاتے رہے اور غازی اسلام کے بھائیوں سے ملاقات کے وقت باپ کی تربیت کا اثر نظر آتا ہے یہ انتہائی بامروت اور خوش اخلاق گھرانہ ہے۔

جائے پیدائش:

اسلام آباد اور راولپنڈی کے حسین سنگم پر فیض آباد واقع ہے۔لاہور ہائی وے سے فیض آباد جاتے ہوئے جنوبی طرف اور لیاقت باغ سے مری روڈ پر فیض آباد جاتے ہوئے مشرقی طرف راولپنڈی کے معروف ومشہور راجہ بازار سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع آبادی مسلم کالونی مسلم سٹریٹ (اب غازی اسلام سٹریٹ) مکان نمبر 501-B-20 جہاں اب بھی ملک محمد بشیر اعوان اپنی اولاد کے ہمراہ رہائش پذیر ہیں۔اسی مکان میں ملت اسلامیہ کے فخر غازی اسلام شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ولادت کی بشارت:

غازی اسلام کے والدگرامی بیان کرتے ہیں کہ غازی صاحب کی ولادت سے پہلے ایک رات میں سویا ہوا تھا رات کے پچھلے پہر میری اچانک آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا ایک نورانی صورت بزرگ میرے کمرے میں تشریف فرما ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔سردی کا موسم تھا سردی کی وجہ سے کمرے کی کھڑکی اور دروازہ بھی بند تھا میں اس طرح ان کی آمد پر خاصا حیران ہوا۔میں ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ انہوں نے نماز مکمل کی اور جائے نماز سے اٹھ کر میرے پاس دروازے کے قریب آ کھڑے ہوتے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بشیر اعوان! جہاں ہم نے نماز پڑھی ہے اسی جگہ آپ

کا بیٹا پیدا ہوگا جو اللہ کا ولی اور عاشق رسول ہوگا۔اس کی وجہ سے تمہارا نام پاکستان اور پوری دنیا میں روشن ہوگا۔اس کی للکار سے چار سو عالم کفر میں ایک زلزلہ بپا ہو جائے گا۔

اس کلام کے بعد وہ بزرگ اچانک رخصت ہو گئے۔نماز تہجد کا وقت ہو چکا تھا میں نے اٹھ کر وضو کیا اور اسی جگہ پر نماز تہجد ادا کی اس دن میری طبیعت میں سارا دن خوشگوار احساس رہا۔

کچھ دن تو یہ بات یاد رہی لیکن آہستہ آہستہ یہ بات میرے ذہن سے محو ہو گئی اور میں اپنی مصروفیات میں مشغول ہوتا چلا گیا۔یکم جنوری 1985 کو جب غازی اسلام کی پیدائش اسی کمرے میں اس جگہ پر ہوئی جہاں اس نورانی صورت بزرگ نے نماز ادا فرمائی تھی اور مجھے بیٹے کی ولادت کی بشارت بھی دی تھی۔غازی صاحب کی پیدائش پر یہ بات یاد آنے پر میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور میرا دل احساس تشکر سے اللہ کے حضور جھک گیا۔

محفل میلاد کا اہتمام:

غازی اسلام کے والد گرامی آپ کی پیدائش پر بہت خوش تھے اور عجیب کیفیت سے سرشار تھے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ میری ساری اولاد میں سے ممتاز حسین قادری الگ رنگ و روپ کا حامل تھا اور میرے دوسرے بچوں سے مختلف تھا۔میں نے ممتاز حسین قادری کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب حضور اقدس ﷺ کی طرف سے عنایت خاص سمجھتے ہوئے محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام کیا جس میں تمام عزیز و اقارب کو مدعو کیا اور غازی اسلام کیلئے خیر و برکت کی خوب دعائیں کی گئیں۔

گھریلو حالات میں تبدیلی:

آپ کے والد گرامی بیان کرتے ہیں کہ غازی اسلام کی پیدائش کے بعد جوں

جوں وقت گزرتا چلا گیا میرے گھر میں امن وسلامتی بڑھتی چلی گئی اور گھر کے حالات بہتر ہوتے رہے۔غازی اسلام کی پیدائش کے بعد میرے بڑے دو بیٹوں کو باعزت روزگار میسر آگیا پہلے پورے گھر کی ذمہ داری مجھ اکیلے پر تھی اب بیٹوں کی ملازمت کے بعد مجھے کافی حد تک سکون میسر آیا۔غازی اسلام کی پیدائش کے دو سال بعد دوسرے دو بیٹے بھی برسر روزگار ہو گئے اور یوں گھر کے مالی معاملات میں مزید بہتری آگئی اور پورا گھرانہ خوشحالی کے نئے دور میں داخل ہوگیا۔ممتاز حسین قادری میری زندگی میں ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بن کر نمودار ہوا آپ کی پیدائش سے میرے گھر دینی اور دنیاوی ماحول میں بہت بہتری آگئی۔

تعلیم وتربیت:

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری بچپن میں بھی خاموش طبع اور سلیم الفطرت تھے۔عام بچوں کی طرح بہت شرارتیں کرنا اور والدین کو زیادہ تنگ کرنا آپ کی طبیعت میں شامل نہ تھا۔غازی صاحب جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو آپ کو قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کیلئے علاقہ کے بہترین سکول میں داخل کروایا گیا' تو غازی صاحب باقاعدگی سے سکول جانا شروع ہو گئے۔اپنی ذہانت اور قابلیت کی بنیاد پر غازی صاحب اپنے اساتذہ کی توجہ کا مرکز رہے۔سکول کی تیاری اور ہوم ورک مکمل کرنے میں خوب دلچسپی لیتے۔اسلامی معلومات تو فوراًازبر ہو جاتیں لیکن انگریزی وغیرہ یاد نہ ہوتی تھیں۔

پرائمری کے بعد غازی ممتاز حسین قادری عائشہ لاثانی سکول مسلم ٹاؤن میں داخل ہوئے اور اپنی تعلیم کا سلسلہ وہاں شروع کیا آپ کو ابتداء سے ہی نعت خوانی کا بہت شوق تھا لیکن کلاس پنجم سے آپ نے باقاعدہ نعتیہ مقابلہ میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا اور محافل میں بھی ذوق وشوق سے نعت شریف پڑھتے آپ اپنی صحت اور جسامت کے

اعتبار سے اپنی عمر سے زیادہ بڑے نظر آتے۔ جب آپ چھٹی کلاس میں پہنچے تو باقاعدہ سر پر عمامہ شریف رکھنا شروع کر دیا۔

پرائمری کے بعد غازی ممتاز حسین قادری نے گھر والوں سے فرمائش کی مجھے حفظ قرآن کیلئے کسی مدرسہ میں بھیج دیا جائے لیکن گھر والوں کے اصرار پر عصری تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا پڑا۔

امیر اہلسنت کے ہاتھ پر بیعت:

غازی اسلام غازی ملک ممتاز حسین قادری جب میٹرک کر رہے تھے اس وقت آپ نے عظیم روحانی پیشوا' عالمی مبلغ اسلام امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار رضوی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل ہو کر محبوب سبحانی' قطب ربانی' قندیل نورانی' عنایت رحمانی حضرت الشیخ السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شفقت و محبت میں آ گئے۔ آپ کی اپنے شیخ سے محبت والفت اور اسلامی اقدار کی پاسداری سے متاثر ہو کر غازی صاحب کے خاندان اور حلقہ احباب میں سے کئی افراد بھی امیر اہلسنت کے مرید ہوئے۔ حضرت غازی ممتاز حسین قادری کی اپنے شیخ سے عقیدت بہت زیادہ تھی۔ آپ کے حکم پر ہی آپ کے بہت پیارے دوست جناب محترم محمد زبیر قادری اور غازی محمد یوسف قادری بھی امیر اہلسنت کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

غازی ممتاز حسین قادری یوں تو بچپن سے ہی دینی ماحول کو بہت پسند کرتے نماز روزہ کی پابندی' درود و سلام اور نعت خوانی آپ کے پسندیدہ مشاغل تھے لیکن امیر اہلسنت سے بیعت ہونے کے بعد اس میں مزید نکھار آیا اور آپ کی دلچسپی مسجد اور محافل میں اور زیادہ بڑھتی چلی گئی۔

میٹرک کے بعد غازی صاحب نے پھر گھر والوں سے مطالبہ کیا کہ مجھے اب سکول نہیں جانا مجھے مدرسہ میں داخل کروادیں اور اگر ممکن ہو تو مجھے "مدرسۃ المدینہ" کراچی بھجوادیں لیکن اہل خانہ نے انہیں بمشکل راضی کر کے "سویڈش ٹیکنیکل کالج راولپنڈی" میں سول مکینیکل میں داخل کروا دیا' ابتدا میں تو غازی صاحب باقاعدگی سے کالج جاتے رہے لیکن کچھ عرصہ بعد کالج کی طرف سے یہ شکایت موصول ہونے لگی کہ آپ کا بچہ کالج سے غیر حاضر رہتا ہے جب اس معاملے کی کھوج لگائی گئی تو پتہ چلا کہ غازی ممتاز حسین قادری کی کالج سے غیر حاضری کی وجہ یہ ہے کہ یہ محفل میلاد میں نعت شریف پڑھنے چلے جاتے ہیں یا دعوت اسلامی کے احباب سے تعلیم و تعلم کرتے رہتے ہیں۔

پولیس میں بھرتی ہونا:

غازی ممتاز حسین قادری کے کالج کے حوالہ سے یہی معاملات چل رہے تھے کبھی کالج چلے جانا کبھی چھٹی اور رخصت تو انہی دنوں پولیس میں بھرتی کا شیڈول جاری ہوا۔غازی صاحب نے گھر والوں کی مرضی پر وہاں انٹرویو دیا اس میں کامیابی پر غازی ممتاز حسین قادری نے محکمہ پولیس جوائن کرلیا۔

غازی صاحب کے والد گرامی بیان کرتے ہیں کہ محکمہ پولیس جوائن کرنے کے بعد ممتاز حسین قادری کو ایک سال کی ٹریننگ کیلئے لاہور بھیج دیا گیا تو مجھے غازی صاحب کی جدائی کا بہت شدید احساس ہوا' حالانکہ باقی بچے بھی کبھی کام کے سلسلے میں گھر سے باہر کئی دن گزار دیتے' لیکن ممتاز حسین قادری کا لاہور جانا میرے لیے بہت بھاری اور مشکل تھا تو میں گھر والوں کو بتائے بغیر کئی بار ممتاز حسین قادری کو ملنے لاہور گیا۔لاہور سے واپسی پر بھی اس امر کا کسی سے تذکرہ نہ کرتا کہ گھر والے کہیں گے آپ سفر کی صعوبتوں میں اتنا تنگ کیوں ہوتے ہیں اور اتنا خرچہ کیوں کرتے ہیں جبکہ ممتاز حسین قادری ہر ماہ چھٹی پر

بھی آ جاتا ہے۔

غازی ممتاز حسین قادری جب ٹریننگ ختم کر کے واپس آئے تو آپ نے مختلف سٹیشنز پر ڈیوٹی انجام دی۔آپ کا رویہ انتہائی اچھا تھا۔آپ بہت بااخلاق تھے' اپنے فرائض منصبی انتہائی دیانتداری کے ساتھ انجام دیتے' یہاں تک کہ دوران ڈیوٹی جتنا وقت نمازوں میں صرف ہوتا' ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد اتنا وقت زائد ڈیوٹی کرتے۔ جب ساتھی پوچھتے تو کہتے میں نہیں چاہتا میری نماز کی وجہ سے مجھے کوئی کام چوری کا طعنہ دے۔محکمہ پولیس میں آپ کی انتہائی عزت کی جاتی اور ہر آفیسر غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتا اور آپ کی ایمانداری کی تعریف کرتا۔

دوبارہ لاہور آمد:

راولپنڈی میں مختلف جگہ ڈیوٹی سر انجام دینے کے بعد 2007ء میں غازی ممتاز حسین قادری ایلیٹ کورس کیلئے پھر لاہور چلے گئے۔کمانڈو کورس (ایلیٹ کورس) میں غازی صاحب نے انتہائی محنت کی اور امتیازی صلاحیت میں آپ نے ایلیٹ کورس مکمل کیا۔ایلیٹ کورس کے درمیان ایک بات غازی ممتاز حسین قادری کے حوالہ سے ان کے ساتھیوں میں بہت مشہور ہوئی کہ ممتاز حسین قادری بہت اچھے نشانہ باز ہیں یہاں تک کہ چلتے چلتے' بھاگتے ہوئے اور آنکھیں بند کر کے بھی نشانہ صحیح جگہ پر لگاتے ہیں (بعد میں کوہسار مارکیٹ کے پاس دنیا کے سامنے اس کی تصدیق بھی ہوئی) اسی خوبی کی وجہ سے ایلیٹ کورس کے اساتذہ غازی ممتاز حسین قادری کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

ایک اہم واقعہ:

غازی ممتاز حسین قادری کے بھائی ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں کہ جب

غازی ممتاز قادری لاہور میں کمانڈو کورس کر رہے تھے تو اس کے اختتام پر حیران کن واقعہ پیش آیا۔ ایلیٹ کورس کے آخری امتحان میں دو کمانڈو جوان آپس میں لڑتے ہیں جس میں انہوں نے اپنی ہمت اور طاقت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے اس لڑائی میں پوری قوت اور جان لگانی پڑتی ہے اور کوئی فرد زخمی بھی ہو سکتا ہے ہڈی وغیرہ بھی ٹوٹ سکتی ہے۔

اس امتحان کیلئے جب غازی ممتاز حسین قادری کی باری آئی تو شام کو ساتھی کمانڈو آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا ممتاز بھائی میری شادی ہونے والی ہے اگر لڑائی میں مجھے شدید چوٹ آ گئی یا میری ہڈی وغیرہ ٹوٹ گئی تو میری شادی لیٹ ہو جائے گی اور بہت مسئلہ بن جائے گا اگر آپ مان جائیں تو کل صبح لڑائی میں آپ پر وار کر کے میں آپ کے ناک کی ہڈی توڑ دوں تو آپ کا نقصان بھی کم ہوگا اور دونوں پاس بھی ہو جائیں گے۔

غازی ممتاز حسین قادری نے جواب میں کہا بھائی شادی تو میری بھی طے ہے اور جو تاریخ تم بتا رہے ہو اس سے پہلے میری شادی ہونے والی ہے اگر تم مہربانی کرو تو میں تمہارا ناک توڑ دوں تو یہ آپ کی ذرہ نوازی ہوگی' تو وہ ساتھی مایوس ہو کر لوٹ گیا۔

صبح جب اکھاڑے میں دونوں کمانڈو اکٹھے ہوئے لڑائی شروع ہوئی تو 45 منٹ کے قریب لڑائی جاری رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو آفیسر نے کہا میں تمہیں 15 منٹ اور دیتا ہوں اگر کوئی فیصلہ نہ ہوا تو پھر تم دونوں کی لڑائی دوسرے کمانڈوز کے ساتھ کرائی جائے گی۔

یہ بات سن کر ساتھی جوان نے ایک بار پھر غازی ممتاز حسین قادری کی طرف ملتجی نظروں سے دیکھا اور کان میں کہا ممتاز بھائی پلیز اگر مجھے شدید چوٹ لگی تو بہت مسئلہ ہوگا۔

غازی صاحب نے اسے پریشانی کے عالم میں دیکھا تو اس کی بات مان کر اسے وار کرنے کی اجازت دے دی' اس جوان نے تشکر بھری نگاہوں سے دیکھا اور پھر

غازی صاحب کی چہرے پر وار کر کے ناک کی ہڈی توڑ دی، جس کے نتیجہ میں دونوں کمانڈو پاس ہو گئے اور غازی ممتاز حسین قادری کو ہسپتال لے جایا گیا۔

اگلے دن جب غازی صاحب ہاسپٹل سے واپس سینٹر آئے اور اپنے ساتھی کمانڈو کو بتایا کہ میرے ناک کی ہڈی محفوظ ہے تو وہ بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کل آفیسر نے چیک کر کے بتایا تو تھا کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میری ناک کی ہڈی محفوظ ہے؟

غازی صاحب نے اپنے دوست کو بتایا کہ جب میں ہسپتال پہنچا تو چیک اپ کے بعد ڈاکٹر نے مجھے مبارک دیتے ہوئے کہا کہ آپ کی ہڈی ٹوٹنے سے بچ گئی اور وجہ یہ بیان کی آپ کے ناک میں ہوا بھری ہوئی تھی جب آپ پر وار ہوا تو اس ضرب سے وہ ہوا خارج ہوئی تو ناک تھوڑا اچک گیا جس سے بظاہر یہ معلوم ہوا کہ ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ لیکن تفصیلی معائنہ کے بعد یہ پتہ چلا کہ آپ کی ہڈی محفوظ ہے۔ غازی صاحب اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کے فضل واحسان پر شکر بجالائے۔

غازی اسلام کی شادی:

ہمارے ہاں عمومی رواج ہے کہ شادی دھوم دھام سے کی جاتی ہے لیکن خاص طور پر والدین سب سے چھوٹے بیٹے کی شادی تو بہت اہتمام سے کرتے ہیں کہ یہ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہے اور ہمارے گھر بچوں کے حوالے سے آخری خوشی کا موقع ہے تو اس مناسبت سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔

غازی اسلام کے بھائی ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں کہ غازی ممتاز حسین قادری جب ایلیٹ کورس مکمل کر کے واپس آئے تو ہم نے ان کی شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ والد گرامی بھائی ممتاز قادری سے بہت محبت کرتے اور چھوٹا ہونے

کی وجہ سے ممتاز حسین قادری بہن بھائیوں کا بھی بہت لاڈلا تھا تو آپ کی شادی کے حوالے سے یہ طے ہوا کہ شادی بہت دھوم دھام سے ہوگی۔

ہم نے طے کیا کہ مہندی کے دن بہت بڑا پوٹھوہاری گیتوں کا مقابلہ کروائیں اور بارات بھی خوب دھوم سے لیکر جائیں گے اور کسی بڑی جگہ ولیمہ کا انتظام کیا جائے گا۔

لیکن سب کے ارمانوں پر اس وقت اوس پڑ گئی جب غازی ممتاز حسین قادری نے دوٹوک اور واضح فیصلہ سنایا کہ میری شادی انتہائی سادگی سے ہوگی۔کسی قسم کے گیتوں اور شعروشاعری کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ بارات سے ایک دن پہلے محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام ہوگا' بارات اور ولیمہ بھی مختصر اور سادہ ہی رکھیں ۔زیب وآرائش اور دھوم دھام کی کیا ضرورت ہے۔

غازی صاحب کی مرضی کے آگے ہم مجبور ہو گئے اور پھر آپ کی خواہش کے مطابق محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام کیا گیا اور سادگی کے ساتھ باقی معمولات بھی بخیر وعافیت سرانجام پائے ۔شادی کے بعد ایک دن میں نے کہا کہ میں نے تو آپ کی شادی بڑی دھوم سے کرنے کا پروگرام بنا رکھا تھا اور اس کیلئے پیسے بھی جمع کر رکھے تھے آپ نے یہ کیا کیا تو بولے جب آپ کی شادی ہوئی تھی تو وہ بھی اسی طرح سادگی سے ہی ہوئی تھی ؟میں نے جواب میں ہاں کہا تو کہنے لگے اگر آج میں نے بھی وہی آپ والا معمول دہرایا تو اس میں کیا حرج ہے یہ سن کر میں خاموش ہوگیا۔

غازی ممتاز حسین قادری کی شادی اپنے ننھیالی خاندان میں ہوئی آپ کے سسر رشتے میں آپ کے ماموں ہیں۔غازی ممتاز حسین قادری وقت کے بہت پابند تھے۔جس طرح اپنے سرکاری فرائض منصبی دیانتداری سے سرانجام دیتے اسی طرح اپنے گھریلو معاملات کو بھی درست انداز میں چلاتے' اپنے والدین کی خدمت گزاری' بہن بھائیوں سے محبت والفت اور اپنے عزیز واقارب سے تعلق خاطر ایسی نمایاں صفات

آپ کی شخصیت کا حصہ تھیں شادی کے بعد اپنی اہلیہ محترمہ کا خیال رکھنا ان کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی آپ کی ذمہ داری میں شامل ہوگیا تو آپ نے اسے بخوبی نبھایا۔ ڈیوٹی کے بعد وقت پر گھر آجانا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ انتہائی خوش اخلاق اور نیک سیرت خاتون ہیں۔ غازی صاحب کے بہن بھائیوں کے بقول خاندان کی عزت کرنا' بڑے چھوٹے ہر شخص کا احترام ان کی طبیعت میں شامل ہے۔ غازی صاحب کی طرح وہ بھی انتہائی کم گو واقع ہوئیں اور انتہائی مشکل حالات میں بھی انہوں نے بہت جرأت وہمت اور بہادری کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔

غازی صاحب کے ہاں بیٹے کی پیدائش:

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کے بھائی ملک عابد حسین اعوان بیان کرتے ہیں کہ آپ کی شادی کے بعد ہمارے گھر میں خوشیوں اور برکتوں کا اور اضافہ ہو گیا اور شادی کے تقریباً دو سال بعد غازی اسلام کا آنگن خوشیوں سے کھل اٹھا۔ 29-10-2010 کو آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ غازی اسلام نے اس کا نام ''محمد علی'' رکھا۔ بچے کی پیدائش پر دونوں میاں بیوی انتہائی خوش تھے' غازی صاحب نے خود اپنے عزیز و اقارب کے گھروں تک محمد علی کی پیدائش کی خوشی میں مٹھائی پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ محمد علی کو صحت وسلامتی اور برکتیں عطا فرمائے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کی روشن کرنوں سے اس کے سینے کو منور فرمائے' غازی اسلام کی خواہش کے مطابق نامور باعمل عالم دین بنائے۔ (آمین)

بیٹے کی تربیت کا انوکھا انداز:

غازی ممتاز حسین قادری کے برادر ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں کہ میں گھر کے داخلی دروازے سے گھر داخل ہونے لگا تو میرے کانوں میں آواز پڑی ''محمد علی

مارو" مکا مارو اور زور سے مارو گستاخوں کو بہت زور اور غصے سے مارو جو نبی پاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ محمد علی کی پیدائش کو ابھی چند گھنٹے ہوئے تھے اور اس کا باپ ملت اسلامیہ کا عظیم فخر، محافظ ناموس رسالت، ملک پاکستان کا عظیم سرمایہ، بارگاہ رسالت مآب کا منتخب غلام محمد ممتاز حسین قادری اپنے بیٹے کے دونوں ہاتھ لہرا کر اسے گستاخان رسول کو واصل جہنم کرنے کا درس دے رہا تھا۔

میں یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا میں نے کوشش کی کہ میں اپنے بھائی اور بھتیجے کے پاس جا کر کھڑا ہو جاؤں اور قریب سے عشق کا یہ منظر دیکھوں۔ لیکن میرا جسم جواب دے گیا اور میں بمشکل سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

جانب منزل تیاری شروع:

گورنر سلمان تاثیر نے جب اپنی فیملی کے ہمراہ شاتم رسول عاصیہ ملعونہ کو لاک اپ سے نکال کر اسے اپنے پہلو میں بٹھا کر اس کی سزا معاف کروانے کا اعلان کیا اور پریس کانفرنس میں اس نے خود بھی قانون ناموس رسالت ﷺ کو ہدف تنقید بنایا تو یہ خبر تمام غلامان رسول ﷺ کی طرح غازی محمد ممتاز حسین قادری پر بھی بجلی بن کر گری۔ پہلا ردعمل جو غازی صاحب نے دیا کہ حکمران اگر پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے اقدامات نہیں کر سکتے تو کم از کم گستاخان رسول کی معاونت تو نہ کریں۔ اس سے عشاقان مصطفیٰ ﷺ کے قلوب چھلنی ہو جاتے ہیں۔

سلمان تاثیر کے اس عمل کے خلاف اہل پاکستان نے شدید ردعمل ظاہر کیا۔ علماء کرام کے شانہ بشانہ وکلاء، تاجران، سیاستدان اور لاکھوں غیور مسلمانوں نے سلمان تاثیر کے اس عمل کی شدید مذمت کی، حکومت نے 295-C کے تحفظ اور سلمان تاثیر کو لگام

دینے کی بجائے علماء اور غیور پاکستانیوں پر تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا اور گرفتاریوں کا آغاز کر دیا۔

غازی صاحب کے بھائی ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں کہ اس حکومتی کارروائی پر غازی صاحب شدید اذیت میں مبتلا ہو گئے اور گھر والوں اور دوستوں سے ملنا کم کر دیا' کھانا پینا بھی بہت کم ہو گیا' گھر بھی بہت دیر سے آنے لگے' حالانکہ پہلے ڈیوٹی سے سیدھا گھر آ جاتے اور بہت خوش طبع اور ہشاش بشاش رہنے والی شخصیت کے مالک تھے۔

ہمارے پوچھنے پر مسکرا کر ٹال دیتے' ایک دن میں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے۔ایک بہت بڑا آدمی توہین رسالت کا مرتکب ہو رہا ہے۔علماء امت اور غلامان مصطفیٰ سخت بے چین اور اذیت میں مبتلا ہیں لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم ہے۔بس اسی وجہ سے میں سخت تکلیف و اذیت سے دو چار ہوں کچھ کھایا پیا بھی نہیں جا رہا اور نہ ہی کسی سے بات کرنے کو دل چاہتا ہے' محمد علی بھی بیمار ہے لیکن میں اس پر بھی کوئی توجہ نہیں دے پا رہا۔

اداسی مزید بڑھ گئی:

ملک دلپذیر اعوان کہتے ہیں ہر گزرتے دن کے ساتھ غازی صاحب کی اداسی بڑھتی چلی گئی اور گھر والوں سے ملنا جلنا بھی کم ہوتا چلا گیا۔محمد علی شدید بیمار ہو گیا اسے یرقان ہو گیا میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتا رہا' لیکن غازی صاحب اپنی سوچ میں ہی گم رہتے حتیٰ کہ میں اس بات پر ناراض بھی ہوا لیکن غازی صاحب کی بے پرواہی اور عدم توجہی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

کچھ دن بعد ایک صبح وہ سفید کپڑے پہنے گھر سے نکلنے لگے تو میں نے سلام کیا اور کہا

آپ سے ایک کام ہے۔ بولے حکم فرمائیں؟ میں نے کہا دکان کا کچھ سامان لانا ہے کہنے لگے ٹھیک ہے میں نے جان بوجھ کر تنگ کرنے کیلئے ایک دو کام اور کہے لیکن غازی صاحب ماتھے پر شکن ڈالے بغیر وہ کام کرنے کی حامی بھرتے گئے لیکن اس دوران بھی میں انہیں اپنی جانب مکمل متوجہ نہ کر سکا۔ میں نے انہیں کہا آپ اپنے کپڑے تو دیکھیں کتنے میلے ہو رہے ہیں کپڑے بدل لیں تو بولے یہی ٹھیک ہیں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ مختلف علماء' آفیسرز اور وکلاء سے ملے کہ سلمان تاثیر کے خلاف ابھی تک ایف۔آئی۔آر کیوں نہیں درج کروائی جا سکی اور اسے گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔ جب انہیں بتایا گیا کہ صدر اور گورنرز کو قانونی استثناء حاصل ہے اور اس عہدے پر رہتے ہوئے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی تو وہ بہت پریشان ہو گئے۔ ان دنوں غازی صاحب کی حالت بہت بے چین اور مضطرب تھی۔ نہ لباس اور کھانے پر توجہ نہ بیٹے اور اہل خانہ کی طرف التفات' رات بھر جاگتے رہنا' پوچھنے پر کچھ بتاتے بھی نہ تھے' بس جیسے کچھ کھو گیا ہو' ہر وقت بے قرار اور بے چین رہتے۔

دل بے قرار کو سکون مل گیا:

غازی صاحب کے بھائی ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں 31-12-2010 کو چاشت کے وقت جب میں نے غازی صاحب کو دیکھا تو پلک جھپکنا بھول گیا۔ مجھے یقین ہی نہ آیا کہ یہ ممتاز قادری ہیں کیونکہ اس وقت وہ بہت پرسکون اور ہشاش بشاش نظر آرہے تھے' سر کے بال کٹوائے' داڑھی مبارک کا خوبصورت انداز میں خط بنوائے' صاف شفاف لباس پہنے' سر پر نیا عمامہ شریف سجائے' لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ لیے انتہائی چاق و چوبند نظر آرہے تھے' وجہ پوچھنے پر پتہ چلا کہ گھر کے ساتھ ملحقہ پلاٹ میں تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا ہے اور انتظامات کے

حوالے سے ممتاز حسین قادری کو بھی ذمہ داری سونپی گئی تو آج کی ساری تیاری محبت رسول ﷺ کی اثر پذیری ہے۔

سارے انتظامات مکمل کر لینے کے بعد جب عشاء کے بعد غازی ممتاز حسین قادری محفل پاک میں شرکت کیلئے تیار ہوئے تو میں انہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔ سفید رنگ کا خوبصورت لباس، اس کے اوپر گولڈن تلے والا کالا جبہ اور سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ شریف سجا رکھا تھا اور اس لباس میں وہ بہت بھلے لگ رہے تھے۔ معصومیت سے بھرا صاف و ملائم چہرہ آنکھوں کی چمک اور چلنے کا انداز غرضیکہ آج غازی ممتاز حسین قادری مجھے بالکل مختلف اور نئے رنگ و روپ میں نظر آ رہا تھا گھر میں سے جس نے بھی دیکھا وہ دیکھتا رہ گیا اور آپ کی بہت تعریف کی۔ آج غازی صاحب کا رنگ و روپ اور شباب ایسا تھا کہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ عشاقان حضور اقدس ﷺ کے انداز ہی نرالے ہوتے ہیں۔

بارگاہ سرورکونین میں قبولیت:

غازی صاحب کے حوالے سے ایک مائی صاحبہ نے آپ کے بھائی دلپذیر اعوان کو اپنا ایک خواب سنایا کہ میں "حاجی چوک" (یہ چوک غازی صاحب کے گھر کے پاس ہے) میں کھڑی ہوں آسمان سے چار بڑی بڑی فوجی انداز کی گاڑیاں اترتی ہیں اور اس جگہ کو گھیرے میں لے لیتی ہیں اور اس میں فوج کے افراد بھی بیٹھے ہوتے ہیں پھر آسمان سے ایک اور بہت ہی خوبصورت گاڑی اترتی ہے اور ان گاڑیوں کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہے۔

میں آگے بڑھ کر پوچھتی ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں جو اوپر سے ایسے آ رہے ہیں تو ایک شخص مجھے بتاتا ہے کہ درمیان والی گاڑی میں امام الانبیاء ﷺ ہیں اور باقی آپ

کے خدام ہیں، جب میں آگے بڑھ کر حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی کوشش کرتی ہوں تو وہ آدمی مجھے روک دیتا ہے اور مجھے آپ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے بتاتا ہے کہ یہاں ایک بہت بڑا واقعہ ہونے والا ہے اس لیے حضور سید عالم ﷺ یہاں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ تقریباً 10 دن بعد 4 جنوری 2011 کو شام جب میں نے ٹی وی پر سلمان تاثیر کے قتل کی خبر سنی اور ممتاز قادری کی تصویر دیکھی تو میں سمجھ گئی کہ خواب میں جس بڑے واقعہ کا اشارہ ہوا وہ یہی واقعہ ہے عاشق رسول ممتاز حسین قادری نے اپنے کریم آقا کی عزت و ناموس کا دفاع کیا ہے۔

غازی اسلام کے وکیل محترم غلام مصطفےٰ چوہدری بیان کرتے ہیں کہ اڈیالہ جیل میں ملاقات کے دوران ایک نعت شریف کے اختتام پر میں نے سوال کیا کہ کیا کبھی آپ کو خواب میں یا ظاہری طور پر سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، اس پر پہلے وہ خاموش ہو گئے پھر ہمارے اصرار پر انہوں نے کہا کہ الحمد للہ مجھے خواب کے علاوہ ایک بار جاگتے ہوئے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ جیل میں وہ باوضو رہ کر بکثرت درود و سلام پڑھتے ہیں۔ ایک روز وہ سیل میں باوضو بیٹھے ہوئے مسلسل درود شریف پڑھ رہے تھے۔ ان کے سامنے جیل کی سلاخیں تھیں۔ باہر دن کی روشنی تھی۔ اچانک منظر بدل گیا جیل کی سلاخیں غائب ہو گئیں اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر کی جالیاں تھیں پھر انہیں باطنی طور پر محسوس ہوا کہ انہیں اندر بلایا گیا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور جالیوں سے گزر کر اندر چلے گئے۔ وہاں نور مجسم سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما تھے انہوں نے انہیں قریب بلایا دست شفقت سر پر رکھا اور کچھ باتیں ارشاد فرمائیں۔ لیکن ان باتوں کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر منظر بدلا اور وہ وہیں جیل کے سیل میں موجود تھے۔

غوث اعظم کی نگرانی:

جناب حنیف میمن نے اپنے ایک دوست (جو پاک فوج میں کرنل کے عہدہ پر فائز ہیں) کی وساطت سے کراچی کے ایک بزرگ کا خواب بیان کیا وہ فرماتے ہیں: میں اہانت رسول ﷺ کے حوالے سے بہت مضطرب تھا بعد نماز عصر اس اضطراب میں، میں نے رب العالمین کی بارگاہ میں رو رو کر دعا کی اے اللہ ہمارے گناہوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما ہم بے بس ہیں۔ گستاخان رسول ﷺ کے خلاف غیب سے ہماری مدد فرما۔ اسی اضطراب میں جب رات کو سویا تو محبوب سبحانی، قندیل نورانی حضرت غوث اعظم پیران پیر دستگیر کی زیارت ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا میں اڑتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے کندھوں پر ایک بچہ سوار ہے جیسے جیسے آپ قریب آتے گئے تو پتہ چلا کہ وہ بچہ نہیں بلکہ خوبصورت نوجوان ہے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قریب سے گزرے تو میں نے اس جوان کو بھی غور سے دیکھا کہ یہ خوش نصیب کون ہے۔ صبح ہوئی تو میں اس خواب کے متعلق سوچتا رہا لیکن کچھ سمجھ نہ آیا۔ 4 جنوری 2011 حسب معمول میں بعد نماز عصر مناجات میں مصروف تھا، اچانک گھر میں شور بلند ہوا میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ ممتاز قادری نامی نوجوان نے گستاخ رسول کو قتل کر دیا، میں انتہائی خوشی و سرشاری کے عالم میں ٹی وی روم میں پہنچا تو ٹی وی پر نظر پڑتے ہی میری حیرت کی انتہا ہو گئی کیونکہ جس نوجوان کی تصویر ٹیلی ویژن پر دکھائی دے رہی تھی اسی نوجوان کو میں نے رات غوث پاک کے کندھوں پر سوار دیکھا تھا۔

ڈیوٹی کا وقت آن پہنچا:

پولیس افسر کے بقول جب گورنر سلمان تاثیر کی سکیورٹی کیلئے ایلیٹ فورس کمانڈو

کی فہرست تیار کی گئی تو ممتاز حسین قادری خود کہہ کر گورنر کی سکیورٹی پر مامور سکواڈ میں شامل ہوا۔ یہ پہلا موقع نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے متعدد بار ممتاز حسین قادری VIP شخصیات کے ساتھ فرائض سر انجام دے چکے تھے اور دوران ڈیوٹی آپ کی کارکردگی انتہائی قابل تحسین رہی۔ لیکن اس مرتبہ ممتاز حسین قادری نے گورنر کی سکیورٹی کیلئے نہیں بلکہ تنقیص رسالت کے مرتکب مجرم کو ٹھکانے لگانے کیلئے خود کہہ کر اپنی ڈیوٹی لگوائی۔

4 جنوری 2011ء سہ پہر سلمان تاثیر اپنے دوست شیخ وقاص کے ہمراہ کوہسار مارکیٹ کے ایک ریسٹورنٹ میں کچھ کھانے پینے کیلئے آیا۔ غازی ممتاز حسین قادری نے اتمام حجت کیلئے آگے بڑھ کر گورنر سے پہلے بات کی لیکن اس کی رعونت اور تکبر میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ ریستوران سے واپس نکلتے ہوئے غازی ممتاز حسین قادری نے گورنر کو نہیں اہانت رسول کے مرتکب شخص کو قتل کر دیا' اس عمل کے نتیجہ میں غازی ممتاز حسین قادری بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کا محبوب اور امت مسلمہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔

غازی صاحب کے بھائی ملک دلپذیر بیان کرتے ہیں۔ 4 جنوری 2011ء صبح میری غازی ممتاز حسین قادری سے گھر کے مین گیٹ پر ملاقات ہوئی تو وہ بہت جلدی میں تھے۔ میں نے پوچھا آج بہت جلدی میں ہیں؟ کیا کوئی VIP کال آئی ہے؟ بولے ہاں VVIP کال ہے میں نے جلدی جانا ہے گھر سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ پچھلے چند دنوں کے معمول کے مطابق ناشتہ بھی نہیں کیا اور آج تو محمد علی کے کان میں اذان بھی نہیں کہی' حالانکہ روزانہ ڈیوٹی پر جانے سے پہلے محمد علی کے کان میں اذان ضرور کہتے۔

ہم غازی صاحب کی وجہ سے مضطرب تھے لیکن ہمیں کیا خبر تھی کہ وہ بہت عظیم مشن پر کام کر رہے ہیں اور اسی ڈیوٹی کی بنا پر ہم سے بھی بے پرواہ ہو رہے ہیں بلکہ دنیا سے بے خبر ہو کر جلوہ یار کی تابانی وضو فشانی سے شاد کام ہو رہے ہیں۔

شام 4:30 پر اچانک ہمارے گھر کے سامنے شور بلند ہوا جب ہم باہر نکلے تو مرد عورتیں، بچے کافی تعداد میں اکٹھے ہو چکے تھے اور نعرے لگ رہے تھے مرد مجاہد نے اسلام کا پرچم بلند کر دیا، ناموس رسالت کے دفاع میں اپنا حق ادا کر دیا اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر اپنی جان فدا کر دی۔ جب ٹیلی ویژن دیکھا تو غازی ممتاز صاحب کی ہنستی مسکراتی تصویر نظر آرہی تھی اور بیان چل رہا تھا کہ میں نے ناموس رسالت کی خاطر اسے قتل کیا اور گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔ لیکن اس وقت ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ ممتاز قادری زندہ ہیں یا انہیں شہید کر دیا گیا ہے۔

عزیز و اقارب ہمیں تسلیاں اور دلاسے دے رہے تھے اور ساتھ ساتھ مبارکباد کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا تھا ہم اپنے والد گرامی کی وجہ سے کچھ پریشان تھے لیکن ان کی جرأت و ہمت اور ان کے چہرے کا سکون دیکھ کر ہم بھی مطمئن ہو گئے۔

کچھ دیر تو بہت پریشانی کے لمحات تھے لیکن اچانک ٹھنڈی ہوا کی ایسی لہر چلی جس سے غم کے سارے بادل چھٹ گئے اور ہمارے گھر پر سایہ سا ہو گیا۔ ایک بات جو ہم سب بہن بھائیوں نے محسوس کی کہ کوئی بہت مہربان سائے ہمارے دائیں بائیں حرکت کر رہے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں اپنی حفاظت کا احساس ہوتا گیا اور ہمارے حوصلے بہت بلند ہو گئے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہم اپنے گھر میں نہیں بلکہ انتہائی مضبوط اور محفوظ قلعے میں منتقل ہو گئے ہوں۔ جب آپس میں گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس کیفیت و حالت سے سب آشنا ہیں اور ایسے احوال کا زندگی میں پہلی بار احساس ہوا ہے۔

گھر والوں کی آزمائش:

ملک دلپذیر برادر غازی اسلام بیان کرتے ہیں۔ شام کے وقت دروازے پر دستک ہوئی ایک ایس پی اور چند اہلکاران کے ساتھ تھے پوچھنے لگے ممتاز حسین قادری کا گھر

یہی ہے۔ ہاں میں جواب ملنے پر کہنے لگے کہ ہم اندر آسکتے ہیں۔گھر میں داخل ہونے کے بعد پولیس نے ممتاز قادری کا کمرہ چیک کیااور پھر غازی صاحب کے والداور تمام بھائیوں کو لیکر تھانہ صادق آباد راولپنڈی منتقل کر دیا وہاں غازی صاحب کے اہل خانہ پولیس آفیسر کے پاس ہی بیٹھے رہے اوراس نے چائے وغیرہ کے ساتھ آپ کی تواضع بھی کی۔

تھانہ کوہسار منتقلی:

رات گئے غازی صاحب کے والداور بھائیوں کو ایس ایس پی نے بلوالیااور اپنے کمرے میں بٹھا کر بڑے احترام سے کہنے لگا۔حاجی صاحب میں آپ کو اسلام آباد پولیس کے حوالے کررہا ہوں وہ آپ کو تھانہ کوہسار لے جانا چاہتے ہیں۔ہم کچھ پریشان ہو گئے تو میں نے دیکھا کہ والد صاحب انتہائی مطمئن اور پراعتماد تھے وہ انتہائی باوقار انداز میں ایس ایس پی سے پوچھنے لگے کہ میرے بیٹوں کو بھی؟ پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔پھر پولیس وین آ گئی' اور پولیس والا اندر آ کر کہنے لگا کہ سرگاڑی آ گئی' ملزمان کو لے جاؤں تو اپنے لیے ملزم کا لفظ سن کر ہمارے چہروں پر دلفریب مسکراہٹ آ گئی اور ہمیں یوں محسوس ہوا کہ ہمارے لیے بہت بڑے اعزاز کا اعلان کیا گیا ہے۔ہمارے دل عجز اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے امام الانبیاء ﷺ نے ہمارے بھائی کو منتخب فرمایا:

گاڑی میں بٹھاتے ہوئے اس آفیسر نے اسلام آباد پولیس کو کہا یہ کتنے آدمی ہیں تو اس نے کہا سر یہ چھ لوگ ہیں تو آفیسر کہنے لگا دیکھو یہ چھ آدمی اب بالکل صحیح سلامت میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں تو خیال رکھنا جب واپس آئیں تو تعداد بھی پوری ہو اور اسی طرح صحیح سلامت بھی ہوں۔اس بات سے ہمارے حوصلے مزید بلند ہو گئے اور اس آفیسر کے رویہ سے ہمیں تقویت حاصل ہوئی۔

ملک دلپذیر کہتے ہیں جب ہم تھانہ کوہسار پہنچے تو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی‘ سرد موسم میں بارش نے سردی کی شدت مزید تیز کر دی‘ شدید سردی کی وجہ سے ہمارے اعضاء منجمد ہونا شروع ہو گئے۔ رات کا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے والد محترم کی طبیعت میں نقاہت واضح محسوس ہو رہی تھی۔ تھانہ کوہسار میں ہمیں حوالات میں رکھا گیا تھا‘ میں نے تھانہ کی کنٹین سے گرم دودھ منگوا کر والد گرامی کو وقفے وقفے سے پلایا تو ان کی طبیعت کافی سنبھل گئی ان کی طبیعت بہتر دیکھ کر ہم سب بھائی بھی کافی حد تک مطمئن ہو گئے۔

غازی اسلام کی خوشبو:

رات جوں جوں گزرتی گئی تھانہ کوہسار میں خاموشی اور سناٹا بھی بڑھتا گیا۔ رات کے پچھلے پہر میں نے ایک بار پھر والد محترم کو مضطرب اور بے چین دیکھا جب میں نے بے چینی کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ولد گرامی کے چہرے کو غور سے دیکھا تو محسوس ہوا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہے ہوں پھر اچانک وہ اٹھے اور دروازے کے ساتھ کان لگا کر کھڑے ہو گئے اور پھر اس کمرے میں ادھر ادھر گھومنے لگے میں نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ میں تکلیف ہے؟ تو جواباً نفی میں سر ہلا دیا۔

میں نے سونے کی کوشش کی اور کچھ دیر آنکھ لگی لیکن سردی کی وجہ سے جلدی آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا تو والد گرامی نماز تہجد ادا کر رہے تھے۔ نماز کے بعد کافی دیر دوزانو بیٹھے رہے۔ میں نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کچھ دیر آرام کر لیتے پتہ نہیں صبح کیا معاملات پیش آئیں گے‘ تو والد گرامی نے مجھے کہا میں ممتاز کو اپنے آس پاس پاتا ہوں میں نے کہا کیا مطلب تو کہنے لگے پچھلے پانچ گھنٹے سے میں اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ ممتاز جو عطر استعمال کرتا تھا میرے کپڑوں پر بھی وہ عطر لگاتا تھا مجھے اپنی داہنی طرف سے اس عطر کی خوشبو آ رہی ہے ہم سب بھائی متوجہ ہو کر والد محترم کی یہ گفتگو

سماعت کر رہے تھے۔میں یہ بات سن کر اٹھا اور دروازہ کھول کر دائیں طرف قطار در قطار کمروں کے آخر میں ملازمین کیلئے واش رومز بنے تھے اس طرف چل پڑا ابھی میں دوسرے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ مجھے ایک ملازم نے آواز دے کر پوچھا کہاں جا رہے ہو،میں نے واش رومز کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔میں جب تیسرے دروازے کے پاس سے گزرا تو میں بے اختیار اس دروازے کے پاس رک گیا اور میں نے محسوس کیا والد گرامی کا اندازہ بالکل درست ہے اور ممتاز قادری اس کمرے میں مقید ہے لیکن جب میں ہینڈل کی طرف بڑھنے لگا تو دیکھا کہ دو تین ملازم مجھے دیکھ رہے ہیں اور پھر میں واش روم چلا گیا۔واپسی پر وہ مجھے کہنے لگے آپ بغیر اجازت کمرہ حوالات سے باہر نہیں آسکتے میں نے کہا ٹھیک ہے اور میں کمرے میں چلا گیا۔

میرے داخل ہوتے ہی سب نے پہلا سوال یہی کیا کہ کچھ محسوس ہوا کیا ممتاز قادری یہیں ہے؟ میں نے والد گرامی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ کا احساس اور اندازہ بالکل درست ہے یہاں سے دائیں تیسرے کمرے میں مجھے محسوس ہوا کہ ہمارا بھائی یہاں قید ہے یہ سن کر میرے بھائی ملک عابد حسین اور سفیر اعوان دروازے کی طرف بڑھے لیکن دروازہ باہر سے لاک ہو چکا تھا۔

فجر کی اذان کے بعد ہمارا دروازہ کھولا گیا اور ہم سب وضو کرنے کیلئے ان واش رومز کی طرف گئے تو واپسی پر سب کے احساسات ایک جیسے تھے اور سبھی نے آپس میں کہا کہ غازی ممتاز حسین قادری کی خوشبو اس کمرے میں مہک رہی تھی۔نماز فجر کے بعد جب ہم ناشتہ کر رہے تھے تو ایک رحمدل پولیس ملازم کمرے میں داخل ہوا اور پوچھا کسی چیز کی ضرورت؟ تو سب نے بیک وقت اس کی طرف دیکھا سوال ایک ہی تھا جو میں ہمت کر کے زبان پر لے آیا کہ کیا ممتاز قادری صاحب بھی یہاں ہی قید ہیں۔

اس نے یہ سوال سن کر آگے پیچھے دیکھا اور پھر ہماری طرف دیکھ کر مسکرایا اور کچھ بولے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا لیکن اس کی دلفریب مسکراہٹ سے نجانے کیوں ہمارے دل کے باغیچے کھل اٹھے اور ہمیں ممتاز حسین قادری کی مہک دوبارہ محسوس ہونے لگی۔

صبح دس بجے کے قریب تفتیشی آفیسر کمرے میں داخل ہوا اور وہاں کچھ کام کرنے لگا۔ والد گرامی نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے ممتاز قادری کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا' کچھ دیر بعد والد محترم نے یہی سوال دہرایا تو وہ کہنے لگا وہ جہاں بھی ہے بالکل ٹھیک ہے آپ فکر مت کریں تو والد محترم نے سوال کیا ممتاز قادری رات یہاں تھانہ کوہسار میں ہی تھا تو اس نے بہت غور سے والد گرامی کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا' اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

شام کو جب وہ پولیس آفیسر واپس آیا تو اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے' اس نے کہا آج سارا دن کچہری میں ہی گزرا۔ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی' آپ نے کھانا اور چائے وغیرہ پی ہے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے قریب جا کر کہا جناب کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ رات کو ممتاز بھائی کہاں تھے اور اب کہاں ہیں۔ پہلے تو وہ چونک گیا لیکن پھر بہت نرم لہجے میں بولا فکر نہ کریں۔ آج رات تمہاری ممتاز حسین قادری سے ملاقات ہو جائے گی میں نے جب ملاقات والی بات والد محترم اور بھائیوں کو بتائی تو ہم سب لوگ ہشاش بشاش اور پرسکون ہو گئے۔

والد گرامی سے سوالات؟

ملک عابد حسین برادر غازی ممتاز حسین قادری بیان کرتے ہیں کہ رات گیارہ بجے کے قریب پولیس ملازم آیا اور والد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے بولا کچھ پولیس

افسران آئے ہیں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں آپ ایس ایچ او کے کمرہ میں تشریف لے آئیں ہاں یاد رکھیے گا کسی قسم کی فضول گفتگو مت کیجئے گا۔ والد صاحب نے اثبات میں سر ہلایا اور ساتھ چل دیے۔

ہم سب بھائی بے تابی سے والد گرامی کا انتظار کرنے لگے۔ تقریباً گھنٹے بعد والد محترم کمرے میں واپس آئے تو ہم نے فوراً ہی پوچھا انہوں نے کیا سوالات کیے تو والد گرامی فرمانے لگے جب میں کمرہ میں پہنچا تو پندرہ کے قریب افراد پہلے سے موجود تھے ان میں سے سات آٹھ افراد احتراماً کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک آفیسر نے مجھے کہا حاجی صاحب گھبرائیں نہ آپ تو مبارکباد کے مستحق ہیں آپ کے بیٹے نے ملک پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کا حق ادا کر دیا۔ پھر ایک اور شخص بولا میں نے اپنی زندگی میں ایسا ایماندار، جرأت و ہمت کا پیکر اور عشق رسول ﷺ سے لبریز شخص نہیں دیکھا آپ بہت خوش نصیب باپ ہیں۔ والد گرامی کہتے ہیں جہاں ان تعریفی کلمات سے مجھے حوصلہ ملا وہیں میرے دل میں یہ کھٹکا بھی پیدا ہوا کہ یہ بھی تفتیش کرنے کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال میں اپنے لخت جگر کے اس اقدام سے ہر طرح مطمئن تھا۔ انہوں نے مجھ سے چند سوالات کیے۔

سوال: حاجی بشیر صاحب آپ کے کتنے بچے ہیں؟

جواب: الحمدللہ جی چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔

سوال: باقی پانچ بیٹے کیا کام کرتے ہیں؟

جواب: دو لڑکے پی ٹی سی ایل میں ملازم ہیں دو محکمہ تعلیم میں کام کرتے ہیں اور ایک بیٹا میرے ساتھ کام میں معاونت کرتا ہے۔

سوال: آپ کے پاس زرعی زمین، کمرشل پلاٹ یا جائیداد موجود ہے؟ بینک بیلنس کتنا ہے؟

جواب: کوئی جائیداد اور زرعی زمین میرے پاس نہیں، البتہ بینک میں اکاؤنٹ ہے اور اس میں 6000 روپے کے قریب بیلنس ہے۔

سوال: آپ کے بچے الگ الگ رہتے ہیں؟ ان کی جائیداد کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: میرے پاس پانچ مرلہ کا ایک مکان ہے میں اور میرے سب بچے بمع ممتاز قادری اس میں مل جل کر رہتے ہیں کسی کے پاس زرعی زمین یا اور کوئی جائیداد نہیں اور نہ بینک بیلنس ہے الحمد للہ۔

سوال: ممتاز قادری کے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: بہتر تو یہ ہے کہ آپ محلہ داروں یا اس کے دوستوں وغیرہ سے پوچھ لیں۔

سوال: ممتاز کی طبیعت کیسی ہے اور اس کا کس قسم کے لوگوں سے ملنا جلنا اور اٹھنا بیٹھنا ہے؟

جواب: ممتاز حسین سب بچوں سے زیادہ فرمانبردار، نیک، ایمان دار، خوش اخلاق ہے اور ہمیشہ سچ بولتا ہے۔

سوال: ممتاز نے چار جنوری کے واقعہ کے متعلق آپ کو آگاہ کیا؟

جواب: جی بالکل نہیں اس کے متعلق اس نے کچھ نہیں بتایا۔

سوال: کسی اور رشتہ دار یا بھائی وغیرہ سے اس کے متعلق کوئی بات کی ہو؟

جواب: میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ ممتاز حسین نے کسی کے ساتھ کوئی ایسی بات کی ہو۔

سوال: چار جنوری 2011ء سے کچھ دن پہلے ممتاز قادری کے معاملات میں کوئی تبدیلی یا فرق محسوس کیا ہو؟

جواب: جی تقریباً سب نے ہی بہت تبدیلی محسوس کی۔

سوال: تمام پولیس افسران فوراً بولے کیا تبدیلی دیکھی؟

جواب: ممتاز کا اکلوتا بیٹا محمد علی گزشتہ پندرہ دن سے یرقان کی وجہ سے شدید بیمار تھا بار بار کہنے کے باوجود اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا' نہ ہی کسی ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا۔ کھانا پینا بہت کم کر دیا' شام کو مدنی چینل اور دیگر مذہبی چینل دیکھتا تھا وہ بھی دیکھنا چھوڑ دیئے' بہت جلد منہ پھیر کر سو جاتا' لیکن صبح آنکھوں کی سوزش سے پتہ چلتا کہ روتا رہا ہے یا ساری رات سویا نہیں' البتہ میلاد شریف کی محفل میں بہت شوق سے شرکت کی اور ہر وقت اس کی زبان پر نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رہتی۔ رشتہ داروں اور محلے داروں سے جو تھوڑا میل جول تھا پچھلے چند دنوں سے وہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا تھا۔

سوال: حاجی صاحب کوئی ایسی معلومات یا اطلاع جن سے ثابت ہو کہ اس معاملہ میں ممتاز قادری کے ساتھ اور لوگ بھی شامل ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا بیٹا پھانسی کے پھندے تک نہ جائے؟

جواب: میرے پاس ایسی کوئی معلومات نہیں کہ کون ممتاز کے ساتھ شامل تھا یا اس کا معاون و مددگار تھا۔

سوال: ٹھیک ہے اگر آپ اس کے گلے میں پھندہ ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آپ سوچ لیں؟

جواب: زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے مجھے اپنے بیٹے کے عمل سے کوئی ندامت اور خوف نہیں۔ میرا دل مطمئن ہے ان شاء اللہ سب خیر ہو گی۔

نامعلوم جگہ منتقل کر دیا گیا:

رات گئے تین چار اہلکار حوالات میں داخل ہوئے ہم سب بیٹھے اوراد و وظائف میں مشغول تھے وہ کہنے لگے تیاری کر لیں' ہم نے پوچھا اتنی رات گئے ہمیں کہاں لیکر

جائیں گے۔کیا ہم اپنے عزیز واقارب کو اطلاع کر دیں تو وہ بولے جلدی کریں گاڑی تیار ہے میں (دلپذیر اعوان) نے پولیس اہلکار کو کہا والد صاحب بزرگ ہیں اور انہیں بخار ہے۔آپ ہمیں جہاں چاہیں لے جائیں انہیں گھر بھجوا دیں اس نے انکار میں سر ہلایا تو میں نے کہا مہربانی فرما کر والد صاحب کو یہیں رہنے دیں۔والد صاحب فوراً بولے میں اپنے بچوں کے ساتھ جاؤں گا۔

جب ہم حوالات سے باہر نکلے تو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جس سے سردی کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا۔پولیس اہلکاروں کے پاس سردی سے محفوظ رہنے کیلئے سب کچھ موجود تھا لیکن ہمارے پاس ایک سویٹر کے علاوہ کچھ نہ تھا جب گاڑی چلی تو یخ بستہ ہواؤں نے ہمارا استقبال کیا جس سے ہمارے جسموں پر کپکپی طاری ہوگئی۔ہم سردی کی شدت سے شدید اذیت میں مبتلا تھے کچھ دیر بعد میں نے والد صاحب کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا وہ بالکل مطمئن تھے میں دل میں یہ سوچ کر کہ والد گرامی کا ہاتھ پکڑ کر دباتا ہوں تاکہ سردی کی تکلیف کم ہو لیکن جب میں نے والد گرامی کا ہاتھ پکڑا تو میری حیرت دو چند ہوگئی کہ قبلہ والد صاحب کے ہاتھ بالکل گرم تھے میں نے آپ کے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپایا تو مجھے بہت آرام محسوس ہوا۔

والد صاحب نے میری حیرانی وتجسس کو دیکھتے ہوئے مجھے کہا میں درود شریف پڑھ رہا ہوں تم بھی درود شریف پڑھو تو ہم سب بھائیوں نے بھی سید کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنا شروع کر دیا۔چند منٹ بعد ہمیں توانائی میسر آ گئی۔سردی کی شدت حیران کن طور پر ختم ہوگئی اور ہم کافی حد تک پرسکون ہو گئے۔

تقریباً پون گھنٹہ کے بعد پولیس وین ایک جھاڑی دار پلاٹ میں داخل ہوئی اردگرد بہت اونچے درخت تھے اور پلاٹ میں چند ناکارہ گاڑیاں کھڑی تھیں۔پھر ایک گیٹ سے ہمیں ایک محل نما عمارت میں داخل کر دیا گیا۔وہاں جدید آلات اور پولیس کی

کافی تعداد موجود تھی۔وہاں ہمیں ایک کمرے میں لیجایا گیا تو وہاں عجیب وغریب کرسیاں پڑی تھیں جن پر بیٹھنے سے آرام کی بجائے تکلیف زیادہ تھی ہم دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، کچھ لوگ اس کمرے میں آتے جاتے رہے، ہم نے ایک دو مرتبہ اہلکار سے پانی مانگا لیکن کسی نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ دی اور ہماری بات سنی ان سنی کر دی گئی۔

کچھ دیر بعد دو تین اہلکار اچانک کمرے میں داخل ہوئے اور کچھ تلاش کرنے لگے۔تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے ہم سے پوچھا آپ نے یہاں سے کوئی فائل تو نہیں اٹھائی؟ ہم نے کہا ہمیں سرکاری کاغذات سے کیا سروکار ہم نے کوئی فائل نہیں اٹھائی تو وہ باہر چلے گئے۔کچھ دیر بعد پھر دو تین اہلکار آئے اور دوبارہ تلاشی کا عمل شروع کر دیا۔ان میں سے ایک اہلکار بولا یہاں سے آپ کو کوئی پرس تو نہیں ملا؟ ہم نے حیرانی کے عالم میں نفی میں جواب دیا تو ایک ملازم کہنے لگا کھڑے کیا دیکھ رہے ہو تم بھی ہمارے ساتھ پرس تلاش کرو چند منٹ بعد وہ اہلکار بھی چلے گئے۔ان کے جانے کے بعد اچانک کمرے کی لائٹ چلی گئی اور اندھیرا چھا گیا پھر اچانک اتنی تیز لائٹ لگی کہ ہماری آنکھیں چندھیا گئیں کچھ دیر بعد محسوس ہوا کہ یہ عام بلب نہیں بلکہ زرد رنگ کی دو بڑی لائٹیں اور ان کے پیچھے سیاہ رنگ کے دو خوفناک سائے نظر آ رہے تھے یہ انتہائی بھیانک اور لرزہ خیز منظر تھا۔

والد گرامی اپنے لخت جگر کے پاس:

اس کربناک منظر کی وجہ سے ہم اضطراب میں مبتلا تھے کہ اچانک ہمارے کمرے میں دو اہلکار داخل ہوئے اور والد گرامی کو ساتھ لے گئے ہم نے تیزی سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ باہر سے لاک ہو چکا تھا۔اب باہر

ہمیں لوگوں کے دوڑنے اور گونج دار آوازیں آنا شروع ہوگئیں جیسے اس عمارت میں بھونچال سا آ گیا ہو' آنکھوں سے پوشیدہ یہ منظر اور والد صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہم شدید اذیت و کرب میں مبتلا ہو گئے' ہم اس ذہنی دباؤ اور سخت سردی کی وجہ سے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ کبھی ایک کبھی دوسری دیوار کے ساتھ کان لگا کر باہر کے ماحول کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتے' گھنٹہ بھر یہی ماحول رہا' پھر اچانک دروازہ کھلا اور والد صاحب کو پولیس اہلکاروں نے ہمارے کمرے میں داخل کر دیا۔ہماری نظریں والد صاحب کے چہرے پر جم گئیں والد صاحب کو مطمئن دیکھ کر ہماری جان میں جان آئی' اور ہم نے والد صاحب سے مختلف سوالات شروع کر دیے۔

والد صاحب بولے میں ابھی ممتاز سے مل کر آ رہا ہوں وہ بالکل ٹھیک ہے۔ انتہائی مطمئن اور خوش ہے۔حوالات کے اس کمرے میں والد صاحب کی یہ خبر ہمارے لیے کسی عید سے کم نہ تھی اور ہمارے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔والد صاحب نے بتایا کہ مجھے وہ پولیس اہلکار ایک خوبصورت روم میں لے گئے وہاں وفاق اور پنجاب کے چار انتہائی اعلیٰ عہدیدار (نام لکھنا مناسب نہیں) موجود تھے۔وہ مجھے کہنے لگے حاجی صاحب آپ کا بیٹا ممتاز قادری ہمیں کچھ بتا نہیں رہا۔ یہ ایلیٹ فورس کا اچھا فرض شناس جوان ہے۔ہم نہیں چاہتے آپ کے بیٹے کے گلے میں پھانسی کا پھندا پڑے' ہم چاہتے ہیں اس کی گردن کا وزن اس کے کندھوں تک آ جائے لیکن وہ کچھ بتانے پر آمادہ ہی نہیں آپ اس سے پوچھیں اس نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا اور کون کون اس کے ساتھ اس معاملہ میں ملوث ہیں؟

اس کے بعد پولیس اہلکار مجھے ایک اور کمرے میں لے گئے کمرے کا دروازہ کھلتے ہی میرا دل مسرور ہو گیا جس پر نظر پڑی وہ میرا لخت جگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا چین غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری تھا۔اس کے دونوں پاؤں رسی سے

بندھے ہوئے تھے اور دونوں ہاتھ بھی پیچھے کی طرف کر کے رسی سے باندھ دیے گئے تھے لیکن وہ انتہائی پرسکون اور مطمئن تھا۔ ممتاز لبوں پر مسکراہٹ سجائے مضبوط قدموں کے ساتھ میری طرف بڑھا تو میں نے تیزی سے آگے بڑھ کر اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگا لیا۔ پولیس آفیسر کمرے میں رکھی واحد کرسی پر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ میں ناموس رسالت کے محافظ اپنے بیٹے کا چہرہ چومتا رہا۔

میں نے گورنر کو قتل نہیں کیا:

والد گرامی نے بتایا کہ میں ممتاز کو سینے سے لگائے اس کا ماتھا اور چہرہ چومتا رہا اسی اثناء میں وہ پولیس آفیسر بولا حاجی صاحب ممتاز صاحب سے پوچھیں کہ اس نے کس کے کہنے پر یہ سب کیا؟ میں نے بھی پولیس اہلکار کا سوال دہرایا تو ممتاز نے اپنے جسم کو حرکت دی اور مسکرا کر کہنے لگا ابو جی! میں انہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں نے کسی گورنر کو قتل نہیں کیا میں نے اس گستاخ کو ابدی نیند سلایا ہے جس نے میرے کریم آقا حضور اقدس ﷺ کی شان میں توہین کی تھی، اس نے علی الاعلان گستاخی کر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا سینہ چھلنی کر دیا' اس سے پہلے کہ روئے زمین کا امن تہ و بالا ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خصوصی فضل و کرم اور حکم سے میں نے اس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دیا۔ میں نے تو اپنا دینی و ملی فریضہ سرانجام دیا ہے۔

غازی اسلام سے ملاقات:

ابھی والد صاحب محو گفتگو تھے کہ دو اہلکار ہمارے کمرے میں داخل ہوئے اور کہا آپ سب کو آئی جی صاحب بلا رہے ہیں۔ ہم جب ان کے کمرے میں پہنچے تو وہاں پانچ چھ آفیسر تشریف رکھتے تھے۔ ہمارے پیچھے بھی تین چار اہلکار الرٹ کھڑے تھے۔ ہمارے سامنے بیٹھے دو آفیسر ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ہم آپ کو دوبارہ موقع دے

رہے ہیں، سب جاؤ اور ممتاز قادری سے پوچھ کر بتاؤ اس نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا اور کون کون اس کے ساتھ ہے؟

ہم نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ اہلکار ہمیں اس کمرے کی جانب لیکر چلے جہاں امت مسلمہ کے فخر اور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے پیارے غلام ممتاز حسین قادری کو پابہ زنجیر کر کے رکھا گیا تھا جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تو جس گل نو بہار کو دیکھنے کیلئے ترس رہے تھے اس کے دیدار سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک میسر آئی۔غازی صاحب کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے لیکن وہ مسکرا رہے تھے۔بھائی نے ہلکے سبز رنگ کے کپڑے اور اوپر کالا کوٹ پہن رکھا تھا وہ کوٹ ان کا نہیں تھا لیکن ان پر سج خوب رہا تھا۔پاؤں میں پولیس شوز تھے ان کے تسمے بھی ٹخنوں کے گرد سے گزار کر آپس میں باندھ دیے گئے تھے۔اتنی تکلیف کے باوجود بھی وہ بہت ہشاش بشاش تھے اور مسکرا کر ہمارا استقبال کیا۔

ہم سب بھائیوں نے ممتاز صاحب کو گلے لگایا تو چھوٹے بھائیوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو غازی صاحب فوراً بولے اگر آپ پریشان اور دکھی ہیں تو مجھ سے دور ہو جائیں اور اگر آنسو خوشی کے ہیں تو آپ سب کو بہت مبارک ہو میں نے کسی کی خاطر نہیں بلکہ صرف اور صرف اپنے آقا کریم ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر اپنی حقیر جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔آپ کو میرے اس اقدام پر فخر ہونا چاہیئے اور اس راہ میں آنے والی آزمائش پر ثابت قدمی اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔اپنے بھائی کی جرأت مندی اور ان کی حوصلہ افزا گفتگو سن کر ہماری آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے اور غازی ممتاز قادری کو بھی اندازہ ہو گیا کہ یہ آنسو خوشی اور مسرت کے ہیں، ہماری موجودگی میں بھی غازی صاحب نے وہی گفتگو دہرائی جو آپ نے والد گرامی کو بتائی تھی۔

شہید ناموس رسالت پر تشدد:

4 جنوری 2011ء جب غازی ممتاز حسین قادری نے گستاخ رسول سلمان تاثیر کو قتل کیا تو ایلیٹ جوانوں نے آپ کو گرفتار کر لیا اور پھر آپ کو تھانہ کوہسار پولیس کی تحویل میں دے دیا گیا' پولیس جب غازی صاحب کا ریمانڈ لیکر آئی تو مختلف ایجنسیز نے آپ سے تفتیش کی' دوران تفتیش کچھ افسران کا رویہ آپ سے انتہائی ہمدردانہ رہا' لیکن کچھ آفیسرز نے آپ سے اپنی مرضی کا بیان حاصل کرنے کیلئے انتہائی بے رحمی کے ساتھ تشدد کیا۔

ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں کہ مجھے غازی صاحب نے بتایا چھ سات لوگوں پر مشتمل ایک ٹیم تفتیش کیلئے آئی تو انہوں نے مجھ پر اذیت ناک تشدد کیا۔ ڈرل نما مشین سے میرے جسم کے مختلف حصوں پر سوراخ کیے اور مختلف طریقوں سے مجھے تشدد کا نشانہ بنایا۔ ایک شخص نے میرے حلق میں انگوٹھا ڈال کر زور سے دبایا تو مجھے جان حلق میں اٹکتی محسوس ہوئی۔ اسی اثناء میں' میں نے اپنے آپ کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے پایا' میں وہاں ہر چیز کا مشاہدہ کر رہا تھا اور پھر میں گنبد خضریٰ کے جلوؤں میں مگن ہو گیا' مصطفیٰ کریم ﷺ کے در دولت کی تابانی وضوفشانی میں اس قدر کھویا کہ مجھے تکلیف کا احساس ہی ختم ہو گیا۔

ان کے ٹارچر کرنے سے مجھے بس اتنا محسوس ہوتا کہ جیسے میرے جسم پر کوئی کیڑا چل رہا ہو' وہ لوگ جب اپنی کارروائی مکمل کر چکے تو انتہائی غصے میں باہر کی جانب نکل گئے اور ڈاکٹر کو کہنے لگے یہ شخص تشدد کی وجہ سے دماغی توازن کھو چکا ہے۔ ان کے جانے کے بعد میڈیکل ٹیم نے میرا چیک اپ کیا تو ڈاکٹر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا میں نے اپنے چودہ سالہ دور ملازمت میں آج تک کسی کے دل کی دھڑکن اتنی پرسکون نہیں دیکھی۔ جتنی غازی ممتاز قادری کی ہے اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہ شخص حواس کھو بیٹھا ہے۔ یہ بالکل غلط رپورٹ تھی غازی صاحب تو بالکل نارمل اور پرسکون ہیں۔

غیر مسلم اہلکار کا قبول اسلام:

غازی اسلام کا تفتیش کیلئے ریمانڈ حاصل کیا گیا پولیس اہلکار جب تفتیش کیلئے آتے تو غازی اسلام کے چہرے کی نورانیت اور آپ کے عزم و استقامت سے وہ بہت متاثر ہوتے جب ان پولیس اہلکاروں کو آپ پر تشدد کا حکم دیا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ جب ہم تشدد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو بے بس اور مفلوج پاتے ہیں۔
اعلیٰ افسران نے اس انکار کے بعد لاہور سے ہندو اور عیسائی غیر مسلم اہلکار بلوائے' انہوں نے دوران تفتیش مختلف قسم کے پر تشدد طریقے آزمائے' غازی اسلام کی استقامت پر وہ بہت حیران ہوئے اور آپ سے پوچھا کہ تشدد کرنے سے آپ کو درد اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو غازی اسلام نے فرمایا میں نے اپنے آقا کریم ﷺ کی ناموس کی خاطر یہ کام کیا جب تم تشدد کرتے ہو تو ان کا کرم میرے شامل حال ہوتا ہے تمہیں اس کی خبر نہیں۔
یہ سن کر انہوں نے آپ سے نبی کریم ﷺ کے واقعات سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے انہیں امام الانبیاء ﷺ کی سیرت مبارکہ کے چند واقعات سنائے تو ان میں سے دو اہلکاروں نے اپنے کفر سے توبہ کر کے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا' اعلیٰ حکام کیلئے یہ خبر بھی ایک حادثہ تھی۔

دوران تفتیش سوالات:

غازی اسلام سے تفتیش کے دوران بار بار چار سوالات کیے گئے۔

1- یہ کام کس کے کہنے پر کیا' کس نے آپ کو یہ کام کرنے کا کہا؟

جواب: الحمد للہ یہ کام میں نے اللہ و رسول کے حکم پر کیا۔

2- اس کام میں کون کون آپ کے ساتھ شامل تھا کس نے آپ کی مدد کی؟

جواب: اس کام میں اللہ رب العزت اور حضور نبی کریم ﷺ نے میری مدد فرمائی

اور تمام اولیاء اللہ کی حمایت مجھے حاصل تھی۔

3- آپ نے یہ کام کیوں کیا؟

جواب: حضور سید عالم ﷺ کا فرمان مبارک ہے جب تک تم اپنی اولاد' والدین اور سب سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرو تمہارا ایمان مکمل نہیں' مجھے میرا ایمان پکارتا تھا' غازیان اسلام کی روحیں مجھے پکارتی تھیں میں نے اپنے ایمانی تقاضے پر سلمان تاثیر کو واصل جہنم کیا۔

4- دوبارہ یہ کام کرو گے؟

جواب: اگر کوئی کتا حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں بھونکے تو موقع ملنے پر میں ضرور یہ کام کروں گا اور زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کردوں گا۔

کئی لوگوں نے مختلف انداز میں یہ سوال دہرائے' سوال لکھ کر تحریری جواب کی کوشش بھی کی گئی' مختلف طریقوں سے دوران تفتیش غازی اسلام سے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق جواب لینے کی کوشش کی گئی لیکن غازی اسلام کے پائے ثبات میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی ہر مرتبہ جواب یہی تھا کہ میں نے اپنے ایمان کے تقاضے کے مطابق ناموس رسالت ﷺ کی خاطر یہ قدم اٹھایا اور اللہ و رسول کے فضل سے میں اپنے اس اقدام پر بالکل مطمئن ہوں۔

اڈیالہ جیل آمد:

ریمانڈ کی تکمیل پر غازی صاحب کو اڈیالہ جیل منتقل کرنے کا حکم دیا گیا تو غازی محمد یوسف اس وقت جیل پولیس میں بحیثیت اہلکار کام کر رہے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب غازی اسلام ممتاز حسین قادری کو بکتر بند گاڑی میں اڈیالہ جیل لایا گیا تو ہمیں

ہائی الرٹ رہنے کا حکم دیا گیا تھا غازی اسلام پرسکون اور شاہانہ انداز سے جیل تشریف لائے، جب اڈیالہ جیل میں قیدیوں کو خبر ہوئی تو جیل کی فضا نعرہ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی، اور قیدیوں نے والہانہ استقبال کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا۔

آقا کا جانثار آ گیا' ہمارا سردار آ گیا

سکیورٹی بہت سخت تھی غازی اسلام کو ایک کمرے میں لے جایا گیا عصر کی نماز کا وقت تھا' غازی صاحب نے کہا ہتھکڑی کھولو مجھے نماز عصر ادا کرنی ہے' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے منع کرنے کے باوجود ایک اہلکار نے آگے بڑھ کر ہتھکڑی کھول دی اور غازی صاحب نے نماز عصر میں امامت کے فرائض انجام دیئے چند پولیس ملازمین نے آپ کی اقتدا میں نماز عصر ادا کی۔

قید تنہائی:

قید خود ایک اذیت ناک عمل ہے اور اس پر مستزاد کہ آدمی قید میں اکیلا و تنہا ہو پاس کوئی آدمی نہ ہو' جیل انتظامیہ کی اصطلاح میں سب سے سخت سزا قید تنہائی تصور کی جاتی ہے' قید تنہائی سے بچنے کے لیے ملزمان سفارش ڈھونڈتے ہیں بسا اوقات تو محض قید تنہائی سے بچنے کیلئے رشوت تک دی جاتی ہے' لیکن جیل انتظامیہ کو اس وقت سخت حیرت ہوئی جب غازی اسلام نے الگ سیل یعنی قید تنہائی کا مطالبہ کر دیا۔ جیل انتظامیہ نے غازی صاحب کے گھر رابطہ کر کے اس خواہش کا بتایا اور غازی صاحب کو پھر قید تنہائی میں رکھا گیا آپ کے بھائی بتاتے ہیں کہ جب ملاقات ہوئی اور ہم نے پوچھا کہ آپ نے یہ انتہائی مشکل فیصلہ کیوں کیا؟

غازی ممتاز مسکرا کر کہنے لگے: الحمدللہ مجھے تو کوئی مشکل نہیں' تنہائی تو اس کیلئے مشکل ہوتی ہے جسے دنیا میں کوئی رغبت ہو' مجھے دنیا کی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں'

میری راحت محبت مصطفیٰ ﷺ میں ہے اور محبت مصطفیٰ ﷺ ایسی شے ہے جس سے قبر بھی بقعہ نور بن جاتی ہے تو قید تنہائی کیا معنی رکھتی ہے۔

محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد:

ملک دلپذیر اعوان اور ملک عابد حسین اعوان نے بیان کیا کہ اڈیالہ جیل منتقل ہونے کے تقریباً تین ماہ بعد غازی اسلام سے ہماری پہلی ملاقات ہوئی جب ہم ملاقات کیلئے روانہ ہوئے تو دل میں مختلف قسم کے خیالات تھے کیا کیا باتیں ہوں گی۔غازی صاحب کس قسم کے سوالات پوچھیں گے۔ہم غازی صاحب سے جیل کے حالات پوچھیں گے، یہاں کوئی تکلیف تو نہیں وغیرہ۔

اس قسم کے تصورات تھے۔لیکن جب ہم اڈیالہ جیل پہنچے اور غازی اسلام سے ملاقات ہوئی وہ ہمیں پرتپاک طریقے سے ملے، حال احوال پوچھا اور پھر آپ نے خشک میوہ جات اور پھل وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا۔غازی صاحب نے خود تلاوت کلام پاک فرمائی اور پرسوز آواز میں نعت رسول مقبول سنائی پھر ہمیں مخاطب ہو کر کہنے لگے آپ کسی نعت کی فرمائش کریں میں آپ کو وہ نعت شریف سناؤں۔اس طرح ایک خوبصورت محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام ہوا۔سلام و دعا کے بعد ہم نے مل کر وہ لنگر شریف کھایا۔یوں ملاقات تمام ہوئی اور ہم گھر واپس آ گئے۔

پہلی ملاقات سے آخری ملاقات تک الحمدللہ ہر ملاقات پر غازی اسلام محفل میلاد کا اہتمام کرتے، ملاقات پر ہمارے ساتھ بچے بھی ہوتے تو غازی اسلام بچوں سے بھی نعت سنانے کی فرمائش کرتے اور یوں پر وقار محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

غازی ممتاز حسین قادری ملاقات پر دنیاوی معاملات کے حوالے سے کم ہی گفتگو

فرماتے' ملاقات پر زیادہ گفتگو محبت رسول ﷺ اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کے متعلق ہوتی۔ اپنے کیس کے حوالے سے کہ میرا کیس کونسی عدالت میں ہے اور کیس کی نوعیت کیا ہے' کبھی سوال نہ کیا اور نہ ہی اس حوالے سے ہم نے ان کی کوئی دلچسپی دیکھی۔

جیل کے معمولات:

غازی اسلام کو جب اڈیالہ جیل منتقل کیا گیا تو آپ کو سیل نمبر 3 میں رکھا گیا' غازی صاحب ہر وقت باوضو رہتے' تلاوت قرآن حکیم اور درود شریف آپ کا معمول تھا۔ لحن داؤدی میں نعت رسول مقبول ﷺ پڑھتے تو سننے والے پر کیفیت طاری ہو جاتی۔

اڈیالہ جیل کا سیل نمبر 3 غازی اسلام کی برکت سے منور ہو گیا جس اہلکار کی ڈیوٹی اس سیل کے باہر لگ جاتی مہینے دو مہینے میں اس کی زندگی میں مدنی انقلاب آجاتا۔ اسلامی معمولات اس کی زندگی میں آجاتے اور محبت رسول کی چاشنی سے اس کا دل لبریز ہو جاتا' جیل حکام کیلئے یہ صورت حال حیران کن اور غیر متوقع تھی' بعد میں جیل انتظامیہ نے انہی حالات کے پیش نظر اہلکاروں کی ڈیوٹی جلد تبدیل کرنا شروع کر دی تاکہ کوئی اہلکار غازی ممتاز حسین قادری کے پاس زیادہ وقت نہ گزار سکے' اس کے باوجود کئی آفیسرز سمیت درجنوں ملازمین کی زندگی میں غازی اسلام کی برکت سے تبدیلی آئی اور وہ سنت رسول ﷺ کے پیروکار بن گئے۔

غازی محمد یوسف:

انہی لوگوں میں سے ایک نوجوان محمد یوسف پولیس کانسٹیبل تھے ان کی ڈیوٹی غازی صاحب کے سیل کے باہر لگی اور غازی اسلام کی صحبت نے محمد یوسف کی زندگی کا رخ بدل کر رکھ دیا اور فانی دنیا کا خوف ان کے دل سے نکال کر تاجدار مدینہ ﷺ کی محبت سے ان کا سینہ روشن کر دیا اور وہ غازی محمد یوسف بن کر ملت اسلامیہ کیلئے باعث فخر

ہو گئے۔

غازی محمد یوسف بیان کرتے ہیں کہ غازی اسلام ممتاز حسین قادری سے میری پہلی باضابطہ ملاقات 2013 کے چوتھے یا پانچویں ماہ اڈیالہ جیل راولپنڈی میں ہوئی جب ان کے سیل کے باہر میری ڈیوٹی لگائی گئی۔غازی صاحب کی نرم مزاجی اور محبت نے ایسا گہرا اثر کیا کہ میں ان کا اسیر ہو کر رہ گیا۔غازی صاحب کے سامنے کبھی بھی میں نے اپنے آپ کو پولیس والا اور انہیں قیدی نہ سمجھا بلکہ میں نے اپنے آپ کو ہمیشہ ان کا خدمتگار تصور کیا۔ یہاں تک میری کمی بیشی پر کبھی کبھی غازی صاحب مجھے ڈانٹ بھی لیا کرتے تھے۔

غازی صاحب کے ساتھ گزرے لمحات میری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہیں میں نے کئی ماہ تک ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور شام کا کھانا غازی صاحب کی ساتھ ملکر کھایا حتیٰ کہ غازی صاحب خود اپنے ہاتھ سے لقمے بنا کر میرے منہ میں ڈالتے یہ ان کی کمال شفقت تھی۔اکثر ہم غازی صاحب کی امامت میں نماز ادا کرتے اور کبھی مجھے حکم فرماتے کہ آج نماز یوسف بھائی پڑھائیں گے اور مجھے تعمیل حکم کرنا پڑتا۔

غازی ممتاز حسین قادری کی جو نعتیں سوشل میڈیا پر موجود ہیں یہ بھی غازی محمد یوسف کی کاوش ہے کہ یہ سیل میں (MP-4) لیکر گئے اور غازی اسلام کی نعتیں ریکارڈ کیں اس کے بعد یہ نعتیں سوشل میڈیا کی زینت بنیں۔

غازی محمد یوسف بیان کرتے ہیں کہ غازی ممتاز حسین قادری کو اپنے پیر و مرشد امیر اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری سے بے پناہ محبت تھی، جب ہم اکٹھے بیٹھتے تو آپ اکثر ہمیں اپنے پیر و مرشد اور دعوت اسلامی کی باتیں سناتے۔جب آپ کو خبر ملی کہ کچھ لوگ امیر اہلسنت کے خلاف باتیں کر رہے ہیں تو آپ نے مجھے فرمایا! یوسف بھائی: یہ لوگ دعوت اسلامی کو سمجھے ہی نہیں ہم نے دعوت اسلامی کو کیا

دیا؟ ہمیں تو جو کچھ ملا اسی بابرکت مدنی ماحول کی وجہ سے ملا اور جو لوگ میرے پیرو مرشد کے خلاف بولتے ہیں میرا ان سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ انہیں چاہیے وہ میرا نام لینا بھی چھوڑ دیں۔

غازی محمد یوسف بیان کرتے ہیں کہ غازی ممتاز حسین قادری ملک اور دین دشمن عناصر اور بدعقیدہ لوگوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ ایک کالعدم تنظیم کے کچھ افراد دہشت گردی کی کارروائی کرتے ہوئے گرفتار ہو گئے اور بعد میں انہیں بھی اڈیالہ جیل بند کر دیا گیا۔ ان کا ایک ساتھی عید کے موقع پر کچھ گفٹ لیکر آیا تو انہوں نے اسے غازی صاحب کے پاس بھیجا آپ نے تحفہ لینا تو درکنار اس سے ہاتھ ملانا بھی گوارا نہ کیا۔

محمد زبیر قادری:

غازی محمد یوسف قادری بیان کرتے ہیں ہم ایک دن غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ باہر صحن میں بیٹھ کر باتوں میں مصروف تھے تو غازی ممتاز صاحب مجھے فرمانے لگے۔ یوسف بھائی! آج آپ کو اپنے ایک دوست سے ملواتے ہیں، میں تھوڑا حیران ہوا کہ جیل میں آپ کا کونسا دوست ہے۔ غازی صاحب اٹھ کر اپنے سیل میں تشریف لائے ایک تصویر نکالی اور فرمایا یہ ہیں میرے دوست زبیر بھائی' پھر ایک ٹیلی فون نمبر دیکر فرمایا: آپ نے ان سے ملنا ہے' یوسف بھائی میں نے جیل میں کسی کے ساتھ ملنے کی کوشش نہیں کی صرف زبیر بھائی سے ملنے کی کوشش کی انتظامیہ سے بات کی لیکن شنوائی نہ ہوئی' خط کے ذریعے ان سے رابطہ رہتا ہے۔

غازی صاحب نے مجھے فرمایا میرے دوست زبیر بھائی سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کی ان پر نگاہ عنایت ہے۔ حضور اقدس ﷺ انہیں اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ غازی صاحب کی زبیر بھائی سے اتنی محبت تھی کہ آپ نے

وصیت فرمائی اور ملک دلپذیر اعوان کو باقاعدہ لکھ کر کہا کہ انتقال کے بعد اگر ہو سکے تو زبیر قادری کو میرے ساتھ دفن کرنا اور زبیر قادری کا میری ہی طرح خیال رکھنا۔

محمد زبیر قادری کے والد گرامی کا جب وصال ہوا تو غازی ممتاز قادری نے مجھے باقاعدہ تحائف اور ایصال ثواب کیلئے مختلف اوراد و اذکار پڑھ کر دیئے اور زبیر بھائی کیلئے جبل احد شریف کے پتھر، خاک شفا اور مولد رسول کریم ﷺ سے لائے گئے تبرکات دے کر بھیجا حتیٰ کہ زبیر بھائی کی دلجوئی کیلئے جیل سے کھیر بھی بنوا کر دی۔ غازی محمد یوسف بھی اسی مناسبت سے محمد زبیر قادری سے بہت محبت کرتے اور ادب و احترام بجالاتے ہیں۔

غازی محمد یوسف بیان کرتے ہیں کہ غازی اسلام جیل میں اکثر اوراد و وظائف اور تلاوت قرآن کریم میں مشغول رہتے لیکن وہ جیل کے معاملات سے بالکل بے خبر نہ تھے اکثر ہم سے جیل کے حالات پوچھتے رہتے جب کبھی آپ کو یہ پتہ چلتا کہ فلاں قیدی اپنی غربت کے سبب سزا پوری کرنے کے بعد بھی پابند سلاسل ہے تو آپ کو انتہائی تکلیف ہوتی۔ غازی ممتاز قادری نے اپنے اہل خانہ کو کہہ کر کئی ایسے قیدی جو اپنی سزا پوری کر چکے تھے لیکن حالات کی سنگینی اور تنگدستی کی وجہ سے ابھی جیل میں تھے وہ رہا کروائے، یہ بھی انسانی خدمت کی عظیم مثال ہے اور غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کی رحمدلی اور نرم مزاجی کی بین دلیل ہے۔

عدالتی کارروائی:

غازی اسلام ملک ممتاز حسین قادری نے کوہسار مارکیٹ سے نکلتے ہوئے سلمان تاثیر کو قتل کر دیا، قتل کرنے کے بعد آپ نے ہتھیار پھینک دیئے تو اہلکاروں نے گرفتار کر کے آپ کو انسپکٹر عامر کے حوالے کر دیا۔ غازی ممتاز حسین قادری کے خلاف فوجداری

مقدمہ سلمان تاثیر کے بیٹے شہریار تاثیر کی درخواست پر تھانہ کوہسار اسلام آباد میں زیر دفعہ 302/109 تعزیرات پاکستان اور دفعہ 7 انسداد دہشت گردی ایکٹ 4 جنوری 2011 سہ پہر 4:15 بجے درج ہوا اس کے مندرجات یہ ہیں۔

''میں شہریار تاثیر ولد سلمان تاثیر ہوں' مجھے اطلاع موصول ہوئی کہ مورخہ 4 جنوری 2011 تقریباً 4:00 بجے سہ پہر میرے والد سلمان تاثیر گورنر پنجاب جب ایک ریسٹورنٹ واقع کوہسار مارکیٹ اسلام آباد سے کھانا کھا کر باہر نکل رہے تھے تو ان کے سرکاری محافظ ملک محمد ممتاز قادری ایلیٹ فورس نے ان پر اپنے سرکاری اسلحہ سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس کے نتیجے میں وہ شدید مضروب ہو گئے۔ ان کو پولیس عملہ اور ملازمین نے پولی کلینک اسلام آباد پہنچایا جہاں پر ڈاکٹروں نے ان کی وفات کی تصدیق کر دی۔ وجہ عناد یہ ہے کہ میرے والد کا اہم قومی امور پر مخصوص نقطہ نظر تھا جس کی وجہ سے مختلف مذہبی اور سیاسی گروہ ان کے خلاف شدید مخاصمانہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے اور ان کو قتل کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ میرے والد کو ملزم مذکور بالا نے سیاسی اور مذہبی گروہوں کی ایماء' انگیخت' معاونت اور سازش سے بہیمانہ طور پر قتل کر دیا ہے۔ دعویدار ہوں کہ کارروائی کی جائے''۔

اندراج مقدمہ کے بعد پولیس انسپکٹر حاکم خان نے اس کی تفتیش کی' اس نے جائے وقوعہ سے واردات میں استعمال ہونے والی 28 گولیوں کے خول حاصل کیے۔ موقع سے خون آلود مٹی حاصل کی اور اس کا پارسل تیار کیا' تفتیشی افسر پمز ہسپتال پہنچا جہاں مقتول کا پوسٹ مارٹم ہو چکا تھا' اس کے بعد وہ تھانہ کوہسار پہنچا تو انسپکٹر عامر نے ملزم کو اس کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد تفتیشی افسر نے غازی ممتاز حسین قادری کا'' پہلا

بیان‘‘ ریکارڈ کیا‘ عدالتی کارروائی میں شہادت کے دوران اس پہلے بیان کی وضاحت نہیں کرائی گئی اور اسے رسماً ریکارڈ پر بھی نہیں لایا گیا۔

بیان زیر دفعہ 164:

10-1-2011 بیان ازاں ملک محمد ممتاز قادری ولد ملک محمد بشیر قوم اعوان کانسٹیبل نمبر 6990 مقدمہ نمبر 06 مورخہ 4-1-2011 مجرم 302/109 ت پ 7ATA تھانہ کوہسار اسلام آباد سکنہ مکان نمبر BV-501 مسلم ٹاؤن راولپنڈی اس سلسلہ میں ملک محمد ممتاز قادری کو بتایا گیا اور سوچنے کیلئے دو گھنٹے کا وقت دے کر عدالت سے ملحق کمرہ میں بٹھا دیا گیا۔ان دو گھنٹوں کے دوران کوئی آپ سے نہ ملاقات کر سکا اور نہ ہی کسی کو آپ سے رابطہ کرنے کی اجازت دی گئی۔

دو گھنٹے کا وقت گزر جانے کے بعد کمرہ عدالت سے تمام افراد کو باہر بھجوا دیا گیا اور ملک محمد ممتاز قادری سے پوچھا گیا کہ اسے سوچنے کیلئے مزید وقت درکار ہے تو انہوں نے جواب دیا مجھے سوچنے کیلئے وقت نہیں چاہئے میں اپنا بیان قلمبند کروانا چاہتا ہوں۔تاہم مزید تسلی کیلئے کچھ سوالات کیے گئے۔

سوال: کیا آپ کو علم ہے کہ یہ عدالت مجسٹریٹ یا A-C کی ہے۔

جواب: جی ہاں مجھے معلوم ہے۔

سوال: آپ کی عمر کیا ہے اور تعلیم کتنی ہے؟

جواب: میری عمر 26 سال اور تعلیم میٹرک ہے۔

سوال: کیا آپ اس وقت مکمل ہوش وحواس میں ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: آپ کا یہ بیان کسی بھی عدالت میں بطور ثبوت آپ کے خلاف بطور

شہادت استعمال ہو سکتا ہے' آپ یہ بیان کسی دباؤ/موت/دھمکی/لالچ کے زیر اثر دینا چاہتے ہیں؟

جواب: جی نہیں۔

سوال: آپ زیر دفعہ 164 بیان کیوں دینا چاہتے ہیں؟

جواب: تا کہ حق اور سچ بیان کر سکوں۔

بیان برحلف:

میں مورخہ 1985-1-1 کو راولپنڈی (صادق آباد) میں پیدا ہوا' میں میٹرک پاس ہوں اور پولیس (پنجاب کانسٹیبلری روات) میں 2002 میں بھرتی ہوا' اس کے بعد مختلف جگہوں پر ڈیوٹی کی 2005 میں کچھ عرصہ سپیشل برانچ میں رہا۔ اس کے بعد 08-2007 میں ایلیٹ سکول لاہور میں کورس کیا۔ اس کے بعد مختلف جگہوں پر سکیورٹی ڈیوٹی بشمول VIP سکیورٹی سرانجام دی۔

31-12-2010 کو تحفظ ناموس رسالت اور شان اہلبیت کانفرنس کے عنوان سے میرے گھر کے پاس مسلم ٹاؤن میں اجتماع ہوا۔ اس کا پس منظر ملک میں جاری قانون ناموس رسالت میں مجوزہ ترمیم اور بعض افراد جن میں بالخصوص صدر آصف علی زرداری اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی طرف سے مجوزہ ترمیم و بیان وطرز عمل تھا۔ میرا تعلق ویسے بھی دعوت اسلامی نامی تنظیم سے ہے جو کہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ہے جس کے سربراہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب ہیں۔

31-12-2010 کو ہونے والے جلسے میں انتہائی پراثر اور جذباتی تقاریر عشق رسول پر کی گئیں بالخصوص علامہ محمد حنیف قریشی اور امتیاز حسین شاہ کی تقریر جذبات اور عشق رسول میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ بیان کے دوران مفتی محمد حنیف قریشی جذبات میں آ گئے'

ان کا عمامہ گر گیا بال بکھر گئے اور مائیک گر گیا اور اجتماع پر رقت آمیز مناظر چھا گئے میں بھی جذبات اور عشق رسول میں رونے لگا۔غازی علم دین شہید اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق رسول کے واقعات بیان کیے گئے تو عشق رسول سن کر شدت جذبات سے میرا دل بھی رو پڑا۔میں نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو واجب القتل جانتے ہوئے عشق رسول کے جذبات کو دل میں بیدار ہوتے ہوئے محسوس کر لیا۔اسی وقت ارادہ کیا کہ سلمان تاثیر کو ضرور گستاخی شان رسول کی وجہ سے قتل کروں گا کیونکہ اس نے ناموس رسالت کے قانون کو ''کالا قانون'' کہا تھا اور گستاخ رسول آسیہ بی بی کی حمایت و معاونت کر رہا تھا۔گورنر سلمان تاثیر کے ساتھ میں اس سے قبل 4 یا 5 مرتبہ ESCORT ڈیوٹی کر چکا ہوں۔

1-1-2011 اور 2-1-11 کو میری ڈیوٹی D-H-Q راولپنڈی میں تھی۔
3-1-2011 کو C-P-O آفس راولپنڈی پر ڈیوٹی کی۔ 4-1-2011 کو صبح آفس (ایلیٹ) پہنچا اور چٹھ یعنی ڈیوٹی آرڈر دیکھے تو میری ڈیوٹی 6th Road پر لگی ہوئی تھی، جبکہ میرے کچھ ساتھیوں کی ڈیوٹی گورنر پنجاب کے ساتھ اسلام آباد میں لگی ہوئی تھی، میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ آج موقع مل سکتا ہے۔میں نے اس وقت محرر سے بات کی کہ مجھے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے ساتھ ESCORT -DUTY کے ساتھ بھیج دو تا کہ اسلام آباد گھوم پھر آؤں۔محرر عمر فاروق نے میری بات مان لی کیونکہ جن ملازمین کی گورنر پنجاب کے ساتھ ڈیوٹی لگی تھی ان میں دو لیٹ ہو گئے تھے۔ویسے بھی میں پہلے گورنر کے ساتھ ڈیوٹی کرتا رہا تھا اور دیگر VIP ڈیوٹی اور CM پنجاب کے ساتھ ڈیوٹی کرنے جاتا رہا تھا۔

ڈیوٹی میں نام آنے کے بعد میں نے ایلیٹ کوٹ سے SMG حاصل کی بمع دو عدد میگزین جس میں ہر ایک میں 30 گولیاں تھیں۔جب باقی لوگ اسلحہ لینے میں مصروف تھے اور گاڑی ڈیزل لینے کیلئے گئی ہوئی تھی تو موقع دیکھ کر چیمبر لوڈ کر لیا۔پھر

راستے میں اسلام آباد آتے ہوئے میں نے ایک چٹ لکھ کر اپنے پرس میں ڈال لی جس پر ”گستاخ رسول کی سزا موت ہے ۔اے کاش اللہ اور رسول مجھے اس مقصد کیلئے قبول کر لیں آمین“ تحریر کیا۔

پونے دس بجے صبح ہم گورنر کے گھر F-613 پہنچے اور پہلے موجود شفٹ کو بدلی کیا۔پھر تقریباً آدھے پونے گھنٹے بعد گورنر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر مختلف جگہوں پر گیا جن میں قمر زمان کائرہ سے بھی ملا' اس دوران بھی خیال آیا کہ اس کو مار دوں' ویسے مجھے کنفرم نہیں تھا کہ کس سے ملنے گیا ہے' مگر میں اس وقت اس لیے نہیں مار سکا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ گورنر کس گاڑی میں کس جگہ موجود ہے اور گاڑیاں بلٹ پروف بھی ہوتی ہیں ۔لہٰذا موقع کا انتظار کرنا بہتر سمجھا' اس دوران گن کو میں نے سیفٹی لاک پر رکھا تاکہ کوئی حادثاتی فائر نہ ہو۔

دوپہر تقریباً 3:30 پر گورنر واپس گھر F-613 پہنچا تو ہم اپنی ESCORT گاڑی میں ہوا بھروانے کیلئے قریبی پٹرول پمپ پر پہنچ گئے' واپسی پر ندیم آصف ASI نے گاڑی کو کوہسار مارکیٹ آنے کا پیغام دیا اور ہم کوہسار مارکیٹ آ گئے' کوہسار مارکیٹ پہنچ کر گورنر کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔

جب گورنر اپنے دوست کے ساتھ نکلا تو تقریباً 4 بج چکے تھے میں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع دیا ہے' سب ایلیٹ کے لڑکے گاڑیوں میں بیٹھ کر الرٹ ہو گئے میں آہستہ آہستہ گورنر کے آپریٹر ندیم آصف جو کہ گورنر کے کافی قریب الرٹ کھڑا تھا میں اس کی طرف بڑھا اور دل میں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے دیکھ لے اور کہے کہ تم گاڑی میں باقی گارڈ کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور ڈیوٹی کرو ادھر کیا کر رہے ہو' یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں میری گاڑی میں موجود ڈرائیور اور لڑکے مجھے آتے دیکھ کر واپس آنے کیلئے آواز نہ دے دیں مگر پھر دل میں سوچا اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔لہٰذا میں بالکل قریب پہنچ گیا تو ندیم آصف نے مجھے دیکھا تھا مگر اس وقت سب کا دھیان گورنر کی طرف تھا اور گورنر بالکل قریب آ چکا

تھا۔ میں نے بھی ساتھ چلنا شروع کر دیا مزید یہ کہ جب گورنر سڑک پر آیا تو میرا اور اس کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ 4 یا 5 فٹ تھا اور میں بالکل اس کی پشت پر تھا۔ خیال آیا کہ اس کے سامنے سے جا کر ماردوں پھر سوچا کہ تمام گارڈ مجھ پر حملہ آور ہو جائیں گے مرنے کا تو خوف نہ تھا مگر خدشہ تھا کہ نشانہ ٹھیک نہ لگے اور کہیں وہ بچ نہ جائے۔

میں نے فیصلہ کیا کہ اس کو پیچھے سے ہی ماردوں گا SMG پہلے سے ہی بریسٹ پر تھی لہٰذا میں نے ٹریگر دبا دیا اور پورا بریسٹ تین سے چار سیکنڈ میں گورنر پر فائر کر دیا۔

اس کے بعد سناٹا چھا گیا اور ندیم آصف ASI نے اپنا پسٹل مجھ پر تان لیا اور باقی گارڈ بھی میرے ارد گرد کھڑے ہو گئے' میں نے اپنی گن ہوا میں کھڑی کر دی اور ندیم آصف سے کہا رائفل لے لو اور میں بھاگ نہیں رہا' فائر مت کرو' میری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اتنے میں باقی ایلیٹ جوانوں نے مجھے زمین پر لٹا دیا اور ایک نے میرے پیٹ پر پاؤں رکھ دیا اور باقیوں نے میرے تسمے نکال کر میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور الٹا باندھ کر لٹا دیا اور بعد میں مجھے اسلام آباد پولیس کے حوالے کر دیا۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اسلام آباد پولیس نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا کوئی بے عزتی یا تشدد وغیرہ نہ کیا' میں نے جو کچھ بھی کیا اپنے جذبے کے تحت کیا اور اس بارے میں نہ تو کوئی ہمراز بنایا اور نہ ہی کوئی اور شامل ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک میری قربانی قبول فرمائیں۔ مجھے کوئی افسوس نہیں ہے بلکہ میں بہت خوش ہوں کہ اب گستاخان رسول پاک ﷺ کافی عرصہ اپنے مذموم عزائم سے باز رہیں گے۔

میری نظر میں سلمان تاثیر گستاخ رسول تھا اور واجب القتل تھا' معمول کی ڈیوٹی میں' میں نے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی ڈیوٹی کی ہے جن پر توہین رسالت کے الزامات و مقدمات تھے مگر میں نے سوچا کہ کیا خبر یہ الزام غلط ہو اور ان میں سے کچھ کو روزہ کی

حالت میں دیکھا اور اپنے آپ کو روزہ دار کہتے ہوئے پایا' اس لیے کبھی ان کو قتل کرنا درست نہ سمجھا' ویسے بھی جب تک کسی اہم شخصیت جو کہ گستاخ ہو اگر مارا نہ جائے تو مسئلہ حل نہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے سلمان تاثیر کو قتل کر کے میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے' زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور موت تو ایک دن ویسے بھی آنی ہے تو پھر ناموس رسالت پر قربان ہو جائے تو کیا کہنا۔ دستخط ونشان انگوٹھا غازی ممتاز قادری۔

بیان زیر دفعہ 265F(5) ضابطہ فوجداری

حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم' تکریم ہی اصل ایمان ہے۔ مملکت اسلامی پر لازم ہے کہ وہ معاشرہ میں اس امر کو یقینی بنائے کہ نفاذ قوانین اور عملداری کی حد تک کوئی کوتاہی یا غفلت سرزد نہ ہو۔ کوئی شخص اگر حضور ﷺ کی نبوت' رسالت اور شان ختم نبوت پر اعتقاد رکھے' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان ہو' جملہ عقائد اسلامیہ کو تسلیم کرتا ہو۔ لیکن حضور ﷺ کی تعظیم' تکریم اور ان کی نسبت متعلقہ قوانین اور ہدایات کا تمسخر اڑائے بلکہ صریحاً خود کو انکاری ہونا ظاہر کرے تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں اور بجا طور پر مرتد ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔ حضور ﷺ کی تعظیم' ادب احترام کا منکر اور آپ ﷺ کا گستاخ ہے تو وہ ناقص الایمان نہیں بلکہ خارج از ایمان ہے۔ اس بناء پر ادب و تعظیم رسول پاک ﷺ کا ترک کفر ہے۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بے ادبی' گستاخی اور توہین کا مرتکب واجب القتل ہے۔ قرآن وسنت کی ہدایات پر مبنی قوانین بابت تحفظ ناموس رسول مقبول ﷺ کا تمسخر اڑانا' تنقید کرنا یا ایسے قوانین کے مقاصد کو فروعی' فضول کہنا اور ان کی تضحیک کرنا بذات خود حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی' گستاخی اور توہین ہے۔

سیرت مبارکہ ﷺ کا یہ پہلو اپنی جگہ کہ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ پر کسی نے حملہ کیا'

پتھر برسائے، گالیاں دیں، طعن کے زخم پہنچائے اور حضور ﷺ نے درگزر فرمایا تو حضور اکرم ﷺ کا ایسا عمل اہل ایمان کے درمیان حسن سیرت کی تعلیم قرار پایا۔ لیکن کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ گستاخ رسول ﷺ کو معاف کر دے، حضور ﷺ کا خود کسی کو معاف فرمانا بذات خود حق خاص میں ازخود تصرف کرتے ہوئے معاف کر دینا ہے۔ امت کے کسی فرد پر یہ کسی صورت جائز نہیں بلکہ ایسا کرنے والا انسان اپنا ایمان ضائع کرے گا۔

اگر کوئی بدبخت سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے اور اس فعل کا کسی اسلامی ریاست کو پتہ چل جائے اور بغیر حد قائم کیے اس فعل کو درگزر کر دیا جائے تو ریاست کا یہ فعل ناپسندیدہ اور قابل مواخذہ ہو گا اور درگزر کرنے والا یا اس کا تمسخر اڑانے والا بذات خود مرتد قرار پائے گا اور واجب القتل ہو گا۔

اللہ رب العزت نے مجھے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا اور ایسا ماحول عطا فرمایا جس میں اللہ عزوجل اور اس کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات سے آگاہی نصیب ہوتی رہی اور میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت عین ایمان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین“۔ (البخاری۔ کتاب الایمان: جلد 1 صفحہ 7)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے والد اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”کنا مع النبی ﷺ وھو اخذ بید عمر بن الخطاب فقال

له عمر یا رسول الله لانت احب الی من کل شیء الامن نفسی فقال النبی ﷺ لا والذی نفسی بیده حتی اکون احب الیك من نفسك فقال له عمر فانه الان والله لانت احب الی من نفسی فقال النبی ﷺ الان یا عمر "۔(البخاری: کتاب الایمان والنذور،جلد 2 صفحہ 981)

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں !اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی، اللہ کی قسم! ابھی آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب تمہارا ایمان مکمل ہو گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی درج ذیل آیات نے میری رہنمائی اس طرف بھی کی کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہو کر واجب القتل ہو جاتا ہے۔

آیت کریمہ 1:

"وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ "(التوبہ:12)

اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے سرغنوں کو قتل کرو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ

باز آئیں۔

جب آیت کریمہ میں محض دین پر طعن کرنے کے باعث طعن کرنے والوں کو کفر کے سرغنے قرار دے کر ان کو قتل کرنے کا حکم ہے تو جو شخص صاحب دین، نبی اکرم ﷺ پر طعنہ زنی کرے اور ان کا گستاخ ہو جن کی وجہ سے دین ہے تو اس سے کس طرح درگزر کیا جا سکتا ہے۔

آیت کریمہ 2:

جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو شہر بدر کرنے کی بات کی ان کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

"اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○" (التوبہ: آیات 13 تا 15)

کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا' حالانکہ انہی کی طرف سے پہل ہوئی ہے۔کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ کا زیادہ استحقاق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول

فرمائے اور اللہ علم وحکمت والا ہے"۔

جن کافروں کا جرم سب وشتم نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو نکالنے کا کہہ کر توہین کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ ایمان والوں، نبی کریم ﷺ کے غلاموں، شمع مصطفیٰ کے پروانوں کو ان کے ساتھ قتال کی ترغیب فرما رہا ہے اور اگر ایسے ملعون لوگ ظاہری طاقت و رسوخ کے حامل بھی ہوں تو اس چیز سے ڈرنا نہیں کیونکہ اس عمل میں مدد خدا تمہارے ساتھ ہے۔ ایسا شخص کسی منصب کا بھی حامل ہو تو اللہ دنیا میں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں اس کو سزا دلوائے گا اور ذلت و رسوائی ہی اس کا مقدر بنے گی۔

آیت کریمہ 3:

"اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

(المائدہ:33)

اور وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلا یہی ہے کہ چن چن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کردیئے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب۔

رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے والا اور فسادی ہے جس کی وجہ سے وہ (بلاتخصیص مذہب) اس آیت کے عموم میں داخل

ہے اور ہر وہ شخص جو اس کے حکم میں داخل ہے سزا کا مستحق ہے۔

آیت کریمہ 4:

حضور ﷺ کے روبرو رفع صوت کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ کی آواز سے کسی دوسرے کا اپنی آواز کو بلند کرنا بھی جرم ہے' دیکھنے میں تو شاید معمولی نظر آتا ہو مگر عند اللہ اتنا بڑا جرم ہے کہ رب تعالیٰ تنبیہ فرما رہا ہے کہ اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور اسے احساس تک نہ ہوگا اور یہ جرم ساری زندگی کے اعمال صالحہ کو مٹا دے گا۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝" (الحجرات:2)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی علیہ السلام کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

عبادات و معاملات کی کوتاہی جرم تو ہے مگر یہ جرم نیک عملوں کو نقصان نہیں پہنچاتا وہ اپنی جگہ باقی رہتے ہیں مگر وہ جرم جس کے ذریعے شان مصطفیٰ ﷺ میں کمی آتی ہو وہ تمام اعمال کو اکارت کر دیتا ہے اور عمل تب ہی اکارت ہوتے ہیں جب جرم شدید نوعیت کا ہو جس کے ذریعے ایمان ختم ہو کر انسان کافر ہو جاتا ہو۔ جیسا کہ رب کریم کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ○ (البقرہ:217)

اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کے عمل اکارت گئے۔ دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

آیت کریمہ 5:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النور:63)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے سے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

تاجدار عرب وعجم سے جب گفتگو کی جائے تو مخاطب کرتے ہوئے وہ انداز اپنانے کی بھی ممانعت ہے جو آپ کی شان کے خلاف ہو بلکہ ادب وتکریم اور توقیر وتعظیم کے ساتھ آپ کے معظم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ ومنکسرانہ لہجہ میں یا حبیب اللہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا چاہیے اور وہ بے ادب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف کام کرتے ہیں ان کو رب قدیر فتنہ میں مبتلا نہ ہونے کی تنبیہ فرما رہا ہے اور فتنہ پروروں کے لیے جیسا کہ رب تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (البقرہ:193)

اور انہیں قتل کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے

آیت کریمہ 6:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (البقرہ:104)

(اے ایمان والو !) نبی اکرم ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے) "رَاعِنَا" مت کہا کرو بلکہ (ادب سے) "اُنْظُرْنَا" (ہماری طرف نظر کرم فرمایئے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شہاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح المعانی" میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے:

"ان اليهود كانوا يقولون ذلك سر الرسول الله ﷺ وهو سب قبيح بلسانهم فلما سمعوا اصحابه عليه الصلاة والسلام يقولون: اعلنوا بها، فكانوا يقولون و يضحكون فيما بينهم فانزل الله تعالى هذه الاية"

(تفسیر آلوسی: جلد 8 صفحہ 348)

کہ یہودی چھپ کر رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ لفظ بولا کرتے تھے اور ان کی زبان میں یہ قبیح گالی تھی اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ لفظ سن کر اعلانیہ استعمال کرنا شروع کر دیا تو یہودی آپس میں ہنستے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا:

ایک اور روایت میں آتا ہے:

"ان سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سمعھا منھم، فقال: یا اعداء اللہ علیکم لعنۃ اللہ، والذی نفسی بیدہ لئن سمعتھا من رجل منکم یقولھا لرسول اللہ ﷺ لاضربن عنقہ"۔ (تفسیر آلوسی جلد 8 صفحہ 348)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان سے سنا تو کہا اے اللہ کے دشمنوں تم پر اللہ کی لعنت ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں نے تم میں سے کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ لفظ بولتے ہوئے سنا تو اس کی گردن ماردوں گا (قتل کردوں گا)"۔

آیت کریمہ 7:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○ (الاحزاب:57)

بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اذیت رسول دینے والا دنیا و آخرت کا ملعون ہے۔ آخرت کی لعنت تو جہنم کے عذاب کی صورت میں ہوگی اور دنیا کی لعنت کس عذاب کی صورت میں ہوگی اسی سورت میں تین آیات کے بعد ہی قرآن کریم کا حکم ہے:

مَّلْعُوْنِیْنَ ۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ○ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ○

(الاحزاب:62-61)

ملعون جہاں کہیں ملیں، پکڑے جائیں اور چن چن کر قتل کر دیئے جائیں

اللہ کا یہی دستور چلا آتا ہے ان سے پہلے لوگوں میں بھی اور تم اللہ کا دستور ہر گز بدلتا نہ پاؤ گے۔

آیت کریمہ میں گستاخوں کی سزا بیان ہوگئی کہ جہاں کہیں بھی ہوں انہیں قتل کیا جائے گا اور دوسری آیت میں یہ بھی بیان ہے کہ یہ سزا صرف اس امت کے گستاخوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پہلی امتوں کے گستاخوں کے لیے بھی رب کا یہی قانون و دستور تھا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء دینے والا اس عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے جو کسی بھی صاحب ایمان کو نہیں دیا جائے گا۔ درج ذیل آیات میں عذاب مہین کا ذکر ہے:

1- سورۃ البقرہ: 90 2- سورہ آل عمران: آیت 178

3- سورہ نساء: آیت 14' 37' 102' 151 4- سورۃ الحج: آیت: 57

5- سورۃ الجاثیہ: آیت 9 6- سورۃ المجادلہ: آیت 16' 5

7- سورۃ الاحزاب: آیت 17

جہاں بھی عذاب مہین کا ذکر ہے کافروں کے لیے ہے' ایمان والوں کے لیے نہیں ہے۔ اگر کوئی اہل ایمان دانستہ اذیت رسول کا ارتکاب کرتا ہے تو مسلمان نہیں رہتا کافر ہو جاتا ہے اور ذلت کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

آیت کریمہ 8:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(النساء: 65)

تو اے نبی ﷺ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں ہونگے جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو

اپنے دلوں میں اس سے کوئی حرج محسوس نہ کریں۔

اللہ رب العزت قسم بیان فرمارہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو جو شخص دل سے تسلیم نہ کرے اور آپ کے فیصلے پر دل میں میل لائے تو وہ ایمان والوں میں سے نہیں رہتا چہ جائیکہ توہین کا مرتکب ہو۔

آیت کریمہ 9:

جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذاق کا نشانہ بنایا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ○ (التوبہ: آیات 64 تا 66)

منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورۃ ایسی اترے جو ان کے دلوں کی چھپی جتادے تم فرماؤ ہنسے جاؤ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، معذرت نہ کرو تم کافر ہو چکے ہو، مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دینگے اس لیے کہ وہ مجرم تھے۔

اس آیت کریمہ میں واضح ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور جانِ کائنات

کے ساتھ استہزاء کیا وہ اس جرم پر کافر قرار دے دیئے گئے ہیں اور ان مجرموں کے لئے عذاب کی تنبیہ موجود ہے اور اگر استہزاء سے مومن کافر ہو جاتا ہے تو سب وشتم سے تو بطریق اولیٰ وہ کافر ہو گا۔

آیت کریمہ 10:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ○ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ○

(المجادلہ:20'21)

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ لکھ چکا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے۔

آیت کریمہ 11:

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ○ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ○ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْہُ وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ○ (الانفال:12 تا14)

تو ان کی گردنوں کے اوپر مارو (قتل کرو) اور ان کی ایک ایک پور (جوڑ) پر ضرب لگاؤ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے (تو اب اس عذاب کو) چکھو اور بے شک کافروں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

اس آیت میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کو قتل کرنے کا واضح حکم موجود ہے۔

احادیث مبارکہ:

انہی آیات کی تائید وتشریح درج ذیل احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

1- عن علی عن النبی ﷺ قال: من سب نبیا من الانبیاء فاقتلوه ومن سب واحدا من اصحابی فاجلدوه۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ۔ جلد 1 صفحہ 20)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی نبیوں میں سے کسی بھی نبی کو گالی دی اس کو قتل کرو اور جس کسی نے میرے کسی ایک صحابی کو گالی دی اسے کوڑے مارو۔

2- ''من سب نبیا فاقتلوه ومن سب اصحابی فاضربوه''۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ۔ جلد 2 صفحہ 194۔ جمع الجوامع جلد 7 صفحہ 168)

جس نے کسی بھی نبی کو گالی دی اس کو قتل کردو اور جس نے میرے ایک صحابی کو گالی دی اس کو کوڑے مارو۔

3- ''عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالك عن ابیه وکان احد الثلاثة الذین تیب علیهم وکان کعب بن الاشرف یهجو النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویحرض علیه کفار قریش وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حین قدم المدینة واهلها اخلاط منهم المسلمون والمشرکون یعبدون الاوثان والیهود وکانوا یوذون النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

(سنن ابی داؤد۔ جلد 1 صفحہ 66)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ ان تین میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی کہ کعب بن اشرف نبی ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور کفار قریش کو آپ کے خلاف ابھارتا تھا نبی کریم ﷺ جس وقت مدینہ میں آئے تو مدینہ میں مسلمان اور مشرک اکٹھے رہتے تھے مشرک بتوں کی عبادت کرتے، یہود و مشرک نبی کریم ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے۔

4- ”قال عمرو سمعت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما یقول قال رسول اللہ ﷺ من لکعب بن الاشرف فانه قد آذی اللہ و رسوله فقام محمد بن مسلمة فقال یا رسول اللہ اتحب ان اقتله قال نعم قال فاذن لی ان اقول شیئا قال قل فاتاه محمد بن مسلمة فقال ان هذا الرجل قد سالنا صدقة وانه قد عنانا وانی قد اتیتك استسلفك قال وایضا واللہ لتملنه قال انا قد اتبعناه فلا نحب ان ندعه حتی ننظر الی ای شیء یصیر شانه وقد اردنا ان تسلفنا وسقا او وسقین وحدثنا عمرو غیر مرة فلم یذکر وسقا او وسقین او فقلت له فیه وسقا او وسقین فقال اری فیه وسقا او وسقین فقال: نعم ارهنونی قالوا ای شیء ترید قال ارهنونی نساء کم قالوا کیف نرهنك نساء نا وانت اجمل العرب قال فارهنونی ابناء کم قالوا کیف نرهنك ابناء نا فیسب احدهم فیقال رهن بوسق او وسقین هذا عار علینا ولکنا نرهنك اللامة قال سفیان یعنی السلاح فواعده ان یاتیه فجاء ہ لیلا و معه ابو نائلة و هو اخو کعب من الرضاعة فدعاهم الی الحصن فنزل الیهم فقالت له امراته این تخرج

هذه الساعة فقال انما هو محمد بن مسلمة واخی ابو نائلة وقال غير عمرو قالت اسمع صوتا کانه يقطر منه الدم قال انما هو اخی محمد بن مسلمة ورضيعی ابو نائلة ان الكريم لو دعی الی طعنة بليل لاجاب قال ویدخل محمد بن مسلمة معه رجلین قيل لسفيان سماهم عمرو قال سمی بعضهم قال عمرو جاء معه برجلين وقال غير عمرو ابو عبس بن جبر والحارث بن اوس و عباد بن بشر قال عمرو جاء معه برجلين فقال اذا ما جاء فانی قائل بشعره فاشمه فاذا رايتمونی استمكنت من راسه فدونكم فاضربوه وقال مرة ثم اشمكم فنزل اليهم متوشحا و هو ينفح منه ريح الطيب فقال ما رایت کالیوم ریحا ای اطیب و قال غير عمرو قال عندی اعطر نساء العرب واكمل العرب قال عمرو فقال اتاذن لی اشم راسك قال نعم فشمه ثم اشم اصحابه ثم قال اتاذن لی قال نعم فلما استمكن منه قال دونكم فقتلوه ثم اتوا النبی ﷺ فاخبروه"۔ (صحیح بخاری۔ جلد 2 صفحہ 576)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے کے لیے کون ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں محمد بن مسلمہ، عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں اس کے سامنے کچھ (تعریضی کلمات) کہہ سکوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں کرو۔ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا یہ

صاحب (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے صدقہ طلب کر رہے ہیں وہ ان کے بارے میں کہنے لگے کہ اس شخص نے ہم سے صدقہ لیا اور ہمیں تنگ کر دیا میں تیرے پاس آیا ہوں کچھ مال طلب کرنے کے لیے۔ کعب بن اشرف کہنے لگا اللہ کی قسم تم اور بھی تنگ ہو گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا بس ہم ان کی اتباع کر چکے ہیں اب ہمیں پسند نہیں کہ ان کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں ایک دو وسق (کھجوریں) قرض دے، کعب بن اشرف کہنے لگا ٹھیک ہے لیکن میرے پاس کوئی چیز رہن رکھو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا تو اپنے پاس کیا چیز رہن رکھنا چاہتا ہے؟ کعب بن اشرف کہنے لگا اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ لو۔ محمد بن مسلمہ کہنے لگے ہم کیسے تمہارے پاس عورتیں رہن رکھ لیں؟ کہ تو سارے عرب میں خوبصورت شخص ہے، اس پر کعب بن اشرف کہنے لگا میرے پاس اپنے بیٹے رہن رکھ لو، محمد بن سلمہ کہنے لگے ہم اپنے بیٹوں کو کس طرح رہن رکھ سکتے ہیں کہ ہماری اولادوں کو لوگ یہ گالی دیں گے کہ تو ایک وسق یا دو وسق کھجوروں کے بدلے رہن رکھا گیا تھا۔ یہ ہمارے لیے شرمندگی ہے بلکہ ہم تمہارے پاس اسلحہ رہن رکھتے ہیں اور محمد بن مسلمہ نے وعدہ کیا کہ اس کے پاس رات کے وقت آئیں گے اور ان کے ساتھ کعب کا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہوگا۔

کعب نے انہیں قلعے میں بلایا، کعب بن اشرف ان کے پاس آنے لگا تو اس کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ اس وقت تو کہاں جا رہا ہے تو کہنے لگا محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی نائلہ آئے ہیں ان کے پاس جا رہا ہوں۔ بیوی کہنے لگی ان کی آواز ایسی ہے جیسا کہ اس سے خون ٹپک رہا ہو (جیسے قاتل کی آواز ہوتی ہے) کعب بن اشرف کہنے لگا کہ یہ میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور رضاعی بھائی ابو

نائلہ ہیں اور سخی کو رات کے وقت کسی کام کے لیے بلایا جائے تو حاضر ہو جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ دو آدمیوں کے ساتھ کعب بن اشرف کے پاس گئے تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ آجائے تو میں اسے پکڑ لوں گا کہ میں تمہارے بالوں کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں خوشبو سونگھتے ہوئے میں اسے سر سے پکڑ لوں گا تو تم اسے قتل کر دینا۔ جب کعب بن اشرف آیا تو محمد بن مسلمہ کہنے لگے کہ آج کی خوشبو جیسی میں نے اچھی خوشبو نہیں دیکھی، اس پر کعب کہنے لگا کہ میرے نکاح میں وہ عورت ہے جو عرب میں سب سے زیادہ خوشبو کو پسند کرنے والی ہے۔ عمرو کہنے لگا (محمد بن مسلمہ کا ساتھی) تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے سر کو سونگھوں؟ کعب کہنے لگا، ہاں، عمرو نے سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھوایا۔ پھر کہنے لگا تو پھر مجھے سونگھنے کی اجازت دیتا ہے؟ کعب نے کہا، ہاں اس مرتبہ اس کے سر کے بالوں سے پکڑ لیا اور اپنے دوستوں سے کہا اسے مارو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اس کے قتل کے خلاف وفد کی صورت میں حاضر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل میں علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

5- ''ففزعت یھود و من معھا من المشرکین فجاء وا الی النبی ﷺ حین اصبحوا فقالوا: قد طرق صاحبنا اللیلة و ھو سید من ساد اتنا قتل غیلة بلا جرم ولا حدث علمناہ فقال رسول اللہ ﷺ انہ لو قر کما قر غیرہ ممن ھو علی مثل رایہ ما اغتیل ولکنہ نال منا الاذی وھجانا بالشعر ولم یفعل ھذا

احد منکم الا کان له للسیف ودعاهم رسول اللہ ﷺ الی ان یکتب بینهم کتابا ینتهون الی مافیه فکتبوا بینهم تحت العذق فی دار رملة بنت الحارث فحذرت یهود و خافت و ذلت من یوم قتل ابن الاشرف"۔ (المغازی جلد 1 صفحہ 72)

یہود اور دیگر مشرکین اس واقعہ سے سخت خوفزدہ ہوئے اور صبح کے وقت حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے سردار کو رات کے وقت بغیر کسی جرم اور واقعہ کے دھوکے کے ساتھ قتل کر دیا گیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے دھوکے کے ساتھ اور بلا جرم قتل نہیں کیا گیا بلکہ اس نے شعروں کے ساتھ ہماری ہجو کی ہے جو بھی اس طرح کرے گا اس کے لیے تلوار ہے۔ اس کے بعد ان کو بلا کر رملہ بنت حارث کے گھر میں معاہدہ لکھا اس پر یہود سخت خوفزدہ ہوئے اور کعب بن اشرف کے قتل کے دن سے ان کو ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

6- "حدثنا مسدد حدثنا یوسف بن الماجشون عن صالح بن ابراهیم بن عبد الرحمن بن عوف عن ابیه عن جده قال بینا انا واقف فی الصف یوم بدر فنظرت عن یمینی و عن شمالی فاذا انا بغلامین من الانصار حدیثة اسنانهما تمنیت ان اکون بین اضلع منهما فغمزنی احدهما فقال یا عم هل تعرف ابا جهل قلت نعم ما حاجتك الیه یا بن اخی قال اخبرت انه یسب رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیده لئن رایته لا یفارق سوادی سواده حتی یموت الاعجل منا فتعجبت لذلك فغمزنی الآخر فقال لی مثلها فلم انشب ان نظرت الی ابی جهل یجول فی الناس قلت الا ان هذا صاحبکما الذی

سالتمانی فابتدراہ بسیفیھما فضرباہ حتی قتلاہ ثم انصرفا الی رسول اللہ ﷺ فاخبراہ فقال ایکما قتلہ قال کل واحد منھما انا قتلتہ فقال ھل مسختما سیفیکما قالا لا فنظر فی السیفین فقال کلا کما قتلہ"۔(صحیح بخاری۔جلد 1 صفحہ 444)

عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ یوم بدر میں صف میں کھڑا تھا میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا۔انصار کے دو کم سن بچے کھڑے ہیں' میں نے تمنا کی کاش میں ان سے مضبوط کے درمیان ہوتا ان میں سے ایک نے مجھے اشارہ کر کے پوچھا کہ اے چچا کیا آپ ابو جہل کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا' ہاں! آپ کا کیا کام ہے؟ کہنے لگا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔اللہ کی قسم اگر میں اسے دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کا کام تمام نہ کر دے۔عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے دوسرے لڑکے نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔میں نے ابو جہل کی طرف دیکھا جو لوگوں کے درمیان پھر رہا تھا۔ان لڑکوں سے کہا یہ ہے وہ شخص جس کا تم مجھ سے سوال کرتے تھے وہ دونوں لڑکے اس کی طرف جلدی سے دوڑے اور اپنی تلواروں سے اسے قتل کر دیا پھر حضور ﷺ کے پاس آ کر حضور ﷺ کو اس کی خبر دی۔حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اپنی تلواریں صاف کر دی ہیں۔عرض کرنے لگے نہیں حضور ﷺ نے ان کی تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔

7- "ان رجلا کان یسبہ ﷺ فقال (من یکفینی عدوی؟) فقال خالد

انا فبعثه النبی ﷺ فقتله"۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔جلد 2 صفحہ 195)

ایک بندہ جو حضور ﷺ کو برا بھلا کہتا تھا حضور ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو میرے دشمن کو کفایت کر جائے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا' میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ نے انہیں بھیجا اور انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا۔

8- "عن رجل، من بلقین، قال: کانت امراۃ تسب النبی ﷺ فقال: من یکفینی عدوتی فخرج خالد بن الولید فقتلها"۔

(مصنف عبدالرزاق جلد 5 صفحہ 307)

بلقین کے ایک شخص سے روایت کیا گیا ایک عورت جو حضور ﷺ کو گالیاں دیتی تھی حضور ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کون ہے جو میری اس دشمن کے لیے کفایت کر جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

9- "عبدالرزاق عن ابن جریج عن رجل عن عکرمۃ مولی بن عباس ان النبی ﷺ سبه رجل فقال من یکفینی عدوی فقال الزبیر انا فبارزہ فقتله الزبیر فاعطاہ النبی ﷺ سلبه"۔

(مصنف عبدالرزاق جلد 5 صفحہ 307)

عکرمہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کو ایک شخص نے گالی دی حضور ﷺ نے فرمایا اسے قتل کرنے کے لیے کون ہے حضرت زبیر نے کہا میں پھر حضرت زبیر نے اسے قتل کیا تو حضور ﷺ نے اس گستاخ مقتول کا ساز و سامان حضرت زبیر کو ہی عطا فرمایا۔

10- "امر بقتل جماعة ممن کان یؤذیه من الکفار و یسبه کالنضر بن الحارث و عقبة بن ابی معیط و عهد بقتل جماعة منهم قبل الفتح و بعده فقتلوہ الا من بادر باسلامه قبل القدرۃ

علیہ"۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔جلد2 صفحہ 195)

کفار کی ایک جماعت جو حضور ﷺ کو اذیت دیتی اور ان کو گالیاں دیتی جس طرح کہ نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط ان کے بارے میں حضور ﷺ نے قتل کا حکم دیا اسی طرح کفار کی ایک جماعت کے قتل کا فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں وعدہ لیا گیا، ان کو قتل کیا گیا ہاں جو پکڑے جانے سے پہلے پہلے اسلام لے آئے بچ گئے۔

11- "ان ایوب بن یحییٰ خرج الی عدن فرفع الیہ رجل من النصاریٰ سب النبی ﷺ فاستشار فیہ عبدالرحمن بن یزید الصنعانی ان یقتلہ فقتلہ"۔(مصنف عبدالرزاق جلد5 صفحہ 307)

ابو ایوب بن یحییٰ عدن گئے وہاں پر ایک عیسائی کو پیش کیا گیا جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تھی۔آپ نے اس کے بارے میں اشارہ کیا عبدالرحمٰن بن یزید صنعانی (گورنر عدن) کی طرف کہ اس کو قتل کیا جائے پس اس کو قتل کر دیا گیا۔

12- "حدثنی یعقوب قال حدثنا ہیثم قال، اخبرنا ابوبشر عن سعید بن جبیر: ان رسول اللہ ﷺ قتل یوم بدر ثلاثۃ رھط من قریش صبراً: المطعم بن عدی، والنضر بن الحارث و عقبۃ بن ابی معیط، قال: فلما امر بقتل النضر، قال المقداد بن الاسود: اسیری یا رسول اللہ !قال: انہ کان یقول فی کتاب اللہ و فی رسولہ ما کان یقول !قال: فقال ذلک مرتین اوثلاثا فقال رسول اللہ ﷺ: اللھم عن المقداد من فضلک!و کان المقداد اسر النضر"۔(مراسیل ابی داؤد جلد1 صفحہ 393)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر مطعم

بن عدی نضر بن حارث عقبہ بن ابی معیط کا قید میں قتل کا حکم دیا' جب نضر کے قتل کا حکم ہوا تو مقداد بن اسود کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا قیدی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کتاب اللہ اور اللہ کے رسول کے بارے میں جو کچھ (برا بھلا) کہتا تھا تو جانتا ہے بیان کرتے ہیں کہ یہ آپ نے دو یا تین مرتبہ کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ مقداد کو اپنے فضل سے غنی کر دے اور حضرت مقداد نضر کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہو گئے تھے۔

13- ''ان النبی ﷺ قال من تعمد علی کذبا فلیتبوا مقعدہ من النار'' (صحیح مسلم۔ جلد 1 صفحہ 7)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

14- ''ان الرجل کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا والزبیر الیہ لیقتلاہ''۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔ جلد 2 صفحہ 195)

روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اس کے قتل کے لیے بھیجا۔

15- ''عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال: جاء رجل الی قوم فی جانب المدینۃ فقال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرنی ان احکم برائی فیکم فی کذا و فی کذا و قد کان خطب امراۃ منھم فی الجاھلیۃ فابوا ان یزوجوہ فذھب حتی نزل علی المراۃ فبعث القوم الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال: کذب عدواللہ ثم ارسل رجلا فقال: ان انت وجدتہ حیا فاضرب عنقہ وما اراك تجدہ حیا وان وجدتہ میتا فحرقہ' فانطلق الرجل فوجدہ قدلدغ فمات

فحرقه فعند ذلك قال النبی ﷺ من كذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار"۔(مشکل الآثار للطحاوی۔ جلد1 صفحہ 165)

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مدینہ منورہ کی طرف سے ایک قوم کی طرف آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہاں پر امیر بنا کر بھیجا ہے کہ میں تم میں اپنی رائے کے مطابق اس اس طرح فیصلہ کروں اور اس نے ایک عورت کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں منگنی کی تھی لیکن اس کے ساتھ اس عورت کی شادی سے انکار کر دیا گیا تھا۔ پس وہ گیا یہاں تک کہ اس عورت کے پاس چلا گیا۔ اس قوم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ پھر آپ نے دو آدمیوں کو بھیجا اور ان سے کہا اگر تمہیں وہ زندہ ملے تو اس کی گردن مار دینا (قتل کر دینا) اور میرا نہیں خیال کہ تم اسے زندہ پاؤ گے اگر تمہیں مردہ ملے تو اسے جلا ڈالنا جب وہ شخص گیا تو اس حال میں پایا کہ اسے کسی چیز نے ڈسا تھا جس کی وجہ سے وہ مر چکا تھا پس اسے جلا ڈالا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

-16 "جاء رجل الی رسول الله ﷺ فقال: یا رسول الله انی سمعت ابی یقول فیك قبیحا فقتلته فلم یشق ذلك علیه"۔

(اسد الغابہ۔ جلد 4 صفحہ 287)

روایت کی گئی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے باپ کو آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے ہوئے سنا تو اسے قتل کر دیا۔ حضور ﷺ پر یہ بات (باپ کا قتل کرنا) کچھ شاق نہ گزری۔

-17 "لان ابا عبیدة بن الجراح رضی الله عنه قتل اباه و قال

لرسول الله ﷺ سمعته يسبك ولم ينكره عليه"۔

(المجموع۔جلد 19 صفحہ 295)

حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی (قتل کی وجہ بتائی) میں نے اس کو سنا یہ آپ کو گالیاں دیتا تھا' اور آپ ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

18- "حدثني عبدالله بن الحارث، عن ابيه ان عصماء بنت مروان من بني امية بن زيد كانت تحت يزيد بن زيد بن حصن الخطمي و كانت تؤذي النبي ﷺ و تعيب الاسلام و تعرض على النبي ﷺ و قالت شعرا:

فباست بني مالك والنبيت و عوف وباست بني الخزرج
اطعتم اناوى من غيركم فلا من مراد ولا مذحج
ترجونه بعد قتل الرؤس كما يترجى مرق المنضج

قال عمير بن عدى بن خرشة بن امية الخطمي حين بلغه قولها و تحريضها: اللهم ان لك على نذرا لئن رددت رسول الله ﷺ الى المدينة لاقتلنها و رسول الله ﷺ يومئذ ببدر فلما رجع رسول الله ﷺ من بدر جاء ها عمير بن عدى فى جوف الليل حتى دخل عليها فى بيتها، و حولها نفر من ولدها نيام منهم من ترضعه فى صدرها، فجسها بيده فوجد الصبى ترضعه فنحاه عنها، ثم وضع سيفه على صدرها حتى انفذه من ظهرها، ثم خرج حتى صلى مع النبى ﷺ بالمدينة۔ فلما انصرف النبى ﷺ نظر الى عمير فقال اقتلت بنت مروان؟ قال نعم بابى انت يا

رسول اللہ۔ و خشی عمیر ان یکون افتات علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقتلھا فقال ھل علی فی ذلك شیء یا رسول اللہ؟ قال لا ینتطح فیھا عنزان فان اول ما سمعت ھذہ الکلمۃ من النبی ﷺ فالتفت النبی ﷺ الی من حولہ فقال اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ و رسولہ بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انظروا الی ھذا الاعمی الذی تشدد فی طاعۃ اللہ فقال لا تقل الاعمی، ولکنہ البصیر، فلما رجع عمیر من عند رسول اللہ ﷺ وجد بینھا فی جماعۃ یدفنونھا۔ فاقبلوا الیہ حین راوہ مقبلا من المدینۃ، فقالوا: یا عمیرا انت قتلتھا؟ فقال نعم فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون فوالذی نفسی بیدہ لو قلتم باجمعکم ما قالت لضربتکم بسیفی ھذا حتی اموت او اقتلکم فیومئذ ظھر الاسلام "۔ (مغازی۔جلد 1 صفحہ 161)

اسماء بنت مروان خطمی نبی علیہ السلام کو ایذاء دیتی تھی (گستاخی کرتی تھی) اور اسلام میں عیب نکالتی اور نبی علیہ السلام کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتی اور (مذکورہ گستاخانہ) اشعار (حضور ﷺ کے خلاف) کہے۔جب حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے اشعار اور لوگوں کو بھڑکانے کی بابت پتہ چلا تو آپ نے یہ منت مانی کہ اے اللہ میں یہ منت مانتا ہوں کہ اگر رسول اللہ ﷺ (بخریت) مدینہ طیبہ لوٹ آئے تو میں اس کو ضرور قتل کروں گا۔رسول اللہ ﷺ ان دنوں بدر میں تھے پس جب رسول اللہ ﷺ (بخریت) بدر سے واپس لوٹ آئے تو عمیر بن عدی اس عورت

کے گھر ایک رات اس حال میں داخل ہوئے کہ اس عورت کے بچے اس کے ارد گرد سو رہے تھے اور ان میں سے ایک بچہ اس کا دودھ پی رہا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر محسوس کیا تو بچے کو اس کے سینے پر دودھ پیتے پایا اور اس بچے کو اس سے الگ کیا اور اپنی تلوار اس کی چھاتی میں اس طرح دبائی کہ وہ اس کی کمر سے جا نکلی۔ پھر وہاں سے واپس نکلے یہاں تک کہ صبح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں ادا کی پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آپ نے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تو نے بنت مروان کو مار ڈالا ہے؟ آپ نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ایسا ہی ہے۔ (میں نے اسے مار ڈالا ہے) حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈر گئے کہ اس قتل پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز پرس کریں گے۔ چنانچہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس قتل کی وجہ سے مجھ پر کوئی شے (سزا) ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے معاملے میں تو دو بکریوں کے سینگ بھی نہیں ٹکرائیں گے (یعنی کوئی باز پرس نہیں ہو گی) راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ الفاظ (دو بکریوں کے سینگ بھی نہیں ٹکرائیں گے) پہلی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ ایسے شخص کی طرف دیکھو کہ جس نے پیٹھ پیچھے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: اس اندھے کو دیکھو جو اللہ کی اطاعت میں کتنا متشدد ہے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو اندھا نہ کہو بلکہ یہی تو

بصارت والا ہے۔جب حضرت عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اٹھ کر واپس لوٹ رہے تھے تو اس کے بیٹوں کو لوگوں کے ساتھ اسے دفن کرتا پایا۔پس وہ لوگ حضرت عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مدینہ طیبہ سے واپس لوٹتا دیکھ کر ان کے پاس آگئے اور پوچھا: اے عمیر کیا تو نے اس کو قتل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں' آؤ مجھے پکڑ لو اور مجھے نہ چھوڑنا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو کچھ اس نے کہا تھا (جو گستاخی کی تھی) اگر تم سارے بھی وہی کہو تو میں تمہیں اپنی تلوار سے قتل کروں گا خود مرجاؤں گا یا تم سب کو مارڈالوں گا۔راوی کہتے ہیں یہ وہ دن تھا کہ جس دن اسلام کی حقانیت ظاہر ہوگئی۔

19- ''عن عكرمة حدثنا ابن عباس ان اعمى كانت له ام ولد تشتم النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تقع فيه فينهاها فلا تنتهى ويزجرها فلا تنزجر قال: فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع فى النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تشتمه فاخذ المغول فوضعه فى بطنها واتكا عليها فقتلها فوقع بين رجليها طفل فلطخت ماهناك بالدم فلما اصبح ذكر ذلك لرسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجمع الناس فقال انشد الله رجلا فعل ما فعل لى عليه حق الاقام فقام الاعمى يتخطى الناس و هو يتزلزل حتى قعد بين يدى النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال يا رسول الله انا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فانهاها فلا تنتهى وازجرها فلا تنزجرولى منها ابنان مثل اللؤلوتين و كانت بى رفيقة فلما كانت البارحة جعلت تشتمك و تقع فيك فاخذت المغول فوضعته فى بطنها واتكات عليها حتى قتلتها فقال النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الا اشهدوا ان دمها هدر "۔(سنن ابی داؤد۔جلد 2 صفحہ 243)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اندھے آدمی کی ام ولد (لونڈی) تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتی تھی وہ بندہ اس کو منع کرتا وہ نہ رکتی اسے جھڑکتا لیکن وہ نہ مانتی ایک رات وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جب برائی کے کلمات کہنے لگی تو اس اندھے نے تلوار لی' اس کے پیٹ میں رکھی اور اس پر زور ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔اس کے پاؤں میں بچہ گرا اور خون آلود ہو گیا۔پس جب صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس شخص کو جس نے یہ کام کیا ہے جس پر میرا کوئی حق ہے وہ کھڑا ہو جائے چنانچہ وہ اندھا کھڑا ہوا اور لوگوں کو چیرتا ہوا اور لرزہ براندام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس لونڈی کا مالک ہوں۔یہ آپ کو گالیاں دیا کرتی اور برے کلمات سے یاد کرتی تھی میں اسے روکتا نہ رکتی اسے جھڑکتا باز نہ آتی اور اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے ہیں اور یہ میری رفیقہ حیات تھی گذشتہ رات جب اس نے آپ کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے تلوار اٹھائی اس کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور اسے قتل کر دیا۔پس اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم گواہ ہو جاؤ اس (گستاخہ) کا خون رائیگاں گیا ہے۔

20- "حدثنا عثمان بن ابی شیبة و عبدالله بن الجراح عن جریر عن مغیرة عن الشعبی عن علی رضی الله عنه ان یهودیة کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دمها۔"(سنن ابی داؤد۔جلد 2 صفحہ 243)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی اور ان کے بارے میں نازیبا کلمات کہتی ایک مسلمان نے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے مار دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔

21- ''ان اباعفك شيخا كبيرا من بنى عمرو بن عوف و قد بلغ عشرين و مائة سنة حين قدم النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الى المدينة فكان يحرض على عداوة النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فى شعره ولم يدخل فى الاسلام فنذر سالم بن عمير قتله فطلب غرته حتى قتله و ذلك بامر النبى صلی اللہ علیہ وسلم''۔(طبقات ابن سعد۔جلد 3 صفحہ 480)

ابوعفک بن عمرو بن عوف (یہودی قبیلہ) کا ایک بوڑھا شخص تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہ اپنے اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی پر لوگوں کو ابھارتا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کی نذر مانی اور تلاش کر کے قتل کر دیا۔

22- ''واما الحويرث بن نقيذ من ولد قصى، فانه كان يؤذى النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاهدر دمه فبينا هو فى منزلة يوم الفتح قد اغلق بابه عليه واقبل على رضى الله عنه يسال عنه؟ فقيل هو فى البادية۔ فاخبر الحويرث انه يطلب و تنحى على رضى الله عنه عن بابه فخرج الحويرث يريد ان يهرب من بيت آخر فتلقاه على فضرب عنقه''۔(مغازی۔جلد 2 صفحہ 181)

حویرث بن نقیذ جو قصی کی اولاد میں سے تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتا (گستاخی کرتا تھا) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ فتح مکہ کے دن وہ ایک گھر میں تھا تو گھر والوں نے اسے گھر میں چھپا دیا پھر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں پوچھتا پایا تو ان کو جواب دیا گیا کہ وہ دیہات کی طرف نکل گیا ہے۔ حویرث کو اس کی خبر دی گئی کہ اسے تلاش کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے پس جیسے ہی حویرث اس نیت سے نکلا کہ وہ کسی دوسرے گھر میں جا کر چھپ جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس کی گردن ماردی (قتل کر دیا)۔

23- ''عن انس بن مالك: ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مكة يوم الفتح وعلى راسه مغفر فلما نزعه جاء ه رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الكعبة، قال: اقتلوه''۔ (صحیح البخاری: جلد 1 صفحہ 227)

انس بن مالک سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر پر خود پہنا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خود اتارا ایک آدمی آ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن خطل خانہ کعبہ کے پردوں میں لپٹا ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

ابوداؤد کہتے ہیں ابن خطل کا نام عبداللہ تھا اسے ابو برزہ اسلمی نے قتل کیا تھا۔ ابن خطل نے دو لونڈیاں رکھیں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو (گستاخی) میں گایا کرتی تھیں۔

24- ''وامر بقتل قينتين لابن خطل كانتا تغنينان بهجاء رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (سنن کبریٰ بیہقی۔ جلد 9 صفحہ 121)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن خطل کی دو لونڈیوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجو (گستاخی) میں گایا کرتی تھیں قتل کرنے کا حکم دیا۔

25- ''عن عمرو بن سالم قال: قلت، يا رسول الله ان انس بن زنيم هجاك فاهدر النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دمه''۔ (اسد الغابہ۔ جلد 2 صفحہ 349)

حضرت عمرو بن سالم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انس بن زنیم آپ کی ہجو (گستاخی) کرتا ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے خون کورائیگاں قرار دیا۔

26- ''ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل رجالا بمكة، ممن كان هجوه و يؤذيه وان من بقي من شعراء قريش، ابن الزبعرى و هبيرة بن ابى وهب، قد هربوا''۔ (سیرۃ ابن ہشام۔جلد 2 صفحہ 501' البدایہ والنہایہ جلد 4 صفحہ 423)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں کئی ایسے لوگوں کے قتل کا حکم دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو بیان کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے اور قریش کے شعراء ابن زبعری اور ھبیرہ بن ابی وہب بچ گئے تھے کیونکہ وہ بھاگ گئے تھے۔

27- ''عن عمير بن امية رضى الله عنه، انه كانت له اخت فكان اذا خرج الى النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آذته فيه، و شتمت النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و كانت مشركة، فاشتمل لها يوما على السيف، ثم اتاها فوضعه عليها، فقتلها، فقام بنوها فصاحوا، و قالوا: قد علمنا من قتلها افتقتل امنا و ههنا قوم لهم آباء وامهات مشركون، فلما خاف عمير رضى الله عنه ان يقتلوا بها غير، قاتلها فذهب الى النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبره، فقال قتلت اختك؟ قال: نعم قال: ولم؟ قال: لما كانت تؤذيني فيك، فارسل النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الى بنيها فسالهم فسموا غير قاتلها فاخبرهم النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم به واهدر دمها، فقالوا: سمعا وطاعة''۔ (المعجم الکبیر۔جلد 17 صفحہ 64)

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک مشرکہ بہن تھی جب وہ نبی علیہ السلام کی طرف جاتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ان کو اذیت دیتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی ایک دن یہ تلوار لے کر آئے اور اس کو قتل کر

دیا اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور چیخنے لگے اور کہنے لگے ہمیں پتہ ہے کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے ہماری ماں مار ڈالی گئی جبکہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے ماں باپ مشرک ہیں۔ جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے کسی اور (بے گناہ) کو (قاتل سمجھ کر) قتل کر دیں گے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں اس قتل کی خبر دی پس سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تو نے اپنی بہن کو مار ڈالا؟ آپ نے عرض کی جی ہاں' سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر پوچھا کہ کیوں؟ عرض کی اس لیے کہ وہ آپ کے معاملے میں مجھے اذیت دیتی تھی (آپ کی گستاخی کرتی تھی) پس نبی علیہ السلام نے اس کے بیٹوں کو بلا بھیجا اور ان سے اس کے قاتل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس قتل کے بارے میں بتایا اور اس کا خون ضائع قرار دیا۔ مقتولہ کے بیٹوں نے جب یہ سنا تو کہنے لگے ہم نے قبول کیا اور اطاعت کی۔

28- ''عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ابی رافع الیھودی رجالا من الانصار فامر علیھم عبداللہ بن عتیك و كان ابو رافع یؤذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یعین علیه و كان فی حصن له بارض الحجاز دنوا منه و قد غربت الشمس وراح الناس بسرحھم فقال عبداللہ لا صحابه اجلسوا مكانكم فانی منطلق و متلطف للبواب لعلی ان ادخل فاقبل حتی دنا من الباب ثم تقنع بثوبة كانه یقضی حاجة و قد دخل الناس فھتف به البواب یا عبداللہ ان كنت ترید ان تدخل فادخل فانی ارید ان اغلق الباب فدخلت فمكنت فلما دخل

الناس اغلق الباب ثم علق الا غالیق علی و تد قال فقمت الی الا قالید فاخذتها ففتحت الباب و کان ابو رافع یسمر عنده و کان فی علالی له فلما ذهب عنه اهل سمره صعدت الیه فجعلت کلما فتحت بابا اغلقت علی من داخل قلت ان القوم نذروا بی لم یخلصوا الی حتی اقتله فانتهیت الیه فاذا هو فی بیت مظلم وسط عیاله لا ادری این هو من البیت فقلت یا ابا رافع قال من هذا فاهویت نحو الصوت فاضربه ضربة بالسیف وانا دهش فما اغنیت شیئاً و صاح فخرجت من البیت فامکث غیر بعید ثم دخلت الیه فقلت ماهذا الصوت یا ابا رافع فقال لامك الویل ان رجلاً فی البیت ضربنی قبل بالسیف قال فاضربه ضربة اثخنته ولم اقتله ثم و ضعت طبة السیف فی بطنه حتی اخذ فی ظهره فعرفت انی قتلته فجعلت افتح الابواب بابا بابا حتی انتهیت الی درجة له فوضعت رجلی وانا اری انی قد انتهیت الی الارض فوقعت فی لیلة مقمرة فانکسرت ساقی فعصبتها بعمامة ثم انطلقت حتی جلست علی الباب فقلت لا اخرج اللیلة حتی اعلم اقتلته فلما صاح الدیك قام الناعی علی السور فقال انعی ابا رافع تاجر اهل الحجاز فانطلقت الی اصحابی فقلت النجاء فقد قتل الله ابا رافع فانتهیت الی النبی ﷺ فحدثته فقال ابسط رجلك فبسطت رجلی فمسحها فکانها لم استکها قط"۔ (صحیح البخاری۔ جلد 2 صفحہ 577)

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو رافع یہودی کے قتل کے لیے انصار کے چند افراد کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا: ابو رافع حضور ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ کے خلاف دشمنوں کی مدد کرتا اس وقت وہ حجاز میں ایک قلعہ میں تھا۔ حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے بندے جب اس کے پاس گئے تو سورج غروب ہو گیا تھا اور لوگ آرام کر رہے تھے۔ عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم یہی پر بیٹھے رہو میں جا کر قلعہ کے دربان سے کچھ نرمی کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں۔ شاید میں قلعہ میں داخل ہو جاؤں جب وہ دروازے کے قریب ہوئے تو اپنی چادر اوڑھ کر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح بندہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھتا ہے لوگ قلعہ میں داخل ہوئے تو دربان نے آواز لگائی کہ او اللہ کے بندے اگر تو قلعہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو جلدی آ اور داخل ہو۔ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک کہتے ہیں کہ میں قلعہ میں داخل ہوا تو کنارے پر کھڑا ہو گیا لوگوں کے داخل ہونے کے بعد دربان نے جب دروازہ بند کیا تو چابیاں ایک میخ کے ساتھ لٹکا دیں۔ میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔ ابو رافع کے پاس اوپر والے لوگ قصہ کہانیاں بیان کرتے تھے۔ پھر جب قصہ سنانے والے اس کے پاس سے چلے گئے تو میں دروازوں سے داخل ہونے لگا اور داخل ہونے کے بعد دروازے کو اندر کی جانب سے بند کر دیتا تا کہ جب اسے قتل کروں تو کوئی باہر سے مجھ تک پہنچ نہ سکے۔ جب میں ابو رافع کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان میں اندھیرے کمرے میں لیٹا ہوا تھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان میں ابو رافع کونسا ہے تو میں نے آواز لگائی ابو رافع کہنے لگا کون ہے؟ میں نے آواز والی سمت میں تلوار ماری۔ اس نے چیخ ماری میں گھر سے نکل گیا تھوڑا دور جا کر

میں رکا پھر ابو رافع کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ابو رافع یہ آواز کیسی ہے؟ کہنے لگا او تیری ماں کے لیے ہلاکت ہو کوئی بندہ گھر میں مجھے تلوار مار گیا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر اسے تلوار کے ساتھ مارا لیکن وہ قتل نہ ہوا۔ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار کی نوک رکھ کر زور دیا حتیٰ کہ اس کی پشت سے جا نکلی۔ میں سمجھ گیا کہ اب میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ میں دروازے ایک ایک کر کے کھولتا گیا یہاں تک کہ میں سیڑھی تک پہنچا تو میں سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں میں نے چاندنی رات میں پاؤں رکھا گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی پگڑی کے ساتھ اسے باندھا اور میں چل پڑا پھر جا کر قلعے کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا اور دل میں سوچا کہ رات کو میں لوٹ کر نہیں جاؤں گا تا آنکہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے یا نہیں۔ پس جب صبح ہوئی تو موت کی خبر دینے والے نے بلند آواز سے کہا کہ ابو رافع حجاز کا تاجر مر گیا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کی موت کا یہ اعلان سنا تو میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور ان سے کہا کہ اللہ نے نجات دے دی کہ ابو رافع کو ہلاک کر دیا۔ پھر ہم حضور ﷺ کے پاس گئے' ان سے سارا واقعہ بیان کیا حضور ﷺ نے فرمایا: پاؤں آگے کرو میں نے پاؤں آگے کیا حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیرا تو میرا پاؤں ایسے ہو گیا جیسے کبھی اسے کوئی شکایت ہوئی ہی نہ ہو۔

ان احادیث کے علاوہ نبی پاک ﷺ کے خلفائے راشدین کا بھی گستاخ رسول کے معاملے میں طریقہ کار یہی رہا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا فیصلہ:

- ''وبلغ المهاجر بن ابی امية امير اليمن لابی بكر رضی الله عنه ان امراة هناك فی الردة غنت بسب النبی ﷺ فقطع يدها و

نزع ثنیتها فبلغ ابابکر رضی الله عنه ذلك فقال له لو لا ما فعلت لا مرتك بقتلها لان حدالانبیاء لیس یشبه الحدود“۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔جلد2 صفحہ195)

حضرت مہاجر بن امیہ جو یمن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے ان کے پاس ایک مرتدہ عورت کو لایا گیا جس نے نبی علیہ السلام کی توہین میں گایا تھا۔آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس کے دانت توڑ دیئے ہیں۔یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تو اس عورت کے بارے میں فیصلہ نہ کر دیتا تو میں تجھے اسے قتل کرنے کا حکم دیتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی حدود اور لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔

- ”اتیت ابابکر و قد اغلظ الرجل فرد علیه قال فقلت یا خلیفة رسول الله دعنی اضرب عنقه فقال: اجلس فلیس ذلك لاحد الا لرسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔جلد2 صفحہ196)

حضرت ابوبرزہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک شخص پر غصہ ہوئے تو اس شخص نے آپ کو جواب دیا۔حضرت ابوبرزہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ یا خلیفۃ الرسول مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑادوں تو آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ:

- ”وروی حرب فی مسائلة عن لیث بن ابی سلیم عن مجاهد قال: اتی عمر برجل سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقتله ثم قال عمر: من سب الله

اوسب احد من الانبیاء فاقتلوہ"۔(الصارم المسلول: جلد1 صفحہ 209)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا تھا جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی تھی تو آپ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو برا کہے اسے قتل کردو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ:

- "وروی ان رجلا قال فی مجلس علی: ماقتل کعب بن اشرف الاغدرا، فامر علی بضرب عنقه"۔(تفسیر قرطبی: جلد 8 صفحہ 82)

روایت کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن اشرف (گستاخی کی بناء پر جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کروایا) دھوکہ سے قتل کیا گیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کہنے پر اس شخص کی گردن مارنے کا حکم دیا۔

اجماع امت:

1- "قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المنتقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله و حکمه عند الامة القتل و من شك فی کفره و عذابه کفر"۔

(الشفاء: جلد2 صفحہ 215۔ ردالمحتار: جلد 3 صفحہ 317)

محمد بن سحنون نے فرمایا: علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

2- ”وقال ابو سليمان الخطابي لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلماً“۔(الشفاء: جلد2 صفحہ216)

امام ابوسلیمان الخطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مسلمان کہلانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب (گالی) کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اس کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔

3- ”واجمعت الامة على قتل متنقصه من المسلمين وسابه“۔

(الشفاء: ج2 ص211)

اور امت کا اجماع ہے کہ مسلمان کہلا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سب اور تنقیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

4- ”قال ابوبكر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم على ان من سب النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقتل قال ذلك مالك بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي قال ابو الفضل وهو مقتضى قول ابي بكر الصديق رضى الله عنه ولا تقبل توبته عند هو لاء و بمثله قال ابو حنيفة واصحابه والثوري و اهل الكوفة والا و زاعي في المسلمين لكنهم قالوا هي ردة“۔(الشفاء: جلد2 صفحہ215)

امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا: علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کرے، قتل کیا جائے گا انہی میں سے مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق رحمہم اللہ ہیں اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا یہی مقتضی ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان ائمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے شاگردوں امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی

اسی طرح ہے۔ان کے نزدیک یہ ارتداد ہے۔

5- "ان جميع من سب النبی ﷺ او عابه او الحق به نقصاً فی نفسه او دینه او خصلة من خصاله او غرض به او شبهه بشی علی طریق السب له او الازراء علیه او التصغیر بشانه او الغض منه والعیب له فهو ساب له والحکم فیه حکم الساب یقتل کما نبینه ولا نستثنیٰ فصلاً من فصول هذا الباب علی هذا المقصد ولا نمتری فیه تصریحاً کان او تلویحاً، وهذا کله اجماع من العلماء وائمة الفتویٰ من لدن الصحابة رضوان الله علیهم الی هلم جراً"۔(الشفاء: جلد2 صفحہ214)

بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی یا حضور ﷺ کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ' آپ ﷺ کے نسب یا دین یا آپ ﷺ کی کسی خصلت کی طرف کسی نقص کی نسبت کی یا آپ ﷺ پر طعنہ زنی کی یا جس نے بطریق سب واہانت یا تحقیر شان مبارک یا ذات مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لیے حضور ﷺ کو کسی چیز سے تشبیہ دی وہ حضور ﷺ کو صراحتاً گالی دینے والا ہے'اسے قتل کر دیا جائے ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثناء نہیں کرتے نہ ہم اس میں کوئی شک کرتے ہیں خواہ صراحتاً توہین ہو یا اشارۃً کنایۃً اور یہ سب علماء امت اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک۔

6- "والحاصل انه لا شك ولا شبهه فی کفر شاتم النبی ﷺ وفی استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة"۔

(فتاویٰ شامی حنفی: جلد3 صفحہ321)

خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل

ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) سے یہی منقول ہے۔

-7 ''کل من ابغض رسول اللہ ﷺ بقلبه کان مرتداً فالساب بطریق اولی، ثم یقتل حدا عندنا''۔ (فتح القدیر: جلد 4 صفحہ 407)

جو شخص رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مستحق گردن زدنی ہے۔ پھر (مخفی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا۔

-8 ''ایما رجل مسلم سب رسول اللہ ﷺ او کذبه و عابه او تنقصه فقد کفر باللہ و بانت منه زوجته''۔ (کتاب الخراج۔ صفحہ 182)

جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کو سب کرے یا تکذیب کرے یا عیب لگائے یا آپ کی تنقیص شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب ہو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔

-9 ''اذا عاب الرجل النبی ﷺ فی شیء کان کافراً کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی ﷺ شعیر فقد کفر و عن ابی حفص الکبیر من عاب النبی ﷺ بشعرة من شعرته الکریمة فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر''۔

(فتاویٰ قاضی خان: جلد 4 صفحہ 882)

کسی شے میں حضور ﷺ پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا: اگر کوئی حضور ﷺ کے بال مبارک کو ''شعر'' کے بجائے (بصیغۂ تصغیر) ''شعیر'' کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا، اور امام ابوحفص الکبیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور ﷺ کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی

عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد نے "مبسوط" میں فرمایا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینا کفر ہے۔

10- "ولا خلاف بين المسلمين ان من قصد النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذلك فهو ممن ينتحل الاسلام انه مرتد يستحق القتل"۔

(احکام القرآن للجصاص: جلد 3 صفحہ 106)

کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت و ایذارسانی کا قصد کی اور وہ مسلمان کہلاتا ہے، وہ مرتد مستحق قتل ہے۔

فقہ حنفی:

تنویر الابصار اور در مختار فقہ حنفی مستند کتابوں میں یہ عبارت درج ہے:

* "كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقاً"۔ (رد المحتار: جلد 4 صفحہ 231)

جو مسلمان مرتد ہوا اس کی توبہ قبول کی جائے گی سوائے اس کافر و مرتد کے جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کو گالی دے تو اسے حداً قتل کیا جائے گا اور مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

امام ابن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

* "والذي عندي ان سبه او نسبه ما لا ينبغي الى الله تعالىٰ ان كان مما لا يعتقدونه كنسبة الولد الى الله تعالىٰ وتقدس عن ذلك اذا اظهره يقتل به وينتقض عهده"۔ (فتح القدیر: جلد 5 صفحہ 303)

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا غیر مناسب چیز اللہ کی طرف منسوب کی جو ان کے عقائد (یعنی مسلمانوں کے عقائد) سے

خارج ہے جیسے اللہ کی طرف بیٹے کی نسبت کرنا حالانکہ وہ اس سے پاک ہے جب وہ ایسی چیزوں کا اظہار کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کا ذمہ (عہد حفاظت) ٹوٹ جائے گا۔

فقیہ شام علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

* "والحاصل انه لا شك ولا شبهة فی كفر شاتم النبی و فی استباحته قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة"۔
* "خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ کرام (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم سے یہی منقول ہے"۔

فقہ مالکی:

* "من سب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او شتمه او تنقصه قتل مسلماً كان او كافراً ولا يستتاب"۔

جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا آپ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ کی شان اقدس میں تنقیص و تحقیر کا ارتکاب کیا چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوگی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ ہارون الرشید نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی و بے ادبی اور طعن و تشنیع کرنے والے شخص کی سزا کے متعلق پوچھا اور یہ بتایا کہ بعض فقہاء نے اس شخص کو کوڑے لگانے کا فتویٰ دیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کے چہرے پر غیض وغضب کے آثار ظاہر ہو گئے اور غضبناک ہو کر فرمانے لگے:

* ''یاامیر المومنین ما بقاء الامة بعد شتم نبیھا من شتم الانبیاء قتل ومن شتم اصحاب النبی جلد''۔

اے امیر المومنین ! امت کی بقاء اور سلامتی (زندہ رہنے کا) کیا جواز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے کے بعد باقی رہ جاتا ہے۔ جس نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی اس کو قتل کر دیا جائے گا اور جس نے اصحاب کو گالی دی اس کو کوڑے مارے جائیں۔

فقیہ اندلس علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے گستاخ رسول کی سزائے موت پر کتاب ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ'' میں مستقل ابواب تحریر فرما کر اجماع امت بیان فرمایا ہے:

* ''و ھذا کلہ اجماع من العلماء وائمة الفتویٰ من لدن الصحابة رضی اللہ عنھم الی ھلم جراً''۔ (الشفاء: جلد 2 صفحہ 933)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک علماء اور ائمہ فتویٰ کے مابین اس بات پر اجماع ہے کہ شاتم رسول مستحق قتل ہے۔

فقہ حنبلی:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

* ''کل من شتم النبی او تنقصہ مسلماً کان او کافرا فعلیہ القتل''۔

(الصارم المسلول: صفحہ 525)

ہر وہ شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کرے یا آپ کی تنقیص وتحقیر کرے خواہ مسلمان ہو یا کافر اس پر سزائے قتل لازم ہے۔

علامہ ابن تیمیہ حنبلی ہیں جنہوں نے گستاخ رسول کی سزائے موت پر مستقل کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

کے مذہب کو واضح فرمایا ہے۔ وہ بھی اس پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر کرتے ہیں:

✱ "واما اجماع الصحابة فلان ذلك نقل عنهم فی قضا یا متعددة ینتشر مثلها و یستفیض۔ ولم ینکر ها احدمنهم فصارت اجماعاً"۔ (الصارم المسلول صفحہ 200)

مذکورہ مسئلہ پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا ثبوت یہ ہے کہ یہی بات (گستاخ رسول واجب القتل ہے) ان کے بہت سے فیصلوں سے ثابت ہے۔ مزید برآں ایسی چیزیں مشہور ہو جاتی تھیں لیکن اس کے باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ یہ ان کے اجماع پر بین دلیل ہے۔

فقہ شافعی:

امام ابوبکر فارسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخی کرنے والے کو بطور حد قتل کرنے کا اجماع امت بیان کیا ہے:

✱ "قد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حدا من سب النبی القتل کما ان حدا من سب غیره الجلد و هذا الاجماع الذی حکاه محمول علی الصدر الاول من الصحابة والتابعین او انه اجماعهم علی ان ساب النبی یجب قتله اذا کان مسلما"۔ (الصارم المسلول: صفحہ 3)

امام ابوبکر فارسی جو اصحاب شافعی میں سے ہیں انہوں نے امت مسلمہ کا اجماع بیان کیا ہے کہ جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی اس کی سزا حداً قتل ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی نے گالی دی تو اس کی سزا کوڑے لگانا ہے۔ یہ اجماع قرون اولیٰ کے صحابہ و تابعین کے اجماع پر محمول ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا مسلمان ہے تو اس کے وجوب قتل پر اجماع ہے۔

امام تقی الدین علی السبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی گستاخ رسول کی سزائے موت پر مستقل کتاب ''السیف المسلول علی من سب الرسول'' تحریر فرمائی اور اس میں اجماع امت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

* ''اجماع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی یقتل و ممن قال ذلك مالك بن انس واللیث واحمد و اسحاق و مذهب الشافعی و مقتضی قول ابی بکر''۔ (السیف المسلول علی من سب الرسول۔ صفحہ 65)

تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کو قتل کرنا لازم ہے اور ان میں امام مالک، امام اللیث اور امام احمد، امام اسحاق بھی شامل ہیں اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔

فقہ جعفریہ وامامیہ:

* ''اجمع الفقهاء الامامیة قولا واحدا علی ان من سب الرسول الاعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعوذ باللہ یجب علی ان یقتله مالم یخف الضرر علی نفسه، او غیره من اهل الایمان''۔ (فقہ امام جعفر صادق۔ جلد 6 صفحہ 288)

فقہاء امامیہ کا اس ایک قول پر اجماع ہے کہ جو شخص نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے سننے والے پر اس کا قتل واجب ہے اگر اسے اپنی جان کے نقصان کا یا اہل ایمان میں سے کسی کی جان کے نقصان کا خوف نہ ہو۔

* ''فقد سئل الامام الصادق (علیہ السلام) ذلك؟ قال: یقتله الادنی والادنی ای ممن سمعه قبل ان یفع الی الامام''۔

(فقہ امام جعفر صادق۔ جلد 6 صفحہ 289)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔آپ نے فرمایا:
اے ادنیٰ قتل کرے گا اور ادنیٰ وہ ہے جو سنے امام (قاضی) کے پاس
لے جانے سے پہلے۔

* "وقال رجل للامام ابی جعفر الصادق(علیہ السلام): ارایت لو ان رجلا سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایقتل ؟ فقال له: ان لم تخلف علی نفسك فاقتله"۔(فقہ امام جعفر صادق۔جلد 6 صفحہ 289)

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے تو اسے قتل کر دیا جائے گا؟ فرمایا: اگر تمہیں اپنی جان پر خوف نہ ہو تو اسے قتل کر دو۔

ماورائے عدالت قتل اور فقہ اسلامی:

(جو شخص شرعاً واجب القتل و مباح الدم ہو یعنی اس کو قتل کرنا ضروری ہو اور اس کا خون مباح ہو اس کو اگر کوئی شخص قضائے قاضی سے پہلے ہی قتل کر دے تو قاتل پر کوئی قصاص یا دیت لازم نہیں آئے گی' کیونکہ قصاص یا دیت آدمی کی عزت و حرمت کی وجہ سے لازم ہوتے ہیں جب مرتد یا واجب القتل کی کوئی عزت و حرمت ہی نہیں تو اس کو قتل کرنے کی وجہ سے کوئی قصاص یا دیت لازم نہیں آئے گی۔

اس مسئلہ میں چاروں مذاہب کے چاروں فقہائے کرام یعنی ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک' امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع و اتفاق ہے)۔ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک' امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ یعنی فقہ حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی میں یہ شرعی حکم ہے کہ اگر ایسا شخص جس کا قتل شرعاً مباح ہو یعنی اس کی سزا "سزائے موت" ہو جیسے مرتد اس کو اگر

کوئی آدمی ماورائے عدالت قتل کرڈالے یعنی قاضی وجج کے حکم کے بغیر قتل کرڈالے تو اس پر قصاص نہیں یعنی اسے سزائے موت شرعاً نہیں دی جاسکتی۔

* ''ومن قتل حلال الدم لا شیء علیہ کمن قتل مرتداً''۔

(المبسوط: جلد6 صفحہ 121)

جس شخص نے حلال الدم (جس کو قتل کرنا جائز ہو) کو قتل کیا اس پر کوئی شے نہیں (کوئی سزا نہیں) جیسا کہ کوئی شخص مرتد کو قتل کردے۔

* ''لو قتل المسلم مرتداً لم یکن علیہ شیء''۔(الام: جلد6 صفحہ 66)

اگر کوئی مسلمان کسی مرتد کو قتل کردے تو اس قاتل پر کوئی الزام نہیں۔

* ''من قتل مرتداً قبل ان یستتاب او جرحہ فاسلم ثم مات من الجرح فلا قود ولا دیۃ''۔(مختصر المزنی: جلد1 صفحہ 275)

جس شخص نے مرتد کو اس کے توبہ کرنے سے پہلے پہلے قتل کردیا یا زخمی کردیا اس کے بعد وہ مرتد اسلام لے آیا پھر اس زخم کی وجہ سے مرگیا تو قاتل پر یا زخمی کرنے والے پر نہ قصاص لازم ہے اور نہ ہی دیت۔

* ''لا یجب القصاص بقتل حربی مرتداً ولا زان محصن وان القاتل ذمیا وھو المذھب وعلیہ الاصحاب وقال فی الرعایۃ و تبعہ فی الفروع و یحتمل قتل ذمی واشار بعض اصحابنا الیہ قالہ فی الترغیب لان الحدلنا والامام نائب نقلہ فی الفروع: فعلی المذھب: لادیۃ علیہ ایضاً جزم بہ فی المحرر والوجیز والفروع وغیرھم۔

و علی المذھب: یعزر فاعل ذلک للافتیات علی ولی الامر کمن قتل حربیا وفی عیون المسائل: لہ تعزیرہ۔

فائدة: قال فی فروع: فکل من قتل مرتداً او زانیا محصنا ولو توبته عند حاکم والمراد: قبل التوبة قاله صاحب الرعایة: فهدر وان کان بعد التوبة ان قبلت ظاهراً: فکاسلام طاری "۔(الانصاف: جلد 3 صفحہ 462۔باب شروط القصاص)

حربی، مرتد اور شادی شدہ زانی کو قتل کرنے کی وجہ سے قصاص لینا واجب نہیں ہوگا اگرچہ قاتل ذمی ہی ہو، یہی مختار مذہب ہے اور ہمارے اصحاب کا فتویٰ بھی اسی پر ہے) اور "رعایہ" میں یہ ہے اور اسی کی اتباع "فروع" کتاب میں کی گئی ہے کہ ذمی کے قتل میں بھی یہی احتمال ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ "ترغیب" میں اس بات کے بارے میں کہا ہے کہ حدیں ہمارے لیے ہیں اور امام نائب ہے (جریان حد کے لیے) اس بات کو "فروع" کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔مذہب حنبلی کے مطابق: اس پر دیت بھی نہیں اور اتفاق ظاہر کیا ہے اسی بات پر "محرر" وجیز "فروع" اور ان کے علاوہ دیگر کتب میں۔مذہب حنبلی کے مطابق ایسا کرنے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی اس لیے کہ وہ معاملے کو اولی الامر کے پاس نہیں لے کر گیا جیسا کہ حربی کو قتل کرنے والے کے لیے حکم ہے۔ فائدہ: فروع میں کہا ہے ہر وہ شخص جس نے مرتد کو قتل یا شادی شدہ زانی کو قتل کیا اگرچہ اس کے توبہ کرنے سے قبل کیا پس اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ اگرچہ توبہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس نے بظاہر اسلام قبول کیا پس اس کا حکم اسلام طاری (مجبوراً اسلام قبول کرنے والا) کی طرح ہوگا۔

- "لا یجب القصاص بقتل حربی لا نعلم فیه خلافا ولا یجب بقتله دیة ولا کفارة لانه مباح الدم علی الاطلاق اشبه

الخنزیر ولان اللہ تعالیٰ امر بقتلہ فقال اللہ تعالیٰ"۔اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم و سواء کان القاتل مسلما او ذمیا لماذ کرنا و کذلک المرتد لا یجب بقتلہ قصاص ولا دیۃ ولا کفارۃ وان قتلہ الذمی۔ (الشرح الکبیر جلد 9 صفحہ 51۔باب شروط القصاص)

پس قصاص واجب نہیں ہوگا حربی کے قتل کے ساتھ۔ہم اس میں اختلاف نہیں جانتے اور حربی کے قتل کرنے سے نہ تو دیت واجب ہے اور نہ کفارہ کیونکہ یہ مباح الدم علی الاطلاق (یعنی مطلقاً اس کا قتل کرنا جائز ہے) اس لیے کہ اس کی مشابہت خنزیر کے ساتھ ہے اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان"مشرکین کو جہاں جیسے پاؤ قتل کرو" برابر ہے کہ قتل کرنے والا مسلمان ہو یا ذمی ہو اور اسی طرح مرتد کا حکم ہے کہ اس کو قتل کرنے کی وجہ سے قاتل پر کوئی قصاص، دیت یا کفارہ واجب نہیں ہوگا اگرچہ ذمی ہی نے اسے کیوں نہ قتل کیا ہو۔

✷ "الثانی: عصمۃ المقتول بان لا یکون مھدر الدم فلا کفارۃ ولا دیۃ علی قاتل حربی او مرتد او زان محصن ولو انہ مثلہ فی عدم العصمۃ: بان قتل حربی حربیا او مرتداً او زانیاً محصناً وعکسہ لوجود الصفۃ المبیحۃ لدمہ و یعذر قاتل لافتیاتہ علی ولی الامر "۔(منار السبیل جلد 2 صفحہ 218۔باب شروط القصاص فی النفس)

قصاص اور دیت کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ مقتول معصوم ہو بایں طور کہ مھدر الدم نہ ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ اس کے قتل کی وجہ سے کسی پر کوئی قصاص یا دیت لازم آئے اور اس کا خون ضائع ہو) پس قاتل حربی، مرتد یا شادی شدہ زانی پر نہ کفارہ ہے نہ دیت ہے (کیونکہ یہ مھدر الدم ہیں) اگرچہ اس کی مثل عدم معصیت میں

ہے بایں طور کہ قتل کیا حربی نے حربی کو یا مرتد کو یا زانی محصن کو یا اس کے برعکس معاملہ ہو۔ واسطے اس صفت کے پائے جانے کے جو اس کے دم کو مباح کرنے والی ہے اور قاتل تعزیر کیا جائے گا اس لیے کہ وہ ولی الامر کے پاس معاملہ لے کر نہیں گیا۔

✷ "الثانی: ان یکون المقتول معصوماً فلا یجب قصاص ولا دیة ولا کفارة یقتل حربی ولا مرتد"۔

(الاقناع: جلد 4 صفحہ 173۔ باب شروط القصاص)

قصاص اور دیت کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ مقتول معصوم ہو اگر مقتول معصوم نہ ہو تو اس کے قاتل پر قصاص یا دیت واجب نہیں ہوگی جیسے حربی اور مرتد کو قتل کرنے والے پر کوئی قصاص یا دیت واجب نہیں ہوگی۔

فرنگی انصاف کانپ اٹھا:

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کا مقدمہ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں شروع ہوا جب پہلی مرتبہ غازی اسلام کو عدالت میں پیش کیا گیا تو ہزاروں افراد اور تمام وکلاء غازی ممتاز حسین قادری کے استقبال کیلئے موجود تھے' غازی ممتاز حسین جس بکتر بند گاڑی میں موجود تھے اس پر پھولوں کی بارش کر دی گئی۔ تمام وکلاء اپنے اپنے وکالت نامے پر غازی ممتاز حسین کے دستخط چاہتے تھے کہ کل بروز قیامت حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ ناز میں پیش کر سکیں۔ غازی اسلام نے بطور اعزاز دو تین سو وکلاء کے وکالت نامے پر دستخط بھی فرمائے۔

حکومت وقت اتنا شاندار استقبال دیکھ کر کانپ گئی اور پھر یہ ظالمانہ فیصلہ کیا گیا کہ غازی ممتاز حسین کا مقدمہ اڈیالہ جیل میں ہی چلایا جائے گا۔ دوسرا غیر انسانی اقدام یہ کیا

گیا کہ جب غازی اسلام کو عدالت میں پیش کیا جاتا تو ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں لگی ہوتی تھیں' اس پر غازی صاحب کے اہل خانہ اور وکلاء نے شدید احتجاج کیا کہ ایک شخص جب اس نے گستاخ رسول کو قتل کیا اس وقت اگر یہ بھاگنا چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا لیکن اس نے خود گرفتاری دے دی تو یہاں جیل سے کیوں بھاگنے کی کوشش کرے گا اور جب ملک کو لوٹنے والے کرپٹ لوگوں کو عدالت میں پیش کیا جاتا ہے انہیں تو پورا پروٹوکول مہیا کیا جاتا ہے تو پھر ایک غیرت مند عاشق رسول کے ساتھ ایسا رویہ کیوں اختیار کیا گیا؟

جیل انتظامیہ اور کورٹ نے اس احتجاج کو نظر انداز کر دیا تو پھر ہائی کورٹ میں اس رویہ کے خلاف رٹ دائر کی گئی اور پھر ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا تو غازی اسلام کی عدالتی پیشی کے وقت ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھول دی جاتی تھیں۔

انسداد دہشت گردی عدالت کا فیصلہ:

استغاثہ کی شہادتوں سے یہ بالکل واضح تھا کہ غازی ممتاز حسین قادری نے کسی سیاسی یا دینی جماعت کے ایماء انگیخت یا ان کے ساتھ سازش کے ذریعے سلمان تاثیر کو قتل نہیں کیا بلکہ یہ ان کا ذاتی و انفرادی فعل تھا۔ 295-C اللہ و رسول کے فرامین کی روشنی میں بنایا گیا قانون تھا' اس پر تنقید اور توہین سے براہ راست اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے فرامین پر زد پڑتی ہے اور سلمان تاثیر اس مقدس قانون کو ''کالا قانون'' کہہ رہا تھا۔ غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ آخری گفتگو میں سلمان تاثیر نے اس سے زیادہ توہین آمیز الفاظ استعمال کیے' جس پر غازی ممتاز حسین قادری نے جذبہ عشق رسالت کے تحت قتل کر دیا۔ غازی ممتاز حسین قادری نے از خود خاص حالات میں ایک گستاخ رسول اور مباح الدم شخص کو ہلاک کیا کسی دوسرے شخص کو نشانہ نہ بنایا۔ پھر

رضا کارانہ طور پر گن زمین پر رکھ دی اور ندیم آصف اے ایس آئی کو کہا میری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ ایلیٹ فورس کے تمام جوان انتہائی اطمینان کے ساتھ وہاں کھڑے رہے کوئی افراتفری نہ پھیلی اور نہ ہی کوئی خوف و ہراس پھیلا لیکن انسداد دہشت گردی عدالت نے حیران کن طور پر انتہائی عجلت میں فیصلہ کر دیا' حالانکہ عدالت نے یکم اکتوبر 2011 کی تاریخ سرکاری وکیل کو تحریری بحث پیش کرنے کیلئے دی تھی: تحریری بحث داخل کرنے کے بعد قانونی طور پر ضروری تھا کہ اس کی نقل غازی ممتاز حسین قادری کے وکلا کو مہیا کی جاتی اور پھر وکلا کو جوابی بحث کرنے کا موقع دیا جاتا لیکن عدالت نے اس ساری کارروائی کے بغیر ہی یہ فیصلہ سنا دیا جو سراسر غیر قانونی ہے۔ عدالتی فیصلہ میں یہ سزا دی گئی۔

1- زیر دفعہ 302 ت پ سزائے موت مع ادائیگی رقم ایک لاکھ روپیہ جو مقتول کے وارثان کو زیر دفعہ (a) 544 ضاف بطور معاوضہ ادا کی جائے گی عدم ادائیگی کی صورت میں چھ ماہ کی قید محض بھگتنا ہوگی۔

2- زیر دفعہ (a)7 انسداد دہشت گردی ایکٹ سزائے موت مع جرمانہ ایک لاکھ روپے اور عدم ادائیگی کی صورت میں چھ ماہ قید محض۔

انسداد دہشت گردی عدالت کے فیصلہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ توہین رسالت کرنے والا شخص واجب القتل ہے اور اسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ آگے جا کر فیصلہ میں لکھا کہ کوئی شخص انفرادی طور پر طے کرنے کا حقدار نہیں کہ کوئی شخص مرتد ہے اور اس نے توہین رسالت کی ہے اور وہ فرد از خود سزا دینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔

عدالت نے چالیس صفحات پر مشتمل اسلامی تعلیمات' آئمہ کرام اور محدثین کی تصریحات اور عہد نبویہ میں از خود کارروائی کرتے ہوئے شاتمان رسول کو قتل کرنے

والوں کو سزا نہ دینے کے نبوی فیصلہ سے صرف نظر کیا اور انہیں ملحوظ نہ رکھا۔ ان فیصلوں کو پیش نظر نہ رکھنا ہی ملکی دستور اور قانونی تقاضوں کے خلاف ہے اور اسی عدالتی کوتاہی سے ہی انصاف کا خون ہوا اور دہشت گردی ایکٹ کے تحت سزا دینا بھی سراسر غیر قانونی تھا شہادت استغاثہ کے صرف ایک گواہ محمد عامر نے کہا کہ ملزم کے اس اقدام سے خوف و ہراس پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ پوری شہادت استغاثہ میں دہشت گردی کے ارتکاب کے حوالہ سے ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ اگر محض خوف ہی دہشت گردی ہے تو پھر قتل کی ہر واردات کو دہشت گردی قرار دینا چاہئے کیونکہ قتل کے ہر واقعہ میں خوف و ہراس تو پیدا ہوتا ہے۔

عدالت کے اس فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے غازی ممتاز قادری کے سینئر وکیل ملک محمد رفیق نے بتایا کہ عدالت نے غیر ضروری عجلت میں فیصلہ سنایا اور فیصلہ سناتے ہی چیمبر کے عقبی دروازے سے نکل کر گھر چلے گئے۔ وکلاء صفائی کو سرکاری وکیل کی تحریری بحث پڑھنے اور اس کا جواب دینے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا۔ یہ سراسر ناانصافی اور غیر قانونی عمل تھا اس سے غازی ممتاز حسین قادری کا حق سماعت مجروح ہوا اور انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوئے۔ اسے ہی اہل دانش انصاف کا خون کرنا کہتے ہیں۔

عدالتی قتل پر اظہار مسرت:

ملک دلپذیر اعوان کہتے ہیں کہ پرویزی فیصلہ کے بعد جب اہل خانہ وکلاء کے ہمراہ غازی ممتاز حسین قادری کے پاس ملاقات کیلئے حاضر ہوئے تو آپ غسل کر کے نیا لباس زیب تن کر کے سر پر عمامہ شریف سجائے بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔

ہم لوگ جیسے ہی سیل میں داخل ہوئے تو غازی صاحب کچھ خفگی کے انداز میں بولے آپ لوگ خالی ہاتھ آ گئے تو ہم چونک گئے کہ کونسی چیز لانا بھول گئے، ہمارا

تجسس دیکھ کر غازی صاحب فرمانے لگے آپ کو پتہ نہیں جج نے مجھے دو بار سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔

میں اس پر انتہائی خوش ہوں اللہ تعالیٰ نے غازی علم الدین شہید کو ناموس رسالت کے تحفظ پر ایک مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا اور الحمدللہ پیارے آقا کریم ﷺ کی ناموس کے تحفظ پر اللہ تعالیٰ نے مجھے دو مرتبہ شہادت کا اعزاز عطا فرمایا ہے' آپ کو تو خوش ہو کر خوب مٹھائیاں لانی چاہئے تھیں۔ یہ بات سن کر ہم دنگ رہ گئے کہ اس ظالمانہ اور غیر قانونی فیصلہ پر پوری امت انتہائی کرب کا شکار ہے اور یہ محافظ ناموس رسالت انتہائی مسرت کا اظہار کر رہا ہے۔

محبوب خدا سے ملنے کی بیتابی:

غازی اسلام سے ہماری یہ ملاقات تقریباً 45 منٹ جاری رہی' ملاقات کے بعد جب ہم سب رخصت ہونے لگے تو غازی ممتاز حسین قادری نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں رک گیا' مجھے علیحدہ کر کے انتہائی بے تابی سے پوچھنے لگے کہ جج نے سزائے موت کا جو فیصلہ سنایا ہے' دلپذیر بھائی اس پر آج عمل ہو جائے گا دیر تو نہیں کریں گے اور نہ ہی کوئی رکاوٹ ڈالیں گے؟

غازی ممتاز حسین قادری کی یہ بات سن کر میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور رونگٹے کھڑے ہونے کا صحیح مفہوم مجھے اس دن سمجھ آیا۔ ہماری کیفیت یہ تھی کہ ہمارے دل و دماغ شدید رنج اور تکلیف میں مبتلا تھے اور غازی ممتاز حسین قادری انتہائی مسرور اور خوش نظر آرہے تھے' غلام مصطفیٰ محافظ ناموس رسالت اس وقت سرور اور وجدان کی کیفیت میں ڈوبے کسی کے منتظر نظر آئے اور ان کی خوشی دیدنی تھی۔

اسلام آباد ہائی کورٹ:

انسداد دہشت گردی کی عدالت کے فیصلہ کے بعد غازی اسلام شہادت کے متمنی

تھے' انہوں نے اپنے گھر والوں کو سختی سے منع کیا کہ آپ اسلام آباد ہائی کورٹ میں اپیل نہ کریں' ملک عابد حسین کہتے ہیں ہمیں غازی صاحب نے کہا آپ کیوں مجھے روک رہے ہیں میں آقا کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا چاہتا ہوں مجھے میری منزل سے مت روکیں۔

غازی ممتاز حسین قادری کے گھر والے آپ کے پاس حضرت پیر سید حسین الدین شاہ 'امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی اور ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کا ایک خط لیکر گئے اور بتایا کہ یہ علماء کا فیصلہ ہے وہ اپیل کرنا چاہتے ہیں تو غازی ممتاز قادری پریشان ہو گئے' پھر کہنے لگے علماء اہلسنت کا حکم سر آنکھوں پر وہ جو فیصلہ کریں مجھے منظور ہے اور یوں اسلام آباد ہائی کورٹ میں ماتحت عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی گئی۔

وعدہ کا پاسدار ممتاز قادری:

اسلام میں وعدہ کو انتہائی اہمیت حاصل ہے اور اسے پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے' آج کے دور انحطاط میں جہاں کئی خرابیاں جنم لے چکی ہیں' وہیں وعدہ خلافی کی رسم بد بھی عروج پر ہے یہاں تک کہ پاکستان کی طاقتور دو سیاسی جماعتوں نے آپس میں لکھ کر معاہدہ کیا اور پھر جب معاہدہ توڑا تو ایک جماعت کے سربراہ جو اس وقت انتہائی اہم عہدے پر تھے اس وعدہ خلافی کو بطور فخر بیان کرتے رہے' غازی ممتاز قادری جیل کے انتہائی کٹھن ماحول میں تھے لیکن اسلامی تعلیمات پر کس قدر پابند تھے' ان کے وکیل جناب جسٹس (ر) میاں نذیر اختر کی زبانی سنیے!

اسلام آباد ہائی کورٹ میں اپیل کی پہلی پیشی 11-10-2011 کو ہوئی ہم ایک روز پہلے ہی راولپنڈی پہنچ گئے۔ اس تاریخ پر لاہور سے تیس کے قریب وکلاء راولپنڈی پہنچے' ہم شام کو علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب سے جامعہ غوثیہ رضویہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں ملے' انہوں نے بتایا کہ میرے اور نذیر احمد غازی کے حق میں حاصل کردہ وکالت

نامہ سیاہی گر جانے کے باعث خراب ہو گیا تھا اور اسے تلف کر دیا گیا ہے' اب ہمارے حق میں نیا وکالت نامہ حاصل کیا جائے گا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ممتاز قادری کی طرف سے خواجہ محمد شریف بھی وکیل ہو کر آ گئے ہیں۔

پیشی سے قبل ممتاز قادری کے بھائی دلپذیر کو کہا گیا کہ وہ میرے اور نذیر احمد غازی کے نام نیا وکالت نامہ حاصل کریں۔ اس نے اس کام کیلئے اپنے چھوٹے بھائی کو اڈیالہ جیل روانہ کیا' علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب ممتاز قادری نے بھائی کو بتایا کہ طارق دھمیال ایڈووکیٹ نے اس سے خواجہ محمد شریف کے نام وکالت نامہ حاصل کیا اور اس نے ساتھ ہی یہ وعدہ لے لیا کہ وہ آئندہ کسی دوسرے وکیل کے حق میں وکالت نامہ پر دستخط کر کے نہیں دے گا۔ جب یہ بات میرے ساتھی وکلاء کے سامنے آئی تو انہوں نے فی الفور کہا کہ اس سے تو ایک گہری سازش کی بو آتی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ کیس میں فی الحقیقت جذبے اور محنت سے کام کرنے والے وکلاء کو الگ کر دیا جائے اور اسے ایک ایسے ایڈووکیٹ کے سپرد کر دیا جائے جس کا گہرا تعلق نواز شریف فیملی سے ہے۔ یہ فیملی تو ممتاز قادری کی جان لینے کے درپے ہے۔ بھائی کے کہنے کے باوجود ممتاز قادری نے وکالت نامے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

ممتاز قادری ایک نیک' سچا اور صاف گو انسان تھا اس نے بھائی کے اصرار کے باوجود ہر بار یہی کہا کہ وہ اب کسی اور وکیل کے حق میں وکالت نامہ دستخط کر کے نہیں دے سکتا۔ اس پر اس کے بھائی نے روتے ہوئے کہا کہ کیس میں سارا کام تو میاں نذیر اختر ایڈووکیٹ کر رہے ہیں' انہوں نے ہی اس کی طرف سے اپیل لکھوائی تھی اور انہوں نے ہی بھرپور تیاری کی ہے اگر وہ اور ان کے ساتھی وکیل کیس میں پیش نہ ہوئے تو خدشہ ہے کہ کیس میں صحیح دفاع نہ ہو سکے گا۔ بھائی کی جذباتی کیفیت دیکھ کر ممتاز قادری سوچ میں پڑ گئے۔ قدرت نے ان کے دل میں ایک بات ڈال دی اور

انہوں نے کہا: ''میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ کسی دوسرے وکیل کو دستخط کر کے وکالت نامہ نہیں دوں گا میرا وعدہ انگوٹھا لگانے کی نسبت نہیں تھا'' چنانچہ انہوں نے ہمارے حق میں وکالت نامے پر اپنا انگوٹھا ثبت کیا جس کی تصدیق سپرنٹنڈنٹ جیل نے اپنی مہر لگا کے کردی۔ یوں ہم ممتاز قادری کی طرف سے باضابطہ وکیل بن گئے' ہمارا وکالت نامہ اسی روز شامل مثل کر دیا گیا۔

اغلباً طارق دھمیال نے ازخود ممتاز قادری سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ خواجہ محمد شریف کو وکیل مقرر کرنے کے بعد وہ اب کسی دوسرے وکیل کے حق میں دستخط کر کے وکالت نامہ نہیں دے گا۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ سب کچھ طارق دھمیال نے کیا تھا' اس نے ایسا کیوں کیا؟ بظاہر تو ایسا لگتا ہے کہ وہ مجھے اور میرے ساتھی وکلاء کو کیس سے الگ کر کے اسے صرف خواجہ محمد شریف کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ طارق دھمیال برطانیہ میں پریکٹس کرتا ہے۔ وہیں سے پاکستان آیا اور عدالت ماتحت میں اس مقدمے سے منسلک ہو گیا تھا۔ اس حوالے سے بعض وکلاء شکوک وشبہات کا اظہار کرتے تھے' ان شکوک کو ممتاز قادری سے لیے ہوئے وعدے سے تقویت ملتی ہے بہر حال اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔

اسلام آباد ہائیکورٹ کا فیصلہ:

وکلاء کی بحث وتمحیص کے بعد اسلام آباد ہائیکورٹ نے جو فیصلہ سنایا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ دہشت گردی ایکٹ کے تحت دی گئی سزائے موت ختم کر دی گئی اور 302 کے تحت سزائے موت سنا دی گئی۔ یہ فیصلہ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے تحریر کیا اور دوسرے جج نور الحق قریشی نے اس فیصلے سے اتفاق کیا۔

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری نے جب سلمان تاثیر کو قتل کیا اس وقت شوکت عزیز صدیقی ابھی جج نہیں بنے تھے تو پہلی پیشی کے موقع پر جن وکلاء نے غازی

ممتاز حسین قادری کو حق بجانب جانتے ہوئے ان پر گل پاشی کی ان میں شوکت صدیقی بھی موجود تھے اور اس شخص نے آگے بڑھ کر غازی ممتاز قادری کا ماتھا بھی چوما تھا لیکن جب مقدمہ اس کے پاس آیا تو نجانے کون سی مجبوریوں کے تحت موصوف نے سزائے موت سنادی۔

یاد رہے کہ موصوف نے پس پردہ محرکات کو چھپانے کیلئے مملکت خداداد پاکستان کے حساس ادارے پر سنگین الزامات لگائے جس سے انڈین ایجنسی ''را'' کے بیانیے کو تقویت ملتی ہے۔شوکت صدیقی کو بعد ازاں سپریم جوڈیشل کونسل کے حکم کے تحت اس منصب سے الگ کر دیا گیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان:

دستور کے آرٹیکل 185 کے تحت غازی اسلام کے وکلاء جناب میاں نذیر اختر' خواجہ محمد شریف اور غلام مصطفیٰ چوہدری نے سزا کے خلاف اپیل دائر کی اور میاں نواز شریف حکومت نے دہشت گردی ایکٹ کے تحت ختم کی گئی سزا کو بحال کرنے کیلئے اپیل دائر کی۔

مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی' دونوں طرف سے تفصیلی بحث وتمحیص ہونا تھی لیکن ججز کو جلدی تھی اور وہ فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔اس کے متعلق جسٹس میاں نذیر اختر کہتے ہیں۔

خواجہ شریف کی بحث کے بعد ایڈووکیٹ جنرل نے مختصر بحث کی۔یوں فریقین کی بحث تقریباً سوا ایک بجے دن ختم ہوئی۔بنچ کے ممبران اٹھ کر چیمبر میں تشریف لے گئے' ہمارا خیال تھا کہ ابھی عدالت نے ریکارڈ میں شامل بہت سا مواد دیکھنا اور جانچنا ہے اور ہماری تحریری بحث بھی پڑھنی ہے لہٰذا فیصلہ محفوظ رکھا جائے گا' لیکن ہمیں انتہائی حیرت ہوئی جب ٹھیک ایک بج کر پینتیس منٹ پر بنچ کے ممبران عدالت میں بیٹھے اور ہماری اپیل خارج کرنے اور دہشت گردی کے حوالے سے حکومتی اپیل منظور کرنے کا

فیصلہ سنا دیا' یہ کیسا انداز عدل ہے؟ اگر عدالت نے تحریری بحث کو پڑھنا ہی نہیں تھا تو پھر اس پر مبنی پیپر بکس وصول ہی کیوں کی تھیں؟ فیصلہ چند دن کیلئے محفوظ کرلیا جاتا تو یہ گمان ہوتا کہ عدالت نے تحریری بحث پڑھ لی ہوگی۔ عدل کا ایک اہم اصول ہے کہ انصاف نہ صرف کیا جائے بلکہ یہ محسوس ہو اور نظر بھی آئے کہ عدالت نے اپنا عدالتی ذہن استعمال کرتے ہوئے منصفانہ فیصلہ کیا ہے۔ ممتاز قادری کی اپیل میں عدالت نے اس سنہری اصول کو بالائے طاق رکھ دیا۔

عدالتی انصاف کے متعلق یہ کسی عام شخص کے الفاظ نہیں بلکہ اس نے خود ساری زندگی اس منصب پر رہ کر فرائض سرانجام دیئے' اگر اس کی حیرانی و پریشانی کا یہ عالم ہے تو پھر ارباب حل وعقد کو اس پر سوچنا ضرور چاہیے۔ وہ قومیں کبھی آگے نہیں بڑھ سکتیں جہاں انصاف کا خون کیا جائے۔ 295-C کے تحت اب تک جتنے بھی مقدمات درج ہوئے ماتحت عدالتوں میں جرم ثابت ہوا' مجرموں کو سزائے موت بھی سنائی گئی لیکن سپریم کورٹ تک جاتے جاتے راستے میں اس مقدمے میں کون سے سقم در آتے ہیں جو ہائیکورٹ تک تو نظر نہیں آتے لیکن سپریم کورٹ پہنچ کر یہ عقدہ کھلتا ہے یہ بیچارہ تو بے گناہ ہے اس پر الزام عائد کیا گیا اور پھر وہ شخص بری ہو کر بیرون ملک چلا جاتا ہے اور ایسے فیصلے سنانے والے جج بھی ریٹائرمنٹ کے بعد یورپ وامریکہ کی فضاؤں میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

ہمارے فاضل دوست ومہربان علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری ممبر رویت ہلال کمیٹی ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ غازی ممتاز حسین قادری کی رہائی کیلئے علمی اور قانونی طور پر محقق العصر مفتی محمد خان قادری کے ساتھ ملکر بہت محنت کی۔ جامعہ اسلامیہ میں مختلف علمی مجالس اور قانونی میٹنگز بھی ہوئیں۔ ان میں سے کچھ مجالس میں فقیر بھی حاضر رہا۔ تحفظ ناموس رسالت کیلئے ان کی گرانقدر علمی خدمات ہیں۔ غازی ممتاز حسین قادری کے مقدمہ کے

حوالے سے اسلام آباد ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں پر آپ نے نہایت منصفانہ اور ناقدانہ تبصرہ سپرد قلم کیا۔جب اس تبصرہ کو شامل کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے بخوشی اجازت دی۔آپ بھی وہ تجزیہ وتبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

اسلام آباد ہائیکورٹ فیصلہ کا شرعی جائزہ:

اسلام آباد ہائیکورٹ کے ڈویژنل بنچ نے غازی ممتاز احمد قادری کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا ہے جس کی وجہ سے انہیں انسداد دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے دہشت گردی کے جرم پر دی جانے والی سزا کو تو کالعدم قرار دیدیا گیا ہے لیکن سلمان تاثیر کے قتل پر دی جانے والی سزا کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اگر دقت نظر سے غیر جانبدارانہ طور پر دیکھا جائے تو یہ فیصلہ کتاب وسنت اور شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں کیا گیا۔اس فیصلے پر اعتراض کرنے والے کئی حضرات کا کہنا یہ ہے کہ عدالت عالیہ کو دہشت گردی کے جرم پر دی جانے والی سزا کو کالعدم قرار نہیں دینا چاہیئے تھا۔حالانکہ قانون کا ادنیٰ طالب علم بھی یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اس مقدمہ پر دہشت گردی ایکٹ کی دفعات کا اطلاق سراسر زیادتی پر مبنی تھا اس لیے دوران بحث جب غازی صاحب کے وکلاء نے اس غیر قانونی اطلاق پر مؤثر دلائل دیئے تو عدالت کے پاس تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

ہماری دانست میں اصل قابل اعتراض پہلو یہ ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے کتاب وسنت کی فراہم کردہ دوٹوک رہنمائی سے استفادہ نہیں کیا گیا اگرچہ فاضل جج صاحبان نے اپنے فیصلے میں متعدد آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ نقل کی ہیں لیکن جب ان سے استنباط کا مرحلہ آیا تو انہوں نے ایسی تاویلات کا سہارا لیا جنہیں اسلاف واخلاف میں سے کسی نے آج تک اختیار نہیں کیا ہے۔یہی وجہ ہے جس کی بنیاد

پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ فاضل عدالت نے غازی صاحب کے وکلاء کی طرف سے دی جانے والی اس دلیل کو تسلیم تو کیا کہ کتاب وسنت ملک کا سپریم لاء ہے اور تمام ملکی قوانین کی تعبیر وتشریح اسی سپریم لاء کے تابع ہونی چاہئے لیکن عملاً کتاب وسنت کے صریح احکام کو من مانی تاویلات سے غبار آلود کر کے ان کا معنوی انکار ہی کر دیا ہے۔

ہم واضح کیے دیتے ہیں کہ غازی ممتاز حسین قادری کا اقدام شریعت اسلامیہ کی رو سے خطاء پر مبنی نہیں ہے کیونکہ شاتم رسول از روئے شریعت مباح الدم ہوتا ہے اگر کوئی عدالت یا سربراہ مملکت سے سبقت لے کر بھی اس کا خون بہادے تو مارنے والے پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہوتی۔ یہ ایسا معاملہ ہے جو صریح ارشادات نبوی سے مبرہن ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئمہ اربعہ اور غیر مقلدین میں سے کسی ایک نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا کہ مرتد کو عدالت یا سربراہ مملکت سے سبقت لے کر قتل کرنے والے پر کوئی قصاص اور دیت نہیں ہے۔ گویا جس طرح امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے ویسے ہی پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ شاتم رسول کو مارنے والے پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہے خواہ وہ اس کے معاملے کو عدالت میں لے جائے بغیر ہی اسے مار ڈالے۔

اسلام نے قانون کی حکمرانی اور پاسداری کے لیے کڑے معیار مقرر کئے ہیں لیکن یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ ہر قانون میں کچھ استثنیٰ بھی ہوتا ہے۔ شاتم رسول کا معاملہ بھی شریعت اسلامیہ میں ایک استثنائی معاملہ ہے اور اس کو مارنے والا قتل حق کا مرتکب قرار پاتا ہے جس کی وجہ سے اسے کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرز پر استثنیٰ خود مغربی قوانین میں بھی موجود ہے، ہمارے ہاں بھی یہ قانون رائج ہے کہ اگر کوئی اپنی جان، اپنے اہل خانہ کی جان اور اپنی جائیداد کے تحفظ کے لیے کسی کو مار ڈالتا ہے تو اس پر قصاص اور

دیت نہیں ہوگی۔ تعجب ہے کہ اپنی جائیداد کے تحفظ کے لیے اگر کسی کو قتل کیا جائے تو جائز اور قاتل سزا سے بھی بری لیکن جو ناموس رسالت پر دن دیہاڑے ڈاکا ڈالنے والے کو مار ڈالے تو وہ معتوب بھی ہو اور سزا کا حقدار بھی۔

حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ایک درجن کے قریب ایسے واقعات رونما ہوئے کہ مختلف شاتمین کو کسی نہ کسی صحابی نے قتل کر دیا' جب یہ معاملات حضور ﷺ کی عدالت میں پیش ہوئے تو حضور ﷺ نے مقتولین کے خون کو رائیگاں قرار دیا اور انہیں قتل کرنے والوں کو کوئی سزا نہ دی بلکہ بعض کی تو تحسین بھی فرمائی۔ شاتمین کو ٹھکانے لگانے والے صحابہ کرام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی ہیں جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقدام کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی کے ذریعے تصویب بھی فرمائی۔ کیا کوئی بتانا پسند کرے گا کہ ان حضرات نے جب شاتمین کو ٹھکانے لگایا تو کیا انہوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی تھی یا کسی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا تاکہ یہ بات ثابت تو ہو جائے کہ گستاخی ہوئی بھی ہے کہ نہیں؟

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ ہم عدالت کے اس حق پر قدغن نہیں لگا رہے کہ وہ اس بات کی آزادانہ تحقیق کر سکتی ہے کہ جسے گستاخی کے الزام میں قتل کیا گیا ہے اس نے عملاً گستاخی کی بھی تھی کہ نہیں بلکہ ہمیں تعجب اس بات پر ہے کہ عدالت نے کم و بیش یہ سارے واقعات اپنے فیصلے میں قلمبند بھی کئے ہیں لیکن ان سے درست نتیجہ اخذ نہیں کیا' حالانکہ شاتم کو ماورائے عدالت مارنے والے پر قصاص یا دیت کا نہ ہونا ایسے شرعی مسلمات میں سے ہے جس پر کسی ایک صاحب علم کو بھی اختلاف نہیں۔

اب ان تاویلات کا ذکر کرتے ہیں جن کا سہارا لے کر عدالت نے غازی صاحب کے وکلاء کی طرف سے دیئے گئے دلائل کو مسترد کیا ہے۔ فاضل عدالت نے یہ موقف

اختیار کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسے شاتمین کو قتل کرنے کے اقدامات کی تصویب کئی اختیارات کا حامل ہونے کی وجہ سے فرمائی۔ عدالتی فیصلہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

The Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) in the post migration era was head of the state, Commander in chief of the Army, the chief Executive of the state and also the chief judge, ultimate, legislative authority of his territory and therefore,if the Holy prophet Muhammad (P.B.U.H) ordered the killing of some contemnors or he ratified some individual acts of killing of the contemnors by the Muslims,he was axercising the power which accumulated in his personality with above status.

(Page# 47 of the judgement Dt.09/03/2015)

"نبی پاک ﷺ ہجرت کے بعد ریاست کے سربراہ افواج کے کمانڈر ان چیف ریاست کے چیف ایگزیکٹو اور چیف جسٹس بن گئے تھے جبکہ اس خطے میں قانون سازی کا اختیار بھی آپ کے پاس تھا' لہٰذا اگر حضور ﷺ نے کچھ گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم دیا یا مسلمانوں کی طرف سے بعض شاتمین کو انفرادی طور پر قتل کرنے کے واقعات کی تصویب فرمائی تو اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ نے ان اختیارات کو استعمال کیا جو مذکورہ بالا حیثیتوں میں آپ کی ذات میں مرتکز ہو گئے تھے"۔

فاضل جج صاحبان کی طرف سے پیش کی جانے والی یہ دلیل اپنے اندر کئی ایسے مغالطے لیے ہوئے ہے کہ اگر اسے درست مان لیا جائے تو شریعت کا ڈسپلن ہی

خراب ہو جائے گا اور کئی قباحتیں اور تضادات لازم آئیں گے۔

اولاً آج تک یہ تو سنتے آئے ہیں کہ کوئی سربراہ مملکت حدود کے مقدمات کے علاوہ کسی مقدمے میں دی جانے والی سزا میں تخفیف کرسکتا ہے یا اسے کلیتاً معاف بھی کر سکتا ہے لیکن یہ انوکھا استدلال عدالت کے فیصلے میں ہی نظر آتا ہے کہ حضور ﷺ نے بطور سربراہ مملکت کسی کے فعل قتل کی تصویب فرمادی۔ عدالت کا یہ بے رحم تبصرہ بھی اس ہستی کے بارے میں ہے جو بلاشبہ دنیائے انسانیت کی عادل ترین شخصیت ہے۔ اگر حضور ﷺ کے پیش نظر بطور اصول یہ بات نہ ہوتی کہ شاتم رسول مباح الدم ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی شخص ماورائے قانون بھی مار ڈالے تو اسے کوئی سزا نہیں دی جاسکتی تو آپ ایسے مقتولین کے خون کو رائیگاں اور باطل قرار کیوں دیتے؟ اگر عدالت کا یہ استدلال درست مان لیا جائے تو حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی عدل گستری پر ایک ایسا داغ لگ جاتا ہے جسے دھویا جانا ممکن ہی نظر نہیں آتا۔

ہماری عدالتیں اور ہمارے حکمران آج جس طرح جدید ترقی یافتہ اقوام سے خوفزدہ نظر آتے ہیں اور ہمیشہ قانون کی بالادستی اور پاسداری کے تصورات کے حوالے سے غیر ضروری حد تک دفاعی پوزیشن اختیار کر لیتے ہیں ان کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ یہ فیصلہ سامنے آنے کے بعد اگر یہ اقوام حضور ﷺ پر یہ الزام عائد کر دیں کہ آپ اپنی شان میں تنقیص کرنے والے لوگوں کے ماورائے قانون قتل پر قاتلوں کو بغیر کسی ضابطے اور اصول کے کوئی سزا نہیں دیتے تھے بلکہ ان کے اقدام کی تصویب فرما دیتے تھے تو ان کے اس الزام کو کیسے مسترد کیا جائے گا؟

ثانیاً صاف ظاہر ہے کہ یہ حیثیت حضور ﷺ کو ریاست مدینہ کے قیام سے لے کر وصال تک حاصل رہی ہے تو پھر آپ نے جو بھی فیصلے اس عرصے میں فرمائے وہ ہمارے لئے حجت اور لائق اتباع کیسے قرار پائیں گے؟ پھر تو ہر فیصلے کے بارے

میں آسانی سے یہ کہہ دیا جائے گا کہ یہ فیصلے صرف حضور ﷺ ہی کر سکتے تھے کیونکہ ریاست مدینہ کے قیام کے بعد آپ کی ذات مبارکہ میں چار بڑے عہدوں کے اختیارات جمع ہو گئے تھے جو بعد میں کسی بھی شخصیت میں جمع نہ ہو سکے لہٰذا اب امت کے لیے یہ فیصلے نہ تو لائق اتباع ہیں اور نہ ہی قابل حجت (معاذ اللہ) اس طرح تو سنت کی حجیت ہی مجروح ہو کر رہ جائے گی۔

ثالثاً حضور ﷺ کے فیصلوں کو آپ کی ظاہری حیات مبارکہ تک ہی محدود کر دیا جائے تو اس سے آپ کے اسوہ حسنہ میں نقص لازم آئے گا۔(معاذ اللہ) جبکہ آپ کی ذات ہی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے اور تاقیام قیامت آپ کا اسوہ ہی امت کی ہر معاملے میں رہنمائی کرے گا۔

اسوہ حسنہ تو ہوتا ہی وہ ہے جو ہر ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کر سکے اگر آپ کے یہ فیصلے صرف آپ کی ظاہری حیات مبارکہ تک ہی محدود سمجھے جائیں تو پھر کوئی دریدہ دہن یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب سنت ان مسائل پر راہنمائی فراہم نہیں کرتی پھر اسوہ حسنہ کیا؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

رابعاً اگر فاضل جج صاحبان کے بقول حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو مختلف حیثیتیں حاصل ہو گئی تھیں تو اس سے تو حضور ﷺ کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی تھی اور ہر حیثیت میں حضور ﷺ سے عدل ہی کی توقع کی جا سکتی تھی۔ بفرض محال اگر حضور ﷺ کی ذات میں یہ ساری حیثیتیں یکجا نہ بھی ہوتیں تو کیا کسی ایک حیثیت میں حضور ﷺ خلاف عدل فیصلہ فرما سکتے تھے؟ (معاذ اللہ)

خامساً فاضل جج صاحب نے حضور ﷺ کی باقی ساری حیثیتوں کا ذکر تو اہتمام سے کر دیا لیکن یہ کیوں بھول گئے کہ ان سب حیثیتوں سے فائق حیثیت آپ کا رسول اور نبی ہونا ہے جسے آپ ﷺ کی زندگی کے ایک لمحے سے بھی جدا نہیں کیا جا سکتا اور اس

حیثیت میں حضور ﷺ شارح بھی ہیں اور شارع بھی اور آپ کا شارع ہونا پوری امت کے لیے تاقیام قیامت ہے۔آپ ﷺ کی اس حیثیت کو صرف ریاست مدینہ تک محدود کرنا بھی دراصل فاضل جج صاحبان کا بہت بڑا مغالطہ ہے۔حضور ﷺ نے جس حیثیت میں بھی فیصلے فرمائے وہ ساری حیثیتیں نبوت کے تابع تھیں اس لئے وہ سارے فیصلے پوری امت کے لیے حجت ہیں اور انہیں حضور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ یا ریاست مدینہ تک محدود کر دینے سے وہ ساری قباحتیں لازم آئیں گی جن کا تذکرہ ہم نے درج بالا سطور میں کر دیا ہے۔

اس مقام پر فاضل جج صاحبان نے ایک اور مغالطہ آمیز تبصرہ بھی کیا ہے۔جس پر بات کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اسے یہاں نقل کر دیا جائے۔

Admittedly appellant is neither the Chief Executive, nor Head of the State and not even a judge, he was a soldler in the uniformed force,under the legal obiigation to abey the orders of his superiors and beside this there was no other duty of appellant.

(Page# 47 of the judgement Dt.09/03/2015)

”یہ بات بالکل واضح ہے کہ اپیل کنندہ نہ تو چیف ایگزیکٹو نہ ہی سربراہ مملکت اور حتیٰ کہ نہ ہی جج تھا بلکہ وہ ایک سپاہی تھا جس کا فریضہ یہ تھا کہ وہ اپنے بڑوں کے احکام کو بجالائے اور اس کے علاوہ اس کی کوئی ذمہ داری نہ تھی“۔

یہاں فاضل جج صاحبان نے دفتری ذمہ داریوں کو ایک دینی فریضے سے گڈ مڈ کر دیا ہے حالانکہ غازی صاحب نے سلمان تاثیر کا قتل کسی سرکاری فریضے کی ادائیگی کی خاطر نہیں کیا تھا بلکہ ایک امتی کے طور پر کیا تھا' نہ ہی انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ سربراہ

مملکت ہیں یا جج یا چیف ایگزیکٹو بلکہ وہ تو اپنے اقدام کی تصویب کے لیے اپنا معاملہ عدالت میں لائے تھے۔ عدالت کو کسی کے فعل قتل کی تصویب کرنے یا اپنے فعل قتل کی تصویب کرانے میں فرق کرنا چاہئے تھا۔ غازی صاحب نے دوسری صورت اختیار کی تھی۔ انہوں نے نہ تو کسی اور کو سلمان تاثیر کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور نہ ہی کسی کے فعل قتل کی تصویب کی تھی تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے چیف ایگزیکٹو سربراہ مملکت یا جج ہونے کا تاثر دیا؟

فاضل جج صاحبان نے غازی صاحب کے وکلاء کی اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے کہ مقتول کسی بھی دوسرے گستاخ رسول کی طرح چونکہ مباح الدم تھا اس لئے اپیل کنندہ اسے قتل کرنے میں حق بجانب تھا' یہ تاثر بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی دو ادوار پر مشتمل ہے ایک مکی اور دوسرا مدنی اور مکی دور میں عدالت کے بقول حضور ﷺ کی حیثیت انفرادی تھی اس دور میں آپ پر طرح طرح کے مظالم بھی ڈھائے گئے۔ آپ ﷺ کی توہین بھی کی گئی لیکن اس دور میں کسی بھی گستاخ کو کوئی سزا نہ دی گئی کیوں کہ آپ ﷺ اس وقت انفرادی حیثیت میں کام کر رہے تھے اور آپ ﷺ کی حیثیت انفرادی تھی' سربراہ مملکت کی نہ تھی۔ عدالت نے اس دور میں دو واقعات کا ذکر کیا ہے جن میں گستاخوں کو انفرادی طور پر بعض صحابہ کی طرف سے معمولی سزا دی گئی۔ جب مدینہ میں ریاست کا قیام عمل میں آیا تو آپ ﷺ سربراہ مملکت بن گئے۔ غزوہ بدر سے پہلے مدنی دور میں بھی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کہ حضور ﷺ نے کسی گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا یا کسی مسلمان کی طرف سے کسی گستاخ کو قتل کرنے کے فعل کی تصویب فرمائی۔ بدر کے بعد جب ریاست مدینہ نے اپنے قدم جما لیے اور جزیرہ نمائے عرب میں مسلمان ایک ناقابل تسخیر طاقت بن گئے تو اس وقت حضور ﷺ نے گستاخوں کو قتل کرنے کے احکام بھی دیے اور گستاخوں کو انفرادی طور پر مارنے

والوں کے فعل کی تصویب بھی فرمائی۔عدالت نے یہ پس منظر بیان کرنے کے بعد جو بات بیان کی ہے اس کی سطر سطر سے مغالطے عیاں ہو رہے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

In this period there are the examples of the killing of the contemnors on the orders/judgment of the Holy Prophet Muhammad(P.B.U.H) and the ratification of the individual acts of the muslims murdering the contemnors but it has already been observed that at that time tha Islamic state was in the state of war with the jews who was expelled from Madina and they were not only guilty of the individual contempt of the Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) but they were also rebels of the state. In view of the above discussion it is evident like the broad day light that act of appellant of murdering the deceased can never be justified on the touchstone of the decisions of the Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) and the settled principal of the Islamic Law about the subject of blasphemy.

(Page# 50 of the judgement Dt. 09/03/2015)

”اس دور میں (یعنی بدر کے بعد) گستاخوں کو حضور ﷺ کے حکم/فیصلوں پر قتل کرنے اور حضور ﷺ کی طرف سے گستاخوں کو قتل کرنے کے فعل کی تصویب کی مثالیں

ملتی ہیں لیکن پہلے ہی یہ بات نوٹ کی گئی ہے کہ یہ وہ دور تھا جب اسلامی ریاست یہودیوں کے ساتھ حالت جنگ میں تھی جنہیں مدینہ سے نکال دیا گیا تھا اور وہ صرف حضور ﷺ کی توہین کے جرم کے مرتکب نہیں تھے بلکہ وہ ریاست مدینہ کے باغی بھی تھے۔اس گفتگو کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اپیل کنندہ کا فعل قتل حضور ﷺ کے ان فیصلوں اور توہین رسالت کے مسئلہ پر اسلامی قانون کی رو سے مبنی بر جواز نہیں ہے"۔

فاضل جج صاحبان کا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ غازی صاحب کا اقدام توہین رسالت کے مسئلہ پر اسلامی قانون کی روشنی میں مبنی بر جواز نہیں' یہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے توہین رسالت کے مسئلہ کو اسلامی قانون کی روشنی میں سمجھنے کے حوالے سے ادنیٰ تامل بھی نہیں کیا اور نہ ہی غازی صاحب کے معاملے پر اس کا درست اطلاق کیا ہے۔اسلامی قانون توہین رسالت کے حوالے سے مسلم اور غیر مسلم کو الگ الگ سطح پر رکھتا ہے۔مسلمان جب گستاخی کرتا ہے تو وہ مرتد خاص بن جاتا ہے جبکہ غیر مسلم تو پہلے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔اگر وہ غیر مسلم کسی اسلامی ریاست کا رہائشی نہیں تو ظاہر ہے کہ اسے ماورائے قانون انفرادی طور پر ہی مارا جا سکتا ہے بشرطیکہ کسی کو اس پر قدرت حاصل ہو جائے جبکہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم کو سزا دینے کے لیے فقہ حنفی کی روشنی میں ضروری ہے کہ یا تو وہ معتاد مجرم ہو یا گستاخی کا اعلانیہ اظہار کر رہا ہو۔اگرچہ ائمہ ثلاثہ یہ شرط عائد نہیں کرتے۔

یہاں عدالت کے پیش نظر معاملہ ایک گستاخ مسلمان کا تھا لیکن مکی اور مدنی دور کے جن واقعات کا انہوں نے فیصلے میں ذکر کیا ہے وہ غیر مسلم گستاخوں کے تھے۔مسلمان گستاخ کا معاملہ تو بالکل واضح ہے۔گستاخی کی صورت میں وہ ارتداد خاص کے باعث مباح الدم ہو جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ زندیق کی طرح ہوتا ہے لہٰذا اس کے معاملہ میں اسلامی ریاست کا حالت جنگ میں ہونا یا نہ ہونا یا

اس کا مرکب جرائم کا مرتکب ہونا یا نہ ہونا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا' چہ جائیکہ ان فرضی بنیادوں کا اطلاق اس پر کر کے واضح اسلامی قانون کو مسخ کرنے کی کوشش کی جائے۔فرضی بنیادیں اس لیے کہا ہے کہ فیصلے میں کعب بن اشرف کے قتل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو یہودی قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا لیکن اس قبیلے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ فرما رکھا تھا اور ریاست مدینہ ہرگز اس قبیلے کے ساتھ حالت جنگ میں نہیں تھی اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف لشکرکشی کا حکم دیا اور نہ ہی اس قبیلے کے کسی دوسرے فرد کی طرف کسی کو قتل کرنے کے لیے روانہ فرمایا بلکہ بطور قبیلہ تو ان کے ساتھ معاہدہ تھا۔

اگر اسلامی ریاست ان کے ساتھ حالت جنگ میں ہوتی تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت محمد بن مسلمہ کو اس کے قتل کی مہم پر روانہ فرماتے اور کیا قبیلہ بنونضیر کا وفد اس کے قتل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ سے یہ شکایت کرتا کہ ان کے سردار کو دھوکے سے مار دیا گیا ہے؟ اسی طرح یہ بھی ایک فرضی بنیاد ہے کہ کعب بن اشرف کو اس کے مرکب جرائم کی وجہ سے مارا گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان اقدس سے مارنے کی وجہ دوٹوک انداز میں بیان فرمادی کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچائی ہے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

من لكعب بن الاشرف فانه اذى الله ورسوله

"کعب بن اشرف سے کوئی نمٹے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔(صحیح بخاری رقم:4037)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کعب بن اشرف کے جرائم بلاشبہ مرکب تھے لیکن آپ نے ان پر اسے قتل کرنے کا فیصلہ نہ فرمایا بلکہ اس کو قتل کرنے کا سبب صراحتاً اپنی زبان اقدس سے بیان فرما دیا کہ وہ ہجوگوئی کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کو

اذیت دیتا تھا یعنی گستاخی کرتا تھا۔اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے مرکب جرائم پر اسے سزا دی یہ ارشاد نبوی ﷺ پر تجاوز ہے۔

اگر مرکب جرائم پر آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا تو پھر تو یہ بات لازم آئے گی کہ اگر کوئی گستاخ مرکب جرائم کا مرتکب ہوگا تو اسے سزا دی جاسکے گی۔یہ بات عدالت کے سوچنے کی تھی کہ تو پھر اس قانون کا کیا ہوگا جسے C-295 کہتے ہیں؟ جسے خود عدالت نے درست مانا ہے اور واضح طور پر یہ تسلیم کیا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہی ہے۔گویا یہ دلیل تو خود ان کے مؤقف کے خلاف بھی جاتی ہے اور ان کے فیصلے میں ایک واضح تضاد کی نشاندہی کرتی ہے۔

رہ گئی یہ بات کہ حضور ﷺ نے اس کے مرکب جرائم کی بنا پر اسے قتل کرنے کا حکم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیا تھا تو اس سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ محض اہانت رسول ایسا جرم نہیں ہے کہ اس کے مرتکب کو قتل کیا جائے۔مثلاً اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرتا ہے تو وہ قصاصاً قتل کیا جائے گا اگر وہ اپنے انجام کو دیکھتے ہوئے مزید پندرہ بیس افراد کو قتل کر دیتا ہے یا ڈکیتی اور چوری کی وارداتیں کرتا ہے تو بھی اسے موت کی سزا دی جائے گی تو اس سے یہ نتیجہ کیسے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسے موت کی سزا پہلے شخص کے قتل کے قصاص کے طور پر نہیں دی گئی بلکہ وہ مرکب جرائم کا مرتکب تھا اس لیے یہ سزا دی گئی؟ ان کی یہ منطق اس لیے بھی درست نہیں کہ خود شارع علیہ السلام نے ان مرکب جرائم کے مرتکب بدبختوں کو قتل کرنے کی اصل علت کو واضح فرما دیا ہے جیسا کہ ہم نے صراحت کے ساتھ اوپر ذکر کر دیا ہے۔زبان نبوت سے اس تصریح کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب کی کوئی بھی توجیہ اس فرمان نبوی سے ہٹ کر کرے۔

پھر ہمیں یہ بھی جائزہ لینا چاہئے کہ کعب بن اشرف کے جن مرکب جرائم کا ذکر

کیا جاتا ہے کیا وہ اذیت رسول ﷺ پر ہی منتج نہیں ہوتے؟ جیسے کعب بن اشرف کا حضور ﷺ سے سخت عداوت رکھنا' آپ کی شان اقدس میں ہجویہ اشعار کہنا' آپ ہی کی عداوت میں مشرکین مکہ کو حضور ﷺ کے خلاف اشتعال دلانا' بدر میں جہنم واصل ہو جانے والے مشرکین مکہ کے دردناک مرثیے کہہ کہہ کر مشرکین مکہ کے سرداروں کو انتقام لینے کے لیے ابھارنا اور حضور ﷺ کے قتل کی سازش کرنا دراصل ایسے امور ہیں جس سے اذیت رسول کا ہی جرم نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح کعب بن اشرف سے منسوب یہ جرم کہ وہ مسلمانوں عورتوں کے خلاف نہایت گندے اور عشقیہ اشعار کہتا تھا بلاشبہ قابل مذمت ہے لیکن اس سے اس کے قتل کا جواز بہرحال میسر نہیں آتا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر وہ اپنی مذکورہ سازشی سرگرمیاں ریاست مدینہ کے اندر رہ کر سرانجام دیتا تو اسے حرابہ کے تحت سزا دی جا سکتی تھی لیکن مدینہ منورہ سے باہر مکہ مکرمہ میں جا کر مشرکین مکہ کو انتقام کے لیے ابھارنا ایسا فعل نہیں ہے جو صرف کعب بن اشرف سے ہی منسوب ہو کیونکہ انتقام کی آگ تو ان تمام مشرکین مکہ کے سینے میں بھی لگی ہوئی تھی جن کے سردار اور قریبی رشتہ دار بدر میں جہنم واصل ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے تو اپنے انتقام کی آتش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے وحشی کو نیزہ بازی کی تربیت دینے کا خصوصی اہتمام کیا اور اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ آئندہ جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرے گا۔ چنانچہ غزوۂ احد میں وحشی کے ہاتھوں ہی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ نے وحشی کو معاف کرتے ہوئے اسے اسلام میں داخل فرما لیا حالانکہ کعب بن اشرف کا مشرکین مکہ کو انتقام کے لیے ابھارنا وحشی کے اس اقدام سے زیادہ سنگین نہیں تھا جو اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نشانہ بنانے کے لیے بھرپور تیاری کی صورت میں کیا اور بالآخر احد میں وہ اپنے اس منصوبے میں کامیاب ہو گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے کعب

بن اشرف کو تو سزا وار قتل قرار دیا اور وحشی کو معاف فرما دیا اور اسے داخل اسلام بھی فرما لیا؟ اس کا واضح سبب یہ ہے کہ وحشی کعب بن اشرف کی طرح شاتم رسول نہیں تھا اور نہ اس نے حضور ﷺ کو حالت امن میں کوئی ایذا پہنچائی تھی۔ حالت جنگ میں اگر چہ اس کا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنا آپ ﷺ کے لئے باعث اذیت تھا لیکن جنگ میں کسی مشرک کا کسی مسلمان کو شہید کرنا ایک ایسا فعل ہے جس پر اس نوع کی اذیت کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا جو معمول کے حالات میں کسی کے عمل سے پہنچتی ہے۔ جنگیں تو لڑی ہی اسی لیے جاتی ہیں کہ مخالف کو زیادہ سے زیادہ اذیت دی جائے۔ لہٰذا باہم مخالف و متحارب ہونے کی صورت میں اذیت پہنچانے اور عام حالات میں اذیت پہنچانے میں فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے وحشی کے حالت جنگ کے اقدام کو درگزر فرمایا اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کی علت بھی واضح فرما دی کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ کعب بن اشرف کو قتل کروانے کا سبب وہ مرکب جرائم نہیں تھے جن کا تذکرہ عدالت نے کیا ہے بلکہ اصلاً اس کے قتل کا سبب حضور ﷺ کو ایذا پہنچانا ہی تھا واقدی نے اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد یہودیوں اور ان کے طرف دار مشرکوں پر دہشت طاری ہو گئی اور وہ صبح ہوتے ہی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے سردار پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا گیا ہمیں اس کے کسی جرم کی خبر نہیں یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

انه لو قر كما قر غيره ممن هو على مثل رايه، ما اغتيل ولكنه نال منا الاذى، وهجانا بالشعر ولم يفعل هذا احد منكم الا كان له السيف۔ (المغازی جلد 1 صفحہ 72)

”اگر وہ دوسرے یہودیوں کی طرح معاہدے کی پاسداری کرتا تو کوئی اسے دھوکے سے قتل نہ کرتا لیکن اس نے ہمیں اذیت دی اور اشعار کے ذریعے ہماری ہجوگوئی کی اور اگر تم میں سے کوئی بھی ایسی حرکت کرے گا تو وہ تہ وتیغ کیا جائے گا“۔

یہودیوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اس مکالمہ میں یہودیوں نے یہ عرض کی کہ ہمیں کعب بن اشرف کے کسی جرم کی خبر نہیں اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تفصیلی جرائم کا ذکر کرنے کی بجائے صرف اس کے ایک جرم کی نشاندہی فرمائی جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے سوال کے جواب میں کعب کے سبب قتل کے طور پر بیان فرمایا۔ اس کا یہ جرم اشعار کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجوگوئی کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب کے مکہ جانے اور وہاں سے واپس مدینہ آنے پر اس کے عہد کے ٹوٹنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ اس کا سبب اس کے وہ اشعار تھے جو اس نے مدینہ واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں پڑھے چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اس حدیث شریف کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ واقدی نے اپنے شیوخ سے لکھا ہے:

فقوله لو قر كما قر غيره ممن هو على مثل رايه ما اغتيل هو لكنه نال منا الاذى و هجانا بالشعر، ولم يفعل هذا احد منكم الاكان له السيف نص فى انه انما انتقض عهد ابن الاشرف بالهجاء و نحو، ان من فعل هذا من المعاهدين فقد استحق السيفه وحديث جابر المسند من الطريقين يو افق هذا و عليه العمدة فى الاحتجاج و ايضاً فانه لما الى مكة و رجع الى المدينة لم يندب

النبی ﷺ المسلمین الی قتله، فلما بلغه عنه الهجاء ندبهم الی قتله، والحکم الحادث یضاف الی السبب الحادث فعلم ان ذلك الهجاء والاذی الذی کان بعد نقوله من مکة موجب لنقض عهده ولقتاله۔

(الصارم المسلول: جلد 2 صفحہ 154)

"حدیث کے یہ الفاظ اگر وہ (کعب) دوسروں کی طرح معاہدہ کی پاسداری کرتا تو دھوکے سے نہ قتل ہوتا اس نے ہمیں اذیت دی اور اشعار کے ذریعے ہماری ہجوگوئی کی اور تم میں سے جو بھی اس حرکت کا مرتکب ہوگا تہ تیغ کیا جائے گا۔ اس بارے میں نص ہے کہ ہجوگوئی کی وجہ سے ابن اشرف کا عہد ٹوٹ گیا تھا اور معاہدین میں سے جس نے اس فعل کا ارتکاب کیا وہ تلوار کا مستحق ہوگیا۔ حدیث جابر جو دو طریقوں سے مسند ہے وہ ہمارے بیان کردہ دلائل کے موافق ہے اور عمدہ دلیل ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کعب جب مکہ مکرمہ گیا اور لوٹ کر مدینہ آیا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو اس کے قتل کا حکم نہ دیا بلکہ جب اس کی طرف سے ہجوگوئی کی خبر پہنچی تو قتل کا حکم دیا اور اصول یہ ہے کہ حکم حادث کی نسبت سبب حادث کی طرف کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ ہجوگوئی اور اذیت جو مکہ سے لوٹنے کے بعد ظہور پذیر ہوئی وہ نقض عہد اور قتل کعب کا سبب بن گئی۔

فاضل جج صاحبان نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہودیوں کو مدینے سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ یہ بھی حقائق کے منافی ہے کیونکہ یہودیوں کے تینوں قبیلے پہلے ہی مدینہ کے آس پاس آباد تھے ان میں سے کوئی بھی قبیلہ مدینہ کے اندر آباد تھا ہی نہیں کہ اسے مدینہ سے باہر نکالنے کی حاجت ہوتی۔ ان میں قبیلہ بنوقینقاع و بنونضیر اور بنوقریظہ شامل تھے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری کے بعد تینوں سے معاہدہ فرمایا تھا۔ ہاں کچھ یہودی انفرادی طور پر مدینہ میں موجود تھے جن میں ایک ابوعفک بھی تھا جسے گستاخانہ قصیدہ لکھنے کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا۔ ایک اور یہودی ابورافع کو بھی قتل کیا گیا اور خود زبان نبوت نے تصریح فرمائی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے اور آپ کے دشمنوں کی مدد کرنے کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ تفصیلات بخاری کی کتاب المغازی میں ملاحظہ ہوں۔ الغرض کسی بھی یہودی کا قتل نہ کیا گیا مگر اس صورت میں کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچائی' لہٰذا مرکب جرائم پر سزا دینے کا فیصلہ ایک خود ساختہ مفروضہ ہے جو ان حقائق سے کوسوں دور نظر آتا ہے جو خود زبان نبوت نے صراحت کے ساتھ بیان فرمائے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن یہودی گستاخوں کا قتل ہوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح حکم پر ہوا ان تمام معاملات میں آپ نے کسی گستاخ کو انفرادی طور پر قتل کرنے والے کے فعل کی تصویب نہیں فرمائی جبکہ عدالت میں معاملہ ایک گستاخ کو ماورائے قانون قتل کرنے اور اس کے فعل کی تصویب کا زیر بحث تھا۔ اگر مرکب جرائم کا مفروضہ درست بھی مان لیا جائے تو فاضل جج صاحبان نے اس خود ساختہ اصول کا اطلاق ایک ایسے مسلمان گستاخ پر کیونکر کر دیا جسے ماورائے قانون قتل کیا گیا تھا؟

پھر فاضل عدالت نے اس حوالے سے ایک اور تاویل کا سہارا بھی اپنے فیصلے میں لیا ہے' ملاحظہ ہو:

It has already been observed that those Incidents of the murders of the contemnors which were ratified by the Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H) relates to the era when the Islamic state was at war with the enemies and it was to strengthen its ground in the

Arabian peninsula.

(Page# 61 of the judgement D.t 09/03/2015)

"پہلے ہی یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ گستاخوں کو قتل کرنے کے وہ واقعات جن کی حضور ﷺ نے تصویب فرمائی ان کا تعلق اس دور سے ہے جس دور میں اسلامی ریاست اپنے دشمنوں سے جنگ لڑ رہی تھی اور اس کا مقصد جزیرہ نمائے عرب میں اس کی بنیادوں کو مستحکم کرنا تھا"۔

از خود اقدام کر کے شاتمین کو قتل کرنے کے جتنے بھی واقعات کتب احادیث و سیرت میں ملتے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ہے جو حالت جنگ سے متعلق ہو اور جن واقعات کو بطور خاص عدالت نے حالت جنگ کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کی ہے جیسے یہودی سردار کعب بن اشرف' ابو رافع اور ابو عفک وغیرہ کا قتل تو یہ وہ ملعونین ہیں جنہیں حضور ﷺ نے اپنی زبان نبوت سے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ لہٰذا یہ بے بنیاد مفروضہ یہیں دم توڑ جاتا ہے البتہ مزید وضاحت کے لیے ہم یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو مارا جو حضور ﷺ کے فیصلے پر چوں چراں کر رہا تھا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ حالت جنگ میں تھی؟ جب ایک صحابی نے اپنے شاتم والد کو قتل کیا اور حضور ﷺ پر یہ قتل گراں نہ گزرا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ جنگ میں مشغول تھی؟ جب حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاتم والد کو قتل کر ڈالا اور آپ ﷺ نے انہیں اس پر سزا دینا تو درکنار ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہ فرمایا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ صف آراء تھی۔ جب حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ خطمیہ کی اسماء بنت مروان کو مارا تو حضور ﷺ نے یہ کہہ کر ان کی تحسین فرمائی کہ اسے اندھا نہ کہو بلکہ یہی بصارت والا ہے تو اس وقت اسلامی ریاست کو کون سا معرکہ درپیش تھا؟ جب نابینا

صحابی نے اپنی ام ولد کو مار ڈالا اور حضور ﷺ نے اس مقتولہ کے بارے میں فرمایا کہ تم سب گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں چلا گیا تو اس وقت اسلامی ریاست کس کے ساتھ مصروف جنگ تھی؟ جب ایک یہودی شاتمہ کا گلا گھونٹ دیا گیا اور حضور ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کا خون باطل ہے تو اس وقت اسلامی ریاست کو کیا خطرات درپیش تھے؟ اسی طرح جس وقت حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی مشرکہ شاتمہ بہن کو مار ڈالا اور آپ ﷺ نے مقتولہ کے بیٹوں کو واضح فرمایا کہ تمہاری ماں کا خون رائیگاں ہے تو اس وقت اسلامی ریاست کس سے پنجہ آزما تھی؟ کاش عدالت اس حساس موضوع پر لکھنے سے پہلے ادنیٰ تامل بھی کرتی تو کم از کم ان باطل تاویلات کا سہارا نہ لیتی۔ کاش ان روایات پر اچھی طرح غور کر لیا جاتا اور ایسے شاتمین کے خون کو جس طرح زبان نبوت نے رائیگاں اور باطل قرار دیا ان الفاظ پر ہی غور کر لیا جاتا تو یہ بات سمجھنے میں کوئی مشکل نہ رہتی کہ شاتم ان ارشادات نبوی کی روشنی میں مباح الدم ہوتا ہے اور یہ بات بھی سمجھ آجاتی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں سے کوئی جنگ جزیرہ نمائے عرب میں قدم جمانے کے لیے لڑی ہی نہیں البتہ عدالت نے اس حوالے سے مختلف مقامات پر متضاد باتیں کی ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ جب اسلامی ریاست نے جزیرہ نمائے عرب میں قدم جما لیے تو گستاخوں کو سزائیں دیں اور ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ سزائیں اس دور میں دی گئیں جب اسلامی ریاست حالت جنگ میں تھی اور ان جنگوں کا مقصد جزیرہ نمائے عرب میں قدم جمانا تھا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضور ﷺ کے بعد چاروں آئمہ کرام نے آپ ﷺ کے انہی فیصلوں کی روشنی میں اس پر اتفاق کیا ہے کہ شاتم مباح الدم ہوتا ہے اور اگر کوئی اسے از خود بھی مار ڈالے تو اس پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہوتی۔ تعجب ہے کہ عدالت نے ائمہ اربعہ کی تصریحات سے بھی اپنی آنکھیں بند رکھیں اور انحصار کیا تو

ان باطل اور مردود تاویلات پر جن کا ذکر اسلاف واخلاف میں سے کسی بھی جید عالم دین نے نہیں کیا۔

فاضل جج صاحبان نے اپنے فیصلے کے آخر پر لکھا ہے:

The Holy Propet (P.B.U.H) was the blessing for whole mankind and the instances where the Holy Prophet (P.B.U.H) forgave the contemnors are more in number than the instances where are contemnors where done to death.

(Page # 63 of the judgement Dt. 09/03/2015)

''نبی کریم ﷺ تمام انسانیت کے لیے رحمت تھے اور ان واقعات کی تعداد جن میں حضور ﷺ نے گستاخوں کو معاف فرمایا کہیں زیادہ ہے ان واقعات سے جن میں حضور ﷺ نے گستاخوں کو موت کی سزا دی''۔

فیصلے میں لکھے گئے اس غیر ضروری تبصرے سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے گستاخوں کے ساتھ زیادہ تر معاملہ معافی والا کیا اول تو یہ اعداد وشمار بھی سراسر غلط ہیں البتہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نے بعض گستاخوں کو بعض حکمتوں کی بنا پر معاف فرمایا اور آپ کو ایسا کرنے کا حق تھا جبکہ اب امت کے پاس یہ حق نہیں ہے۔

تعجب ہے کہ عدالت نے فیصلے کے پہلے حصے میں خود لکھا ہے:

The above mentioned verses of the Holy Quran and sayings of Prophet (P.B.U.H) reveals that it is the verdict of the Allah Almighty that in no case,the case of the person who gives any sort of complaint to the

Holy Prophet Muhammad(P.B.U.H) is to be condoned.The Prophet hood of the Holy prophet Muhammad (P.B.U.H) was entrenched in the Heavens and all the other great prophet aspired to have been included in the group of followers of the Holy Prophet(P.B.U.H) to respect and love him move than may person(s) on the global face is the requirement of Faith. (Page # 17 of the jadgement Dt. 09/03/2015)

"قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیات اور ارشادات نبوی ﷺ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ رب العزت کا فیصلہ ہے کہ کسی صورت میں بھی حضور ﷺ کو کسی قسم کی شکایت کا موقع دینے والے کا معاملہ کبھی بھی معاف نہیں کیا جائے گا"۔

اس کے بعد عدالت نے وفاقی شرعی عدالت کے کیس محمد اسماعیل قریشی بنام پاکستان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ فیصلہ عدالت پر آئین پاکستان کے آرٹیکل 203GG. کی رو سے Binding ہے پھر اس فیصلے کی تفصیلات بیان کیں جو فیصلے کے صفحہ 18 سے لیکر 25 تک پھیلی ہوئی ہیں ان میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے۔

It is patient to mention here that Holy Prophet (P.B.U.H) has pardoned some of his contemners but the jurists concur that prophet himself had the right to pardon his contemners but the Ummah has not right to pardon his contemners (Assarumal Maslul ibn Taimiyyah,222-223).

(Page # 22 of the judgement Dt.09/03/2015).

"یہاں واضح کرنا بے حد ضروری ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعض گستاخوں کو معاف بھی کیا لیکن فقہا نے اتفاق کیا ہے کہ حضور ﷺ کو بذات خود یہ حق حاصل تھا کہ وہ گستاخوں کو معاف کر دیں لیکن امت کو کوئی حق نہیں کہ وہ گستاخوں کو معاف کرے۔ الصارم المسلول ابن تیمیہ: 222-223"

ایک اور مقام پر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کا ایک اور اقتباس یوں پیش کیا گیا ہے:

The above discussion leaves no manner of doubt that according to Holy Quran as interpreted by the Holy Prophet (P.B.U.H) and the practice easuing there after in the Ummah.The penalty for the conternpt of the Holy Prophet (P.B.U.H) is death nothing else.We have noted that no one after the Holy Prophet (P.B.U.H) exercised or was authorized the right of reprieve of pardon.

(Page # 24 of the judgement Dt. 09/03/2015)

"مذکورہ گفتگو سے شبہ کی معمولی گنجائش بھی نہیں رہتی کہ قرآن حکیم، حضور کی تشریحات اور آپ کے بعد امت کے تعامل کے مطابق حضور ﷺ کی گستاخی کی سزا صرف موت ہے اور کچھ نہیں۔ ہم نے یہ بات بھی محسوس کی ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد کسی کو بھی گستاخ کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں اور نہ ہی کسی نے اسے استعمال کیا ہے"۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ عدالت نے آخر میں مذکورہ بالا تاثر کیوں قلمبند کیا جو ان

کے فیصلے کے ابتدائی حصے کی سراسر نفی کر رہا ہے۔ اگر وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ فیصلے کو فاضل جج صاحبان اپنے لیے Binding سمجھتے جیسا کہ انہوں نے اس کا اظہار فرمایا ہے تو وہ ہرگز مذکورہ بالا تاثر قلمبند نہ فرماتے جو صرف خلاف حقیقت ہی نہیں بلکہ خود وفاقی شرعی عدالت کی تصریحات کے بھی منافی ہے۔

یہ تاثر قلمبند کرنا دراصل یہ آشکار کر رہا ہے کہ عدالت خود بھی اس مسئلہ پر واضح نہیں ہے اور التباس وفکری انتشار کا شکار ہے۔

اسی طرح عدالت نے ثبوت جرم کے لیے نیت کے اعتبار کو ضروری قرار دینے کے لیے اپنے فیصلے میں کئی صفحات لکھ ڈالے۔ یہ بحث فیصلے کے صفحات نمبر 30 تا 36 تک پھیلی ہوئی ہے۔ ان صفحات پر عدالت نے قاضی عیاض کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ بعض فقہا کی یہ رائے ہے کہ حضور ﷺ کی صریح گستاخی کی صورت میں گستاخی کرنے والے سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ اس کی نیت کیا ہے اور اگر توہین کے الفاظ ذومعنی ہوں یا ان سے مختلف معانی نکل سکتے ہوں جن میں سے ایک معنی گستاخی پر محمول کیا جا سکتا ہو تو پھر گستاخ سے پوچھا جائے گا کہ اس کی نیت کیا تھی۔ اس کے بعد عدالت نے واضح طور پر لکھا ہے:

We however do not agree. Firstly the meaning and import of words differ from place to place.Again context may also suggest different meaning.The accused there for must be allowed an opportunity to explain lest an innocent person is punished.

(Page # 35 of the judgment Dt. 09/03/2015)

”ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے اولاً معانی اور الفاظ کا اطلاق موقع بہ موقع مختلف

ہوتا ہے‘ پھر سیاق و سباق سے معانی بدل جاتے ہیں لہٰذا ملزم کو یہ موقع ضرور دیا جانا چاہئے کہ وہ اپنی نیت کو واضح کرے تاکہ کسی معصوم آدمی کو سزا نہ مل سکے“۔

ہماری ناقص رائے میں اول تو صریح گستاخی کے معاملے میں شاید ہی کسی قابل ذکر فقیہ نے نیت کے اعتبار کو لازم قرار دیا ہو۔

ثانیاً اگر ثبوت جرم کے لیے نیت کے اعتبار کو بہر حال ضروری قرار دیا جائے تو ہر برے سے برے عمل کی اچھی نیت تراش لی جائے گی۔ پھر تو کوئی کسی کو قتل کر ڈالے اور بعد میں کہہ دے کہ میں نے اسے اس لیے قتل کیا کہ اس کے شر سے انسانیت کو ضرر پہنچنے کا قوی اندیشہ تھا تو اس صورت میں عدالت کیا کرے گی؟

ثالثاً نیت کا اعتبار جزاء کے لیے ہے نہ کہ ثبوت جرم کے لیے۔ اگر عدالت کی بات مان لی جائے تو لاقانونیت کا ایسا راستہ کھل جائے گا جسے بند کرنا ناممکن ہوگا۔

رابعاً عدالت نے اس قدر تفصیلی اور غیر ضروری بحث سے قبل یہ جائزہ لینے کی زحمت نہ فرمائی کہ ملک میں رائج قانون یہاں کیا کہتا ہے۔ 295-C کا متن حسب ذیل ہے:

”جو کوئی زبانی یا تحریری طور پر مرئی اظہار بہتان تراشی یا مخفی توہین یا طعنہ زنی سے بلاواسطہ یا بالواسطہ پیغمبر اقدس حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی توہین یا بے حرمتی کرے تو وہ سزائے موت کا مستوجب ہوگا“۔

غور فرمائیں کہ اس قانون میں نیت کے اعتبار کا ذکر کہاں موجود ہے؟ یہاں تو مخفی توہین پر بھی سزا دینے کا ذکر ہے۔ فاضل جج صاحبان نے قانون کی پابندی کا جو درس جابجا اپنے فیصلے میں دیا ہے کاش وہ اس مسئلہ پر اپنی رائے دینے سے قبل اس پر خود بھی عمل فرماتے اور رائج قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس قانون کی تشریح فرماتے۔

ہماری دانست میں اس مقدمے کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ سلمان تاثیر نے اپنے قول وفعل سے تواتر کے ساتھ اعلانیہ اور صریحاً توہین و تنقیص رسالت کی۔ جب بھی اسے متوجہ کیا گیا کہ وہ ایک جرم کا ارتکاب کر رہا ہے جو کہ قابل معافی نہیں تو اس نے بجائے ندامت اور توبہ کا راستہ اختیار کرنے کے اپنے جرم پر اصرار کا راستہ اختیار کیا۔ شرعی فتوؤں اور علماء کا بھی استخفاف کیا۔ اس صورتحال میں غازی ممتاز حسین قادری نے اسے شاتم اور مباح الدم سمجھتے ہوئے تب قتل کیا جب غازی صاحب نے قتل سے پہلے سلمان تاثیر سے یہ شکوہ کیا کہ آپ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو کالا قانون کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ آپ خود بھی نبی کریم ﷺ کی امتی ہیں۔ اس موقع پر بھی سلمان تاثیر نے کوئی معقول بات کرنے کی بجائے ایسے الفاظ کہے کہ جنہیں زبان پر نہیں لایا جا سکتا چنانچہ فوری اشتعال کی صورت میں غازی صاحب نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا کہ سلمان تاثیر کے اقوال و افعال سے گستاخی ثابت نہیں ہوتی۔ اس غلط پروپیگنڈا کے انسداد کے لیے ملی مجلس شرعی نے ایک تفصیلی فتویٰ مرتب کیا جس پر تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام نے تائیدی دستخط ثبت فرمائے۔ اگرچہ یہ فتویٰ غازی صاحب کے اقدام کے بعد مرتب ہوا لیکن اس میں معروضی حالات اور شرعی احکام کو سامنے رکھا گیا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

”جو واقعات اور شواہد سائل نے سلمان تاثیر کے حوالے سے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ ان سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سابقہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے تحفظ ناموس رسالت کے ضامن قانون کو جو کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی رو سے ملک میں بطور حد نافذ ہے۔ کالا قانون کہہ کر اور اس قانون کے تحت مجاز عدالت سے سزا یافتہ مجرمہ کی ساتھ ہمدردی کا اظہار کر کے اور اس کی سزا کو ظالمانہ اور سخت سزا کہہ کر پھر اس قانون کو ختم کرانے کے عزم کا اظہار کر کے اور اس سابہ مشرکہ کی سزا کو ہر حال میں

معاف کرانے کا اعلان کر کے توہین و تنقیص رسول ﷺ کا ارتکاب کیا۔ جس کی بنا پر وہ مباح الدم ہو گیا تھا اور اس کی جان و مال کی حرمت ختم ہو گئی تھی۔ اگرچہ ایسے بد بخت کے ساتھ نمٹنے کیلئے ملک میں قانون موجود ہے لیکن چونکہ اسے آئین پاکستان کی رو سے استثنیٰ حاصل تھا اور اس کے خلاف فوجداری مقدمہ قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی ناممکن ہو گئی۔ بعض حضرات نے اتمام حجت کے لیے تھانہ سول لائنز میں مقدمہ درج کرانے کی کوشش بھی کی لیکن مذکورہ دستوری استثنیٰ ان کی راہ میں حائل ہو گیا۔

اندریں صورت حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسے اس کے منصب سے الگ کر دیتی تا کہ اس کے خلاف حسب قانون کارروائی کی جا سکتی لیکن حکومت اس مسئلے پر خاموش تماشائی بنی رہی۔ جس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سلمان تاثیر اپنے باطل موقف پر ڈٹا رہا اور شرعی فتوؤں کا استخفاف بھی کرتا رہا جو کہ فی نفسہ وجہ کفر میں سے ہے۔ اس نے ملک میں رائج شرعی قانون کے تحت مجاز عدالت کی طرف سے سزا یافتہ مجرمہ کو بے گناہ قرار دے کر اور اس کا معاملہ قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے بالائی عدالتوں میں لے جانے کا راستہ ترک کر کے پوری قوم کو قانون شکنی کا پیغام دیا۔ کتاب و سنت کی تصریحات کی روشنی میں گستاخ رسالتمآب کا مرتکب واجب القتل ہے۔ پوری امت اس کے وجوب قتل پر متفق ہے۔

اس کے علاوہ اس کا شرعی حد کو ظالمانہ کہنا اور اس کا استہزاء کرنا توہین شریعت ہے جس سے کفر لازم آتا ہے۔ سائل ہی کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق اس کا اپنی بیٹی کی گواہی کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شق کے مخالف ہونا اور اس آئینی شق کو ختم کرانے کا عزم رکھنا اس کے کفر صریح کی دلیل ہے کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت کتاب و سنت کی نصوص اور فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق ضروریات دین

میں سے ہے۔جس کے انکار سے منکر پر صریح کفر لازم آتا ہے۔اسی طرح اس کا قادیانیوں اور آسیہ مسیح کے کفر وشتم پر راضی ہونا رضا بالکفر ہے۔کتاب وسنت کی نصوص اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق رضا بالکفر کا مرتکب خود بھی کافر ہو جاتا ہے لہٰذا ان وجوہ کفر کی بنا پر بھی وہ مرتد اور مباح الدم ہو چکا تھا۔اس سے توبہ کا مطالبہ بھی کیا گیا لیکن وہ اپنے کفر وارتداد پر ڈٹا رہا۔

غازی ممتاز حسین قادری جو کہ اس کی حفاظت پر مامور تھے انہوں نے مذکورہ بالا حالات میں حضور ﷺ کی ناموس کے اس دشمن کو قتل کر دیا۔حضور ﷺ کے واضح ارشادات کے مطابق ایسے شاتم کا خون باطل اور رائیگاں ہے اگر کوئی مسلمان اسے قاضی یا امام سے سبقت لے کر بھی قتل کر دیتا ہے تو اس پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس معاملے کو خصوصی اہمیت دی ہے اور اسے ایک استثنائی معاملہ قرار دیا ہے۔ائمہ اربعہ کے نزدیک بھی مرتد کو ماورائے عدالت قتل کرنے والے مسلمان پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہے۔

لہٰذا دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے غازی ممتاز حسین قادری کو ملنے والی سزائے موت کتاب وسنت کی رو سے سراسر غلط ہے کیونکہ اس سزا کے نافذ ہونے کی صورت میں مرتد کے عوض مسلمان کا قتل لازم آئے گا۔جس کی شریعت اسلامیہ ہرگز اجازت نہیں دیتی۔غازی ممتاز حسین قادری کے بارے میں دہشت گردی کی عدالت کے جج کے فیصلے سے بھی ہمارے اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے جس میں اس نے تسلیم کیا ہے کہ غازی ممتاز حسین قادری نے جو کیا وہ اسلامی لحاظ سے درست ہے یعنی سلمان تاثیر نے توہین رسالت ہی کی تھی اور اس کی سزا بھی یہی ہے تاہم اس نے انہیں دوسرے ملکی قوانین کے تحت سزا دی ہے آپ کے تمام سوالات کا مختصر جواب یہی ہے۔البتہ ہم نے اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مدلل اور مفصل جواب بھی لکھ دیا ہے‘‘۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس فتویٰ پر تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے دستخط ثبت فرمائے دوسری طرف صرف دو قابل ذکر اہل علم ایسے ہیں جنہوں نے سلمان تاثیر کے اقوال و افعال کو گستاخی پر مبنی قرار دینے میں تامل سے کام لیا ہے۔ان میں سے ایک تو جاوید احمد غامدی ہیں جو کئی معاملات میں پوری امت سے الگ تھلگ رائے رکھنے کی شہرت رکھتے ہیں۔قانون تحفظ ناموس رسالت کے ساتھ ان کی عداوت اظہر من الشمس ہے۔"سبیل المومنین" سے ہٹے ہوئے اس منفرد شخص کی رائے کی جید اور ثقہ علماء کی رائے کے مقابل کیا حیثیت ہو سکتی ہے اس پر مزید لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔دوسری شخصیت ڈاکٹر طاہر القادری کی ہے جن کے اس حوالے سے متضاد مؤقف اور دوہرے معیار پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے بلکہ سوشل میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا پر بھی منظر عام پر آچکا ہے جس سے ان کی عالمانہ حیثیت سخت مجروح ہوئی ہے لہٰذا اس اجماعی فتویٰ کے مقابل ان کی متضاد رائے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ غازی صاحب کے وکلاء کی طرف سے اس فتویٰ کا عدالت میں ذکر بھی کیا گیا۔

اس مقدمے کا اصل تصفیہ طلب معاملہ یہ تھا کہ عدالت اس امر کا جائزہ لیتی کہ کیا سلمان تاثیر کے افعال اور اقوال سے اس پر توہین رسالت کا جرم ثابت ہوتا ہے کہ نہیں۔اگر عدالت آزادانہ طور پر یہ سمجھتی ہے کہ اس سے کوئی ایسا قول و فعل سرزد نہیں ہوا جس سے توہین رسالت لازم آتی ہے تو وہ غازی صاحب کی سزائے موت کو برقرار رکھنے میں کم از کم اپنے تئیں تو حق بجانب ہوتی اور اگر معاملہ اس کے برعکس ثابت ہوتا تو عدالت شریعت اسلامیہ کی رو سے غازی صاحب کی بریت کا اعلان کر دیتی۔تعجب ہے کہ اس مسئلہ پر عدالت نے کارروائی کے دوران گفتگو کی بھی اور سنی بھی لیکن اپنے فیصلے میں یہ معاملہ سرے سے ہی گول کر دیا۔اس فیصلہ کن معاملے سے چشم پوشی اور غض بصر کیوں کیا گیا یہ تو عدالت ہی بہتر جانتی ہے۔لیکن اس سے فیصلہ کی حیثیت مشتبہ اور مجروح ہو کر رہ گئی

ہے عدالت کا یہ کہنا کہ عدالت کو ایسا مواد فراہم نہیں کیا گیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ سلمان تاثیر نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا دراصل یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسے نرم سے نرم الفاظ میں تجاہل عارفانہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا بنابریں اس فیصلے کے بارے میں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ یہ کتاب وسنت کے مطابق نہیں ہے اور عدالت نے اپنے فیصلے کو کتاب وسنت کے مطابق ثابت کرنے کے لیے جن دوراز کار تاویلات کا سہارا لیا ہے انہیں باطل اور مردود ہونے کی وجہ سے کوئی بھی صاحب علم قبول نہیں کر سکتا بلکہ انہیں قبول کرنے کی صورت میں تو شریعت کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے اور ایسی ایسی قباحتیں لازم آتی ہیں کہ کئی صریح قرآنی آیات کا انکار ہو جاتا ہے اور حضور ﷺ کا اسوہ ایک مخصوص خطے تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے، جنہیں تمام عالمین کے لیے نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا ہے اور جنہیں پوری انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کا شرعی جائزہ:

اس سے قبل جب غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کیس میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ نے غازی صاحب کی اپیل پر فیصلہ سنایا تھا تو ہم نے بتوفیق الٰہی اس کا شرعی جائزہ لیتے ہوئے چند صفحات قلمبند کیے تھے جنہیں بے حد پذیرائی ملی۔ سب سے پہلے ملی مجلس شرعی نے معمولی حک و اضافہ کے ساتھ اسے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا جنہوں نے اس کی تائید فرمائی پھر ملی یکجہتی کونسل میں اسے پیش کیا گیا اور کونسل میں شامل مختلف جماعتوں کے قائدین نے بھی اس کی تائید فرمائی اور اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ کے فیصلے کو غیر شرعی ہونے کی بنا پر مسترد کر دیا۔ بعد ازاں یہ شرعی جائزہ سوشل میڈیا میں ہر سو پھیل گیا اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں بھی دوران سماعت اس کا ذکر کیا گیا اور اسے فاضل جج صاحبان کو بھی پیش کیا گیا۔

اس شرعی جائزے کی بنیاد پر غازی صاحب کے وکیل محترم جسٹس (ر) میاں نذیر اختر نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے فاضل جج صاحبان کو متوجہ کیا کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے کے پیرا گراف نمبر 30`29`28 انتہائی قابل اعتراض ہیں اور اس سے مسلمہ اسلامی تعلیمات کا حلیہ بگڑ سکتا ہے اور شریعت اسلامیہ کا ڈسپلن خراب ہوسکتا ہے۔ چنانچہ فاضل جج صاحبان نے ان پیرا گراف کو فیصلے سے حذف کرنے کا عندیہ دیا اور فیصلے میں ان کا ذکر بھی کیا لیکن بوجوہ انہیں کالعدم قرار دینے کی بابت کوئی فیصلہ نہ کر پائے اور اس معاملہ کو اپنے تفصیلی فیصلے میں تشنہ چھوڑ دیا۔ اس طرح اس جائزے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فاضل جج صاحبان نے ان من مانی اور باطل تاویلات کا سہارا نہیں لیا جن کا سہارا اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے جج صاحبان نے لیا تھا البتہ انہوں نے اپنے تفصیلی فیصلہ میں جو نتائج اخذ کیے ہیں ان کا واضح سبب یہ نظر آتا ہے کہ انہیں اسلامی قوانین سے ضروری آگاہی بھی حاصل نہیں ہے۔ بعض مقامات پر انہوں نے غازی صاحب کے فاضل وکلاء کی طرف سے پیش کردہ تحریری مواد کو سطحی انداز سے دیکھا اور باریک بینی کے ساتھ ان کی گہرائی میں جانے سے معذور رہے پھر انہوں نے علوم اسلامیہ کے عظیم ذخیرے سے فائدہ اٹھانے کی بجائے موہوم و مفروض نتائج اخذ کر کے فیصلہ سنا دیا۔ انہوں نے اگرچہ اپنے فیصلے میں اس مسئلہ پر گفتگو کی کہ سلمان تاثیر کی طرف سے توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہنا توہین رسالت بنتی ہے یا نہیں، لیکن فاضل جج صاحبان اس مسئلہ کو اسلامی قوانین کے تناظر میں سمجھنے سے معذور رہے۔ نتائج کے اعتبار سے یہ فیصلہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس کی رو سے غازی ممتاز حسین قادری کو دہشت گردی کے جرم پر دی گئی سزائے موت کو بحال کر دیا گیا ہے جسے اسلام آباد ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے کالعدم قرار دے دیا تھا۔ مزید برآں اس سے نہ صرف اسلامی قوانین کی فائق اور برتر حیثیت

مجروح ہوگئی ہے بلکہ بعض مقامات پر یہاں بھی واضح شرعی احکام کو نہ سمجھنے کی بنیاد پر بالکل خلاف شریعت نتائج اخذ کیے گئے ہیں اور سب سے بڑھ کر توہین رسالت کے معاملہ کو ملتبس کر کے توہین کرنے کا قانونی جواز مہیا کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا اندریں صورت اس شرعی فیصلے پر ایک جائزہ قلمبند کر دیا ہے اگر صدق دل اور خلوص نیت کیساتھ اسے پڑھ لیا جائے تو درست نتائج تک پہنچنا قطعاً دشوار نہیں رہے گا۔

1-غازی ممتاز قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا اقدام اسلامی قوانین کی رو سے جائز ہے:

غازی ممتاز حسین قادری کے وکلاء نے یہ دلیل پیش کی تھی کہ غازی صاحب نے سلمان تاثیر کو قتل کر کے کوئی جرم نہیں کیا کیونکہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 79 کی رو سے یہ کوئی جرم نہیں قرار پاتا کیونکہ اس دفعہ میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ ایسا کوئی بھی فعل جرم نہیں ہے اگر اس کا مرتکب ایسا کرنے میں قانونی طور پر حق بجانب ہو اور اسلامی قوانین کی رو سے غازی صاحب اسے قتل کرنے میں حق بجانب تھے کیونکہ مقتول شاتم ہونے کی بنا پر مباح الدم تھا۔

غازی ممتاز حسین قادری کے وکلاء کی طرف سے یہ دلیل بھی پیش کی گئی کہ اگر درحقیقت سلمان تاثیر نے اس طرح توہین رسالت کا ارتکاب نہ بھی کیا ہو جیسا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے مفہوم میں شامل ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ غازی ممتاز حسین قادری نے غلطی کی بنا پر یہ بات سمجھ لی کہ تاثیر نے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے لہٰذا اس صورت میں بھی اس نے سلمان تاثیر کو قتل کر کے کوئی جرم نہیں کیا کیونکہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 79 کے تحت اس کا یہ اقدام جرم نہیں قرار پاتا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 79 ملاحظہ ہو:

Act done by person justified, or by mistake of fact believing himself justified,by law.Nothing is an offence which is done by any person who is justified by law,or who by reason of a mistake of fact and not by reason of a mistake of law in good faith, believes himself to be justified by law,in doing it.

(Judgement ` Page No.18)

"کوئی بھی فعل جرم نہیں اگر اس کا مرتکب ایسا کرنے میں قانونی طور پر حق بجانب ہو یا وہ واقعاتی غلطی کی وجہ سے، نہ کہ قانون کی غلطی کی بنیاد پر، اچھے اعتقاد کے ساتھ خود کو ایسا کرنے میں حق بجانب سمجھتا ہو"۔

عدالت نے ان دلیلوں کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

As regards the first part of section 79,PPC the accused person has to refer to and rely upon some express and existing legal provision which makes his act justified by law. In the presesnt case the learned counsel for the appellant has not been able to refer to any express and existing legal provision in the entire body of laws of this country authorizing any person to kill another person on his own because such other person had, or was perceived to have committed the offence of blasphemy.

(judgement Page No.19)

''جہاں تک دفعہ 79 کے پہلے حصے کا تعلق ہے تو ملزم کو مروجہ قانون سے کوئی ایسی دفعہ پیش کرنی چاہئے جو کہ صریح ہو اور اس پر انحصار کرتے ہوئے اس کے اقدام کو قانون کے مطابق مبنی بر جواز قرار دیا جاسکے۔ موجودہ مقدمہ میں اپیل کنندہ کے فاضل وکیل اس ملک کے موجودہ قانونی انتظام میں سے ایک بھی ایسی دفعہ پیش نہ کرسکے جو صریح اور رائج ہو اور کسی شخص کو یہ اختیار دیتی ہو کہ وہ دوسرے شخص کو ازخود اس بنیاد پر قتل کرسکتا ہے کہ اس شخص (مقتول) نے حقیقتاً یا قتل کرنے والے کے خیال کے مطابق توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے''۔

عدالت یہ بات کہنے میں حق بجانب نہیں ہے کیونکہ اسلامی قانون کے مطابق کسی مباح الدم شخص کو ماورائے عدالت قتل کرنا جائز ہے اور اس ضمن میں موجود اسلامی قوانین کو صراحت کے ساتھ عدالت کے سامنے رکھا گیا اور انہیں پیش کیے جانے والے تحریری مواد میں بھی بیان کیا گیا تھا۔ اسلامی قانون ملک کا سپریم لاء ہے جس پر مروجہ قانون کی کئی صریح دفعات شاہد و عادل ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آئین پاکستان کے کئی آرٹیکل بھی اس حقیقت کو بغیر کسی تردد اور التباس کے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ان دفعات سے چشم پوشی کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ عدالت نے اسلامی قوانین کو ملک کا سپریم لاء قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔

مروجہ قوانین کی کسی صریح دفعہ پر انحصار ضروری نہیں: اگر اس اسلامی قانون کے ہوتے ہوئے بھی عدالت کسی رائج قانون کی صریح دفعہ کی تلاش میں ہے تو یہ کسی اعتبار سے بھی درست نہیں۔

1- بمطابق نفاذ شریعت ایکٹ (ایکٹ نمبر 1991) اسلامی قانون ملک پاکستان کا بالاترین قانون (سپریم لاء) ہے' یہ بات اسلام آباد ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے کے پیرا نمبر 41 (صفحہ نمبر 89) میں تسلیم کی ہے۔ جہاں کسی بھی رائج

قانون کا اسلامی قانون سے تعارض ہو گا تو عدالت' اسلامی قانون کو ترجیح دے گی اور اس کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ اسی طرح قوانین کی تعبیر و تشریح بھی اسلامی قانون کے مطابق کی جائے گی۔

2- قانون کی دفعہ 79 جامع اور عمومی ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے رائج قانون کی کسی صریح قانونی دفعہ کے مطابق یہ ثابت کرنا ضروری نہیں کہ ملزم کا اقدام مبنی بر جواز تھا بلکہ اس دفعہ میں مطلق قانون کی بات کی گئی ہے اور اس میں اسلامی قوانین بطریق اولی شامل ہیں خواہ یہ بصراحت رائج نہ بھی ہوں کیونکہ ان کی حقیقت ملک کے سپریم لاء کی ہے' جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی بات اسلامی قوانین کی رو سے جائز ہو اور رائج قوانین کی رو سے جائز نہ بھی ہو تو اسلامی قوانین کو حاصل قانونی اور آئینی فوقیت کا تقاضا یہ ہے کہ عدالت اسے جائز تسلیم کرے ورنہ قانون اور آئین سے انحراف لازم آئے گا۔ الغرض رائج قوانین سے تعارض یا کسی مسئلہ پر رائج قوانین کا خاموش ہونا اور اسلامی قوانین میں اس کا بصراحت مذکور ہونا یا رائج قوانین سے مختلف ہونا یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس مسئلہ کو اسلامی قوانین کے تناظر میں دیکھا جائے اور فیصلہ بھی اسلامی قوانین کے مطابق کیا جائے۔

3- تعزیرات پاکستان کی دفعہ 79 جامع اور عمومی ہے جو ایسے ملزم کو فائدہ دیتی ہے جس کا اقدام کسی بھی جرم کے ارتکاب کی صورت میں قانوناً مبنی بر جواز ہو۔ لہٰذا عدالت کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس قانونی دفعہ کے جامع اور عمومی اطلاق کو یقینی بنائے۔ اگر یہاں صرف رائج اور صریح قوانین ہی مراد ہوتے تو اس دفعہ کی قطعاً ضرورت نہ تھی کیونکہ ہر صریح اور رائج دفعہ فی نفسہ ملزم کو یہ فائدہ دینے کے لیے کافی تھی۔ جیسے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 97 ایسے شخص کو فائدہ دیتی ہے جس نے اپنی جان اپنی جائیداد یا کسی دوسرے کی جان کے تحفظ کی خاطر قتل کیا

ہو۔ یہ ایک مخصوص صورتحال کے لیے خاص قانون ہے جس کے بعد کسی بھی ملزم کو دفعہ 79 کے تحت فائدہ حاصل کرنے حاجت ہی نہیں رہتی تو اس صورت میں یہ ایک غیر ضروری دفعہ قرار پائے گی جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا عموم اور جامعیت یہ تقاضا کرتے ہیں کہ یہاں مطلق قانون کی بات کی جائے نہ کہ رائج اور صریح قانونی دفعات کی بلکہ ہر وہ قانون اس میں شامل کیا جائے جو آئینی اور قانونی تعریف اور عدالتی فیصلوں کی رو سے قانون قرار پاتا ہے اور قانون کی تعریف کے دائرے میں آتا ہے چاہے وہ صریح نہ بھی ہو بلکہ غیر صریح یعنی Implied ہو یا براہ راست رائج نہ بھی ہو جیسے اسلامی قوانین کی کئی دفعات ہیں جبکہ کوئی بھی عدالت ان دفعات کو نظر انداز نہیں کر سکتی بلکہ انہیں فائق اور برتر قانون مانتے ہوئے ان کی رو سے فیصلہ کرنے کی پابند ہے۔

2- توہین رسالت کی تصدیق اور ثبوت کے بغیر شاتم کو قتل کرنا:

غازی ممتاز حسین قادری کے وکلا کی طرف سے عدالت میں داخل کیے گئے تحریری مواد پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ زیر غور مقدمہ میں اصل سوال یہ ہے کہ کیا کسی ایسے شخص کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کو از خود اقدام کرتے ہوئے قتل کرنے میں حق بجانب ہے یا نہیں، جب کہ اس کے اقدام کی بنیاد یہ ہو کہ قتل کرنے والے کے ذاتی غیر مصدقہ تاثر اور غیر ثابت شدہ تصور کے مطابق مقتول نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہو۔ اس کے بعد عدالت نے وکلاء کی طرف سے پیش کیے گئے تحریری حوالہ جات اور مواد کی بابت لکھا:

A close and careful examination of all the references made and the religious material produced

in this case by the appellant and his learned counsel shows, and shows quite clearly and unmistakably, that such references and material pertain to cases where commission of blasphemy stands established as a fact and then the discussion is about how the apostate may be treated and not a single reference made or instance refrerred th in the material produced permits killing of a person on the basis only of an unverified impression or an unestablished perception regarding commission of blasphemy. (Judgement, Page No.22)

''اپیل کنندہ اور اس کے وکلاء کی طرف سے اس مقدمہ میں جتنے بھی حوالہ جات اور مذہبی مواد پیش کیا گیا ہے اس کے محتاط اور گہرے ملاحظہ کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے اور بالکل وضاحت اور بغیر خطا کے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تمام حوالہ جات اور مواد ان مقدمات سے متعلق ہے جہاں گستاخی کا ارتکاب درحقیقت ثابت ہے اور پھر اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ مرتد کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے جبکہ فراہم کردہ مواد میں کوئی ایک حوالہ یا واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا گیا جس سے کسی ایسے شخص کو توہین رسالت کے ارتکاب پر قتل کرنے کی اجازت کا جواز ثابت ہوتا ہو جس کے ارتکاب اہانت کے تصور اور تاثر پر تصدیق اور ثبوت موجود نہ ہو''۔

عدالت کا یہ نتیجہ اخذ کرنا نہ صرف خلاف حقائق ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ فاضل جج صاحبان نے اس تحریری مواد میں ادنیٰ تدبر اور غور وفکر بھی نہیں فرمایا جو دوران سماعت انہیں پیش کیا گیا تھا۔

شاتم کی اہانت کی تصدیق کا معاملہ:

تحریری مواد میں انہیں جو واقعات حوالہ جات کیساتھ پیش کیے گئے تھے تقریباً سبھی میں قتل کرنے والوں نے مقتول شاتمین کو اپنے طور پر ہی اپنے خیال (Perception) کے مطابق گستاخ سمجھا اور کسی قاضی یا عالم سے اس کی گستاخی کی تصدیق کروائی نہ کسی عدالت کی طرف سے گستاخی ثابت ہونے کے بعد اقدام کیا' جیسے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قبیلہ خطمیہ کی شاتمہ کو قتل کرنا' حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اپنی مشرکہ اور سابہ بہن کو از خود قتل کرنا اور نابینا صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اپنی ام ولد کو قتل کرنا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منافق کو قتل کرنا' ان تمام واقعات میں کسی نے بھی قتل سے پہلے گستاخی کی تصدیق کسی دوسرے شخص سے نہیں کروائی اور نہ ہی یہ معاملہ قتل سے پہلے کسی عدالت میں پیش ہوا کہ جرم ثابت ہونے کا انتظار کیا جاتا۔ یہاں ضمناً یہ عرض ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی معاملہ عدالت میں پیش ہو جاتا تو اقدام قتل کی نوبت ہی نہ آتی۔

اس ضمن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ والا واقعہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ان سے قبل وہی منافق اپنا معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بھی لے کر گیا تھا اور اس نے اس کا ذکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو ہی حتمی کہا اور واضح کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کے بعد کسی کو اپنے فیصلے کا اختیار نہیں لیکن اس کی اس جسارت کو گستاخی پر محمول نہ سمجھا اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسا اقدام کیا جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک ہی واقعہ کو دو جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے Perception کے مطابق دیکھا اور پھر اپنے اپنے Perception ہی کے مطابق

اقدام کیا۔ دونوں نے ہی کسی خارجی تصدیق اور ثبوت کی حاجت محسوس نہ کی اور نہ ہی یہ معاملہ غیر کی طرف لے کر گئے بلکہ اپنے اپنے Perception کے مطابق اقدام کیا اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کی تصویب خود وحی الٰہی نے کر دی۔

اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو وحی الٰہی رہنمائی کرتی تھی اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایسے اقدام کی تصویب تو ممکن تھی لیکن اب اس دور میں اگر کوئی کسی کو اپنے Perception کے مطابق شتم رسالت کا مجرم سمجھتے ہوئے قتل کر ڈالے تو اس کی تصویب کیسے اور کون کرے گا؟

بعض مقدمات کے فیصلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براہ راست وحی پر انحصار نہ فرمایا:

یقیناً یہ ایک اہم سوال ہے لیکن اس کا جواب دینے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن شاتمین کو قتل کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقدام کی توثیق و تصویب فرمائی ان میں بعض واقعات جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات تو ایسے ہیں جہاں وحی الٰہی کے ذریعے ان کے اقدام کا صائب ہونا محقق ہوا لیکن دیگر واقعات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی کے فراہم کردہ اصولوں کی روشنی میں ہی شاتمین کے خون کو رائیگاں قرار دینے کے فیصلے صادر فرمائے جبکہ وحی نے ان کی براہ راست تائید و تصویب نہ کی، جیسے حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی مشرکہ اور سابہ بہن کو قتل کرنا کیونکہ انہوں نے اس قتل کو مخفی رکھا تھا۔ مقتولہ کے ورثاء کو کسی اور پر شک تھا قریب تھا کہ وہ بے گناہ کو قتل کر دیتے کہ حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ اعتراف کر لیا کہ انہوں نے خود اپنی بہن کو اس لیے قتل کیا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی

تھی اور سب وشتم کرتی تھی چنانچہ حضور ﷺ نے اس کے بیٹوں کو بلا کر فرمایا کہ اس کا خون باطل ہے۔ اس واقعہ میں واضح طور پر یہ قرینہ موجود ہے کہ اس کا فیصلہ حضور ﷺ نے حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اعتراف اور ان سے اس معاملہ کی تفتیش کے بعد فرمایا اور اس حوالے سے کوئی وحی نہ آئی اور نہ وحی آنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے' اگر چہ یہ فیصلہ حضور ﷺ نے وحی الٰہی میں بیان کردہ اصولوں کے مطابق ہی فرمایا تھا۔ اسی طرح جب نابینا صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی ام ولد کو قتل کر ڈالا تو بھی حضور ﷺ نے اس معاملہ کی باز پرس کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ اس کو قتل کس نے کیا ہے؟ چنانچہ وہ نابینا صحابی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفوں کو چیرتے ہوئے حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچے اور عرض کیا کہ میں اس لونڈی کا مالک ہوں۔ یہ آپ ﷺ کو گالی دیتی تھی اور برے کلمات سے بھی یاد کرتی تھی۔ میں اسے روکتا پر یہ نہ رکتی۔ اسے جھڑکتا باز نہ آتی اور اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے ہیں اور یہ میری رفیقہ حیات تھی۔ گزشتہ رات جب اس نے آپ کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے تلوار اٹھائی اور اس کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دیا اور اسے قتل کر دیا۔

حضور ﷺ نے اس اعتراف کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ کہ اس (گستاخ) کا خون رائیگاں چلا گیا ہے۔ اس واقعہ میں بھی آپ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا وہ معمول کی تفتیش اور عدالتی کارروائی کے دوران فرمایا اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ آپ کا ہر فیصلہ وحی الٰہی کے ہی موافق ہوتا ہے۔

گستاخی کا تعین عدالت علماء کے مشورے سے کرے:

اب اس سوال کے جواب کی طرف آتے ہیں اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ حضور ﷺ نے تمام واقعات میں وحی الٰہی کی روشنی میں یہ پالیا تھا کہ مارنے

والوں نے واقعتاً شاتم/شاتمہ کو ہی مارا تو بھی یہ ہونا چاہیے کہ اگر کوئی اپنے Perception کے مطابق کسی کو شاتم سمجھ کر از خود کارروائی کرتے ہوئے بغیر کسی خارجی تصدیق یا ثبوت جرم کے قتل کر دیتا ہے تو ایسا اقدام کرنے والے کے دعوے کی تصدیق کر لی جائے اور صاف ظاہر ہے کہ عدالت کو اس تصدیق کے لیے کسی قابل عالم یا علماء کے پینل سے رجوع کرنا چاہیے جو کہ کتاب و سنت اور فقہائے امت کی تصریحات کے مطابق یہ تعین کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں کہ گستاخی کا صدور رہوا ہے یا نہیں؟ ایک ایسی عدالت جس کے جج صاحبان اسلامی قوانین سے واقف نہ ہوں بلکہ اس کی بنیادی اصطلاحات جیسے سب وشتم' ارتداد' ارتدادِ مغلظہ' استخفاف شریعت اور استہزاء سے بھی واقف نہ ہوں ان سے بعید ہے کہ وہ اس معاملہ میں انصاف کر سکیں۔ فاضل جج صاحبان میں اس استعداد کا معدوم ہونا اس بات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ دوران سماعت جب بھی ان کے سامنے کوئی شرعی معاملہ رکھا جاتا تو وہ یہ کہتے کہ یہ وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل کے دائرے کے معاملات ہیں۔ انہوں نے اپنے فیصلے میں ہائی کورٹ لاہور کے ڈویژنل بنچ کے جس فیصلے کا ذکر کیا ہے اس میں واضح طور پر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو ہدایت کی گئی ہے کہ جب 295-C کے تحت مقدمہ درج ہو تو اس کی تفتیش کم از کم دو گزٹیڈ آفیسرز کے سپرد کی جائے جو ترجیحاً اسلامی قوانین سے بخوبی آگاہ ہوں اور اگر وہ خود اسلامی قوانین سے آگاہ نہ ہوں تو ان کے ساتھ ایک ایسے عالم کو شامل کیا جائے جس کی شہرت اور دیانتداری مسلمہ ہو' پھر یہ ٹیم تفتیش کرے کہ جرم کا ارتکاب ہوا تھا کہ نہیں۔

تعجب ہے کہ سلمان تاثیر کی اہانت کو متعین کرنے کے لیے فاضل جج صاحبان نے کسی مسلمہ دیانتدار اور اچھی شہرت کے مالک عالم یا علماء کے پینل کی طرف کیوں نہ رجوع کیا؟ جبکہ ان کی اسلامی قوانین سے عدم واقفیت اظہر من الشمس ہے اور جس کی

ناقابل تردید دلیل یہ ہے کہ انہوں نے سلمان تاثیر کو کلین چٹ دیتے وقت اسلامی قانون کی کسی شق کا ذکر نہیں کیا۔اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

3- قانون توہین رسالت کو ''کالا قانون'' کہنا بھی توہین رسالت ہی ہے:

فاضل جج صاحبان نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ جب اپیل کنندہ کے فاضل وکلاء سے یہ مخصوص سوال پوچھا گیا تو انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ حضور ﷺ کے مقدس نام کی توہین کرنا ہی توہین رسالت نہیں بلکہ توہین رسالت کے قانون پر تنقید کرنا بھی توہین رسالت ہی ہے۔ یہاں ہم یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں کہ اس نکتۂ نظر کی تائید میں اپیل کنندہ کے فاضل وکلاء نے کسی بھی الہامی نوعیت کے اقتباس (یعنی قرآن وسنت کی نصوص) پر انحصار نہیں کیا۔بلکہ انہوں نے جو حوالہ جات دیئے ہیں وہ انسانی نوعیت کے (اقوال امت) ہیں اور عالمانہ تشریحات پر مبنی ہیں۔پھر لکھتے ہیں:

We have found it difficult to act in this case on the basis of a definition of biasphemy advanced by the learned counsel for the appellant which definition travels beyond the scope of the statutory definition of the same in the law of the land.Apart from that in a democratic society citizens have a right to contend,debate or maintain that a law has not been correctly framed by the state in terms of the mischief sought to be suppressed or that the law promulgated by the state ought to contain adequate safeguards against its misapplication or misuse by motivated

persons. (Judgement Page No.23)

''ہمیں یہ بات محال نظر آتی ہے کہ ہم اس مقدمہ میں اپیل کنندہ کے فاضل وکلاء کی طرف سے کی گئی توہین رسالت کی تعریف پر عمل کریں کیونکہ یہ تعریف ہمارے ہاں رائج قانون توہین رسالت کے دائرے سے باہر ہے۔اس کے علاوہ ایک جمہوری معاشرے میں شہریوں کا حق ہے کہ وہ اس بات پر بحث کریں، رائے رکھیں یا دلیل دیں اگر کوئی قانون ریاست نے درست طور پر وضع نہیں کیا' اس اعتبار سے کہ اس سے ہونے والے نقصان کا تدارک کیا جا سکے یا ریاست کے وضع کردہ قانون کے غلط اطلاق اور جذبات سے مغلوب لوگوں کی طرف سے اس کے غلط استعمال کے خلاف کافی حفاظتی انتظام بھی کیے جا سکیں''۔

عدالت کے فیصلے کے اس حصہ کی ایک ایک سطر میں کئی کئی مغالطے پنہاں ہیں۔جن کا قدرے تفصیلی ذکر ہم کیے دیتے ہیں:

1- کتاب وسنت کی نصوص پر براہ راست انحصار ضروری نہیں:

یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ کسی بھی شخص کا کوئی فعل یا قول توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں اس کے لئے کتاب وسنت کی نصوص صریح پر براہ راست انحصار ضروری نہیں ہے۔جن لوگوں کے کفر یا توہین رسالت کو قرآن وسنت میں منصوصاً بیان کیا گیا ہے انہی سے استنباط اور استشہاد کرتے ہوئے کسی بھی شخص کی طرف سے کی جانے والی توہین رسالت کا جائزہ اہل علم لیتے ہیں۔اس لیے عدالت کا یہ کہنا کہ سلمان تاثیر کی توہین رسالت کے قانون پر تنقیص وتعریض توہین رسالت کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں، اس کا تعین کتاب وسنت کی نصوص سے کرنا یا اس کا مطالبہ کرنا ایک امر محال کا مطالبہ کرنا ہے کیونکہ جو واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے بعد پیش آیا اس کا کتاب وسنت میں منصوصاً

مذکور ہونا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی کسی کے جرم کے ثبوت کیلئے ضروری ہے۔

2-اجماع اور اجتہاد و قیاس بھی ماخذ شریعت ہیں:

جب یہ بات واضح ہوگئی تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا تعین اہل علم کریں گے کہ کوئی تعریضی کلمہ یا توہین وتنقیص پر مبنی کونسا قول وفعل گستاخی کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ البتہ وہ کتاب وسنت سے استنباط یا استشہاد یا پھر اجتہاد کرتے ہوئے یہ تعین کریں گے۔ لہٰذا ان کی رائے کو بلا دلیل غیر وقیع سمجھتے ہوئے قبول نہ کرنا ایسا ہی ہے کہ آپ شرعی احکام کے دو اہم ماخذ سے ہاتھ دھو بیٹھیں جنہیں اصطلاحاً اجماع اور اجتہاد وقیاس کہا جاتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اجتہاد انہی معاملات میں کیا جاتا ہے جن میں کتاب وسنت سے کوئی واضح راستہ نہیں ملتا اور شریعت اسلامیہ میں اس کی اجازت دی گئی ہے اور اسے چوتھے ماخذ شریعت کے طور پر مانا گیا ہے۔ جب کسی ایک قیاس یا اجتہاد پر معاصر علماء متفق ہو جائیں تو یہ اجماع کہلاتا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ اجماع کا درجہ قیاس اور اجتہاد سے بلند ہے اور یہ تیسرا ماخذ شریعت ہے اور یہ بات بالکل مبرہن ہے کہ یہ دونوں ماخذ اقوال امت یعنی اہل علم کے اقوال پر مبنی ہیں۔ جنہیں عدالت نے انسانی اقوال یا عالمانہ تشریحات قرار دے کر اڑا دیا ہے۔ اس سے بھی یہ بات بخوبی آشکار ہوتی ہے کہ فاضل جج صاحبان کو اسلامی قوانین کی کتنی سوجھ بوجھ ہے جبکہ وہ اسلامی قوانین کے دو اہم ماخذ کی اہمیت کے بارے میں بھی نہیں جانتے۔

جج صاحبان یہ سطور لکھتے ہوئے وہ آیت بھی پیش نظر نہ رکھ سکے جسے انہوں نے اپنے فیصلے کے آغاز میں نقل کیا تھا۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 83 ملاحظہ فرمائیں جس میں واضح طور پر اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر انہیں خوف یا امن کے متعلق کوئی اطلاع موصول ہو تو اسے فوری نشر نہ کریں بلکہ نبی ﷺ یا اولی الامر کے سپرد کریں وہ

اولی الامر جو استنباط کر سکتے ہیں اور معاملہ کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ط وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء:83)

"اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیروی کرتے۔

اس آیت مبارکہ میں مشتبہ اور معضل معاملات کو اہل استنباط کی طرف لوٹانے کی واضح ہدایت ہے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ اولی الامر اور اہل استنباط غیر نبی ہیں اور انسان ہی ہیں اس طرح اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ان اہل علم کے راستے کو مومنین کا راستہ قرار دیا ہے اور ان کے راستے کے سوا کسی غیر کے راستے کی پیروی کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:115)

"جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مومنوں کی راہ سے جدا راہ پر چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی"۔

3- خود بلا دلیل شرعی فیصلہ کر دیا:

یہاں فاضل جج صاحبان کو داد دینی پڑے گی کہ وہ سلمان تاثیر پر گستاخی کے الزام کو ثابت کرنے کے لیے تو مستند علماء کے اقوال کو لائق اعتناء نہیں سمجھ رہے اور قرآنی نصوص کا مطالعہ فرما رہے ہیں لیکن دوسری طرف اسے اسی الزام سے بری کرنے کے لیے اپنی رائے پر مطلقاً انحصار کر رہے ہیں اور رائے بھی وہ جس کی بنیاد کتاب و سنت کی کوئی دلیل حتیٰ کہ علمائے امت کی تشریحات پر بھی نہیں' کاش وہ یہ معاملہ متعین کرنے کے لیے علمائے امت سے ہی رجوع کر لیتے۔

4- استخفاف شریعت بھی کفر ہے:

فاضل جج صاحبان کو جو تحریری مواد دیا گیا تھا اس میں وہ نصوص قرآنی موجود ہیں جن کی بنیاد پر استخفاف شریعت کا جرم ثابت ہوتا ہے اور انہیں یہ امت کے مسلمہ مفسرین' شارحین اور فقہاء کی آراء کے ساتھ واضح اور آشکار کیا گیا تھا۔ مزید برآں کسی شرعی حد کو کالا قانون کہنے کا حکم شرعی بیان کیا گیا تھا اور توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہنے سے کیسے توہین رسالت ثابت ہوتی ہے یہ سب کچھ آشکار کیا گیا تھا۔ لیکن فاضل جج صاحبان نے نامعلوم مصلحتوں کی بناء پر اس عظیم علمی ذخیرے کو ٹھکرا دیا اور اس کے مقابل اپنی رائے پر انحصار کیا جس رائے کی تائید اخلاف امت میں سے کوئی بھی دیانتدار اور اچھی شہرت کا حامل صاحب علم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسلاف امت میں سے کسی نے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل جج صاحبان بھی اپنی اس متفرد رائے پر کتاب و سنت کی نصوص تو کجا اقوال امت میں سے ایک قول بھی نہیں لا سکے۔

5- تنقید اور تنقیص میں فرق ہے:

اس سنجیدہ اور اہم معاملے کو فاضل جج صاحبان نے اس قدر تساہل سے دیکھا ہے کہ

وہ تنقید اور تنقیص میں بھی فرق نہیں کر سکے۔سلمان تاثیر کا قانون توہین رسالت کو کالا قانون کہنا پھر اسے ظالمانہ قرار دینا پھر اسے ناپسندیدہ قرار دینا' یہ تنقید نہیں بلکہ تعریض وتنقیص ہے۔اگر اسے کالا قانون کہا جائے گا تو اس سے کتاب وسنت کی توہین لازم آئے گی کیونکہ اس قانون کے مصادر کتاب وسنت ہی ہیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی قانون کی تنقیص کو اس کے مصادر کی تنقیص پر محمول نہ کیا جائے؟ پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ اس قانون کو کالا قانون کہنے سے حضور ﷺ کے ان فیصلوں کی بھی تنقیص لازم آتی ہے جن کی رو سے شاتمین کو موت کی سزا دی گئی یا ان کے قتل کو مباح قرار دیا گیا۔ہم پہلے یہ بات نقل کر چکے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق کی اس بات کو تنقیص رسالت سمجھتے ہوئے اسے قتل کر دیا تھا کہ اس نے حضور ﷺ کے فیصلہ پر دل میں تنگی محسوس کی تھی اور اس پر نظر ثانی چاہی تھی' اس نے آپ ﷺ کے فیصلے کے بارے میں یہ بھی نہیں کہا تھا کہ یہ کالے قانون کے تحت کیا گیا فیصلہ ہے (معاذ اللہ) اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ قانون توہین رسالت کو کالا کہنا تنقید نہیں بلکہ تعریض و تنقیص ہے اور اس تنقیص و توہین کا درجہ شدت میں اس منافق کی طرف سے کی گئی توہین و تنقیص سے بڑھا ہوا ہے جسے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توہین رسالت کے جرم پر قتل کیا تھا۔

6-عدالت کا خلجان:

یہاں عدالت کا ذہنی خلجان واضح طور پر نظر آتا ہے کہ ایک طرف تو وہ فاضل وکلاء کی طرف سے کی گئی توہین رسالت کی اس تعریف کو اس لیے نہیں مان رہے کہ انہوں نے یہ تعریف کرتے ہوئے کتاب وسنت کی نصوص پر انحصار نہیں کیا تھا یا یہ کہ یہ تعریف ملک میں رائج قانون یعنی 295-C کے دائرے سے باہر ہے (اگرچہ یہ دونوں باتیں بلادلیل ہیں اور ان پر بھی وہ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے)۔جبکہ دوسری طرف

انہوں نے کئی صفحات یہ ثابت کرنے پر لکھ ڈالے کہ سلمان تاثیر نے توہین رسالت کے بنیادی قانون پر تنقید نہیں کی تھی بلکہ ضوابطی قانون پر بات کی تھی حالانکہ وہ یہاں بھی درست نتیجے تک نہیں پہنچے جس کی نشاندہی ہم آئندہ سطور میں کریں گے۔ یہاں صرف یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ جج صاحبان اس بات پر واضح نہیں کہ وہ بنیادی قانون کو "کالا" کہنے کو بھی توہین سمجھتے ہیں یا اس پر بھی نصوص کی تلاش میں ہیں یا ان کا نکتہ نظر یہ ہے کہ ضوابطی قانون پر تنقید کرنا توہین رسالت کے زمرے میں نہیں آتا؟

7- مخفی اور ملفوف توہین قابل مواخذہ ہے:

فاضل جج صاحبان کا یہ کہنا کہ اپیل کنندہ کے فاضل وکلاء کی طرف سے کی گئی توہین رسالت کی تعریف اس ضمن میں موجود C-295 کے دائرے سے باہر ہے ایک ایسی بات ہے جس کی ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں اور وہ زمین پر کھڑی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس قانون کے متن میں یہ بات بصراحت موجود ہے کہ مخفی یا ملفوف توہین یا بالواسطہ توہین بھی قابل مواخذہ ہے لہٰذا اس قانون کی معقول تشریح وتعبیر سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سلمان تاثیر کا ناموس رسالت کے قانون کو کالا کہنا C-295 کے تحت بھی اہانت ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کے حوالے سے ذکر کر دیا ہے۔

4- بنیادی اور ضوابطی قوانین میں فرق:

ہم نے اوپر ذکر کیا کہ عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ بھی کہا ہے کہ قانون توہین رسالت پر تنقید (حالانکہ سلمان تاثیر نے تنقید نہیں تنقیص کی تھی) توہین رسالت نہیں ہے لیکن ساتھ یہ بھی موقف اختیار کیا کہ کسی بھی مذہبی معاملے میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں بہتری چاہنا تا کہ اس قانون کا نفاذ بہتر اور مناسب طریقے

سے ہو سکے اس سے مراد یہ نہیں ہو گا کہ قانون کے مذہبی پہلو کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔عدالت نے یہاں حدود کے قوانین کی مثال دی، جنہیں ملک میں 1979ء میں متعارف کروایا گیا تھا، جس کے بعد معاشرے کے کمزور طبقات اور اقلیتوں کے خلاف ان کے غلط اطلاق اور استعمال کو روکنے کے لیے تواتر کے ساتھ احتجاج کیے گئے اور بعد ازاں ضوابطی قوانین میں ترامیم بھی کی گئیں تا کہ کسی معصوم اور بے گناہ شخص کو اذیت سے بچایا جا سکے۔اس کے بعد عدالت نے لکھا:

Keeping in view the strong religious sentiments in our society it ought to be understood quite clearly that any call coming from serious quarters for reform in the laws regarding religion related offences can only be a call for introducing safeguards against misaapplication or missue of such laws by motivated persons and such call is ordinarily not to be construed as a call against the religious aspects of the offences covered by such laws. (Judgement, Page No.24)

”معاشرے میں موجود شدید مذہبی جذبات کو مدنظر رکھ کر یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اگر سنجیدہ حلقوں سے کسی قانون میں اصلاح کے لیے مطالبہ آتا ہے بطور خاص مذہب سے متعلق الزامات سے تعلق رکھنے والے قوانین میں تو اس سے مراد صرف یہ ہو گا کہ کچھ حفاظتی اقدام کیے جائیں تا کہ کسی بھی جذبات سے مغلوب شخص کی طرف سے اس کا غلط اطلاق اور استعمال نہ ہو سکے اور بالعموم ایسے مطالبے کو ان جرائم کے مذہبی پہلوؤں کے خلاف نہیں سمجھنا چاہیے جو ان قوانین کے تحت آتے ہیں“۔

عدالت نے توہین رسالت کے قانون C-295 کے تدریجاً مروجہ شکل تک آنے کو بھی اس بات پر دلیل بنایا ہے کہ اس کی ابتدائی شکل قابل اصلاح تھی۔ جبھی تو اس میں ترامیم کے ذریعے اسے مروجہ شکل میں لایا گیا۔ انہوں نے اس امکان کا بھی ذکر کیا ہے کہ مروجہ شکل میں بھی اس قانون میں مزید تبدیلیاں لانے کی بات کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح اس کے اطلاق کے حوالے سے ضوابطی قوانین میں بھی تبدیلیاں لانے کی بات کی جا سکتی ہے۔ پھر عدالت نے ڈان اخبار میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کا ذکر کیا ہے جس میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ زیادہ تر توہین رسالت کے مقدمات کی بنیاد جھوٹے الزامات اور مفادات یا ذاتی جھگڑے ہوتے ہیں نہ کہ توہین رسالت کے ارتکاب کے حقیقی واقعات۔

پھر عدالت نے ہائی کورٹ لاہور کے ڈویژن بنچ کے کیس محمد محبوب عرف بوبا بنام ریاست جو کہ PLD2002 لاہور میں 587 کے تحت مذکور ہے' کے فیصلے کے اقتباسات نقل کیے ہیں جن میں اس قانون کے غلط استعمال کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد معزز عدالت نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

In this backdrop any call for reform of the law regarding the effence of blasphomy ought not to be mistaken as a call for doing away with that law and it ought to be understood as a call for introducing adequate safe guards against malicious application or use of that law by motivated persons.

(Judgement Page No.28)

''اس پس منظر میں قانون توہین رسالت میں اصلاح کے لیے کیے جانے والے

مطالبے کو غلطی سے ایسے نہیں لینا چاہئے کہ یہ قانون سے خلاصی حاصل کرنے کا مطالبہ ہے بلکہ اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ مطالبہ جذبات سے مغلوب لوگوں کی طرف سے اس قانون کے غلط استعمال کے خلاف کافی حفاظتی انتظام متعارف کروانے کا مطالبہ ہے“۔

اسلامی قانون کی تنقیص کو بطور اصول ضوابطی قوانین کی تنقیص نہیں سمجھا جاسکتا۔

معزز عدالت کی یہ بات درست ہے کہ بنیادی قانون یعنی Substantive Law اور Procedural Laws پر تنقید میں فرق ہے بطور خاص جب یہ کسی اسلامی قانون پر کی جائے لیکن یہ بات بے حد غیر معقول ہے کہ توہین رسالت یا کسی اور اسلامی قانون پر جب بھی تنقید کی جائے گی یا اس کا استہزاء کیا جائے گا اس سے لازماً مراد یہ ہوگا کہ یہ تنقید اور استہزاء Procedural Laws پر ہے اور اس اصل قانون یعنی Substantive Law پر نہیں ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت ہے۔

ایسی بات کرنا دراصل قانون توہین رسالت پر استہزاء اور اس کی اہانت کا دروازہ کھول دینے کے مترادف ہے بلکہ یہ اسے عدالتی جواز فراہم کرنے کی ہی ایک صورت ہے۔صاف ظاہر ہے یہاں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ایسا کہنے والے کی مراد کیا ہے اور قرائن سے بخوبی آشکار ہے کہ زیرغور معاملہ میں سلمان تاثیر کی مراد Procedural Laws پر تنقید و تنقیص نہ تھی بلکہ وہ 295-C پر ہرزہ سرائی کررہا تھا جو Substantive Law ہے۔

قانون کب مقدس کہلاتا ہے؟

معزز عدالت کا یہ کہنا کہ اس قانون میں ارتقاء اسی طرح ہوا ہے۔نئے قانون کے ذریعے پہلے سے موجود قانون کو غلط قرار دیا گیا لہٰذا اسے کسی نے گستاخی پر محمول نہیں کیا۔ یہ بات بے حد معصومانہ ہے۔

اصل صورتحال یہ ہے کہ اس قانون کو غلط اسی لیے کہا جاتا رہا کہ یہ کتاب وسنت اور

حضور ﷺ کے فیصلوں کے مطابق نہ تھا اور جب یہ کتاب وسنت کی موافقت میں مروجہ شکل میں آگیا تو اسے تقدس حاصل ہوگیا اور اب اس کے خلاف ہرزہ سرائی توہین رسالت قرار پائی۔ عدالت کو دو باتوں میں فرق کرنا چاہیئے تھا' کسی قانون کو کتاب و سنت کے موافق بنانے کے لیے غلط کہنا اور معاملہ ہے جبکہ کتاب وسنت سے اخذ شدہ قانون کو غلط کہنا اور معاملہ ہے۔ عدالت کو یہاں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے تھی کہ کسی قانون کو کتاب وسنت کے موافق نہ کہنا اور بات ہے جب کہ کتاب وسنت سے اخذ شدہ قانون کو کالا قانون کہنا دوسری بات ہے۔ یاد رہے کہ 295-C کو وفاقی شرعی عدالت نے اپنے کئی فیصلوں میں قرآن وسنت کے مطابق سزائے حد قرار دیا ہے۔

یہاں حدود کے معاملے پر قیاس درست نہیں:

معزز عدالت نے قوانین حدود کی جو بات کی ہے اس سے یہ فرق بخوبی آشکار ہو جاتا ہے۔ جب تک اہل علم نے یہ سمجھا کہ حدود کو برا بھلا نہیں کہا جا رہا بلکہ اس کے تحت Procedural s Law پر تنقید کی جارہی ہے تا کہ اس کے غلط استعمال سے معصوم اور بے گناہ لوگوں کو بچایا جاسکے تو انہوں نے ایسے لوگوں پر استخفاف شریعت کا فتویٰ لگانے سے اجتناب کیا لیکن ہر معاملے کو حدود کے اس مخصوص معاملے پر ہی قیاس کر لینا کہاں کا انصاف ہے؟ جبکہ اس سے یہ اصول وضع کر لینا کہ جب بھی کسی اسلامی قانون پر تنقید کی جائے گی اسے Procedural Law پر تنقید سمجھا جائے گا سراسر زیادتی بلکہ اصول کے نام پر پرلے درجے کی بے اصولی ہے۔ سلمان تاثیر کے بارے میں فاضل جج صاحب کو کیسے یہ یقین حاصل ہوگیا کہ اس نے Substantive Law کو نہیں بلکہ Procedural Laws کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا؟ جبکہ حقائق سراسر اس کے برعکس ہیں جن کا ہم قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کیے دیتے ہیں:

1- سلمان تاثیر کی وضاحت کا معدوم ہونا:

سلمان تاثیر کی طرف سے کوئی بھی ایسی وضاحت ریکارڈ پر موجود نہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ اس کا ہدف Procedural Laws تھے نہ کہ Substantive Law لہذا اندریں صورت عدالت کا یہ تاثر قائم کرنا کہ اس نے Substantive Law کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا ایسے ہی ہے جیسے ملزم کی خاموشی اور سکوت سے اپنی مرضی کا مفہوم اخذ کرلیا جائے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ خلاف انصاف ہے۔

2- اس کا سزا کو ظالمانہ کہنا:

سلمان تاثیر کا آسیہ مسیح کی سزا کو ظالمانہ کہنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ Substantive Law پر تنقید کر رہا تھا کیونکہ سزا Substantive Law کے تحت دی جاتی ہے نہ کہ Procedural Laws کے تحت۔

3- اس کا اسے آمر کا بنایا ہوا قانون کہنا:

سلمان تاثیر نے جب قانون توہین رسالت کو کالا قانون کہا تو اس نے اسے آمر یعنی ضیاء الحق کے دور میں بنایا ہوا قانون بھی قرار دیا جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا ہدف Substantive Law تھا کیونکہ اس وقت دفعہ 295-C کو تعزیرات پاکستان کا حصہ بنایا گیا تھا لیکن یہ قانون مروجہ صورت میں بعد ازاں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی رو سے بنا تھا اور Procedural Law تو اس کے بھی بعد بنے اور تب جنرل ضیاء الحق حادثے میں وفات پا چکے تھے۔ گویا مروجہ صورت میں 295-C اور اس سے متعلقہ ضوابطی قوانین ضیاء الحق کی وفات کے بعد بنے۔ لہذا اس کی تنقید Substantive Law پر تھی۔

4- ضوابطی قوانین میں ترمیم ہو چکی تھی:

یہ بات بے حد اہم ہے کہ اس سے قبل Procedural Law میں ترامیم ہو بھی

چکی تھیں، جس کا تذکرہ ہم نے اوپر تفصیل کے ساتھ کر دیا ہے۔لہٰذا اب وہ Procedural Law میں کون سی ترمیم چاہ رہا تھا جبکہ کبھی اس کی طرف سے کوئی ایسی تجویز بھی سامنے نہ آئی۔

5- جھوٹے مقدمات کے تدارک کیلئے مؤثر قوانین موجود ہیں:

جھوٹے مقدمات کا اندراج ہمارے ہاں کئی قوانین کے تحت ہوتا ہے اور اس کے مؤثر سدباب اور تدارک کے لیے ضابطہ فوجداری میں ایسے قوانین موجود ہیں جو جھوٹے مقدمات قائم کرنے والوں کو دی جانے والی مختلف سزاؤں سے متعلق ہیں۔جن سزاؤں کا تعین حالات و واقعات کی نوعیت کے مطابق کیا جاتا ہے۔بفرض محال اگر اسے اس حوالے سے کوئی تشویش تھی تو اسے مؤثر قانون سازی کے لیے پارلیمنٹ کو متوجہ کرنا چاہئے تھا نہ کہ ملکی قانون کے تحت مجاز عدالت سے سزایافتہ مجرمہ کی حمایت کی غرض سے قانون پر ہرزہ سرائی کرنی چاہئے تھی۔اسی طرح اگر وہ یہ سمجھتا تھا کہ آسیہ مسیح کے خلاف قانون کا غلط استعمال واطلاق ہوا ہے تو بھی اس کے لیے راستہ یہ تھا کہ اس کے لیے بالائی عدالتوں میں قانونی چارہ جوئی کرنا۔

6- ضوابطی قوانین میں ترمیم کیلئے وہ اپنا منصب استعمال کرسکتا تھا:

یہ بات بھی قابل فہم ہے کہ سلمان تاثیر ایک گورنر تھا اگر اسے Procedural Law میں ترامیم مطلوب ہوتیں تو وہ صدر کو سمری بھیج سکتا تھا۔پارلیمنٹ کو ان تبدیلیوں کے لیے متوجہ کرسکتا تھا۔295-C کی اصل روح کو برقرار رکھتے ہوئے Procedural Law میں اگر کوئی بھی معقول تبدیلی کی جاتی تو کسی کو بھی اعتراض نہ ہوتا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ Procedural Law میں ترامیم اس کا مدعا ہی نہیں تھا وہ تو Substantive Law میں تبدیلی کا خواہاں تھا اس لئے اس پر ہرزہ سرائی کرتا رہا۔معزز عدالت نے تو بغیر کسی ثبوت کے یہ نتیجہ اخذ کرلیا کہ سلمان

تاثیر نے Procedural Law پر تنقید کی تھی جبکہ ہم مذکورہ بالا قرائن کے علاوہ ٹھوس شہادتیں بھی پیش کر سکتے ہیں جن کی رو سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے کہ اس نے درحقیقت Substantive Law کو ہدف ملامت بنایا تھا یہاں صرف دو باتوں کا ذکر کر دیتے ہیں:

(i) سزائے موت......کو ظالمانہ کہنا:

سلمان تاثیر نے ایکسپریس نیوز پر کامران شاہد کے ساتھ انٹرویو کے دوران یہ کہا کہ قانون توہین رسالت پر نظر ثانی کر کے سزائے موت کی ظالمانہ سزا ختم ہونی چاہئے نیز یہ کہا کہ قرآن کی آیت کے مطابق کسی کو قانون توہین رسالت بنانے کی ضرورت نہیں۔ نیوز لائن میگزین میں جب اس سے سوال پوچھا گیا کہ کیا آپ قانون ناموس رسالت کو ختم کرانے کے حق میں ہیں؟ تو اس نے جواباً یہ کہا کہ اگر میری ذاتی رائے جاننا چاہتے ہیں تو میں اس قانون کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اب فاضل جج صاحبان بتائیں کہ کس کلئے اور قاعدے کے مطابق Procedural Law پر تنقید مان لیا جائے؟

(ii) یورپی یونین کا مطالبہ کیا ہے؟:

بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے اس نے صاف کہا کہ ہم یورپی یونین کے ساتھ تعلقات بڑھانے جا رہے ہیں، وہ انسانی حقوق کو بھی دیکھتے ہیں۔ 2014ء میں ہم مکمل ممبر شپ اور معاشی اندراج کے لیے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ اس کے لیے ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ اس طرح کے قانون پاکستان کے لیے اچھے ثابت نہیں ہوں گے اور اب یورپی یونین نے ہماری حکومت جو خط لکھا ہے اس میں یہ مطالبات واضح طور پر موجود ہیں کہ اس قانون کو ختم کیا جائے اور عاصیہ مسیح کو رہا کیا جائے۔ اس کے بعد بھی اگر فاضل جج صاحبان یہ سمجھتے ہیں کہ سلمان تاثیر Substantive Law کو ہدف ملامت نہیں بنا رہا تھا بلکہ وہ تو Procedural Law میں اصلاح کی باتیں کر رہا تھا

تو پھر کف افسوس ملنے کے سوا کیا چارہ رہ جاتا ہے؟

یہ مختصر شرعی جائزہ بخوبی آشکار کر رہا ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فاضل جج صاحبان نے اس فیصلے میں اسلامی قوانین کی اہمیت اور فوقیت کا ایک طرح سے انکار ہی کر دیا ہے جو کہ فی نفسہ ملک میں رائج قوانین اور آئین پاکستان سے واضح انحراف ہے۔ مزید برآں انہوں نے توہین رسالت کے نازک مسئلے پر نہ تو جید علماء سے رابطے کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی انہوں نے خود دقت نظر سے زیر بحث مسائل پر اسلامی نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش فرمائی چنانچہ اس سے واضح اسلامی احکام کی صورت بدل جاتی ہے اور ان کے اطلاقات کی بابت مزید مغالطے پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ فیصلہ بھی کتاب و سنت اور دستیاب علمی ذخیرے کے مطابق سراسر غیر شرعی ہے"۔

کیا صدر سے رحم کی اپیل کی گئی:

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد جو پہلا بیان دیا کہ میں نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر گستاخ رسول کو واصل جہنم کیا وہ آخری لمحہ تک اپنے اس بیان پر قائم رہے، صیہونی و قادیانی لابی کے افراد جب اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود حتیٰ کہ سزائے موت کی سزا کا اعلان کرنے کے بعد بھی غازی ممتاز حسین قادری کے عزم و استقلال اور عشق و محبت رسول ﷺ سے ایک ذرہ بھی پیچھے نہ ہٹا سکے تو دجالی میڈیا کے ذریعے صدر سے رحم کی اپیل کا شوشہ چھوڑا تا کہ عاشقان رسول ﷺ کے دلوں سے شمع محبت کو کچھ کم کیا جا سکے۔ لیکن خالق کائنات نے اپنے محبوب بندے کی عزت کی حفاظت فرمائی۔ کسی نیک سیرت جیل ملازم نے غازی اسلام کی زبانی ہی اس سازش کا پردہ چاک کر دیا اور خود غازی ممتاز حسین قادری کی ویڈیو کے ذریعے تردید آ گئی اور یوں لادین طبقہ ایک مرتبہ پھر ذلت و رسوائی کا شکار ہو

گیا۔اس حوالے سے محترم میاں نذیر اختر بیان کرتے ہیں۔

ہم نے اتمام حجت کیلئے فیصلہ کیا کہ صدر پاکستان کے پاس آرٹیکل 45 کے تحت درخواست برائے حصول انصاف دائر کریں گے چنانچہ ایسی تین درخواستیں تیار کی گئیں۔ایک ممتاز قادری کے والد محترم ملک محمد بشیر اعوان کی طرف سے‘دوسری ملک کے آٹھ اہم علماء کرام کی طرف سے اور تیسری میری طرف سے بحیثیت دوست ملک محمد ممتاز قادری‘ یہ تینوں درخواستیں صدر پاکستان اور وزارت داخلہ کو بھیجی گئیں۔بعد ازاں ہم نے تین اور درخواستیں صدر پاکستان (ممنون حسین) وزیراعظم پاکستان (نواز شریف) اور اس وقت کے آرمی چیف (راحیل شریف) کو بھجوائیں اور ان سے درخواست کی کہ وہ ہمیں تھوڑا سا وقت دے کر ہمارا نکتہ نظر سماعت کرلیں لیکن کسی کو بھی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس اہم اور حساس معاملے میں ہماری چند گزارشات سن لیتے۔دستور کے آرٹیکل 45 کے تحت بھیجی گئی درخواستوں کے فیصلے سے قبل اچانک سزائے موت پر عمل کیوں اور کیسے ہوگیا؟اس معاملے کی تحقیق باقی ہے۔

آخری ملاقات:

غازی ممتاز حسین قادری کے بھائی ملک دلپذیر بیان کرتے ہیں کہ بروز پیر ہمیں فون آیا کہ غازی ممتاز قادری کی طبیعت خراب ہے آپ اڈیالہ جیل آجائیں ابھی ہم جیل جانے کی تیاری کررہے تھے کہ پھر فون آیا آپ گھر پر رکیں ہم گاڑی بھیج رہے ہیں اور دس منٹ بعد گاڑی آگئی۔

ہم سب گھر والے اڈیالہ جیل روانہ ہو گئے جیل پہنچ کر ہمیں ایک الگ کمرے میں بٹھا دیا گیا وہاں ہمیں کافی دیر انتظار کرنا پڑا۔تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد ہمیں یہ خبر دی گئی کہ اوپر سے آرڈر آچکا ہے غازی صاحب کی شہادت کا وقت آچکا ہے ہمیں گھر سے نکلتے وقت جو خدشہ تھا وہ سچ ثابت ہوا۔پھر ہمیں ایک اور کمرے میں منتقل کیا گیا اور کچھ

دیر بعد ناموس رسالت کے عظیم محافظ غازی ممتاز قادری کو بھی وہاں لایا گیا۔

ہم شدید تکلیف اور کرب میں مبتلا تھے لیکن غازی ممتاز حسین قادری کی مسکراہٹ نے ہمیں اپنی جانب متوجہ کرلیا۔غازی ممتاز حسین قادری انتہائی مطمئن اور خوش نظر آرہے تھے ہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔آپ پریشان مت ہوں میں موت سے ہمکنار نہیں ہورہا بلکہ میں تو حیات نو پانے جارہا ہوں۔میں اپنے سرکار کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہورہا ہوں۔آپ کو بھی اس پر خوش ہونا چاہیئے اگر آپ لوگ پریشان ہونگے تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔غازی صاحب ہر ملاقات کی طرح ہمیں نعتیں سناتے رہے اپنے پیرو مرشد اور علماء اہلسنت کا تذکرہ کرکے ان کیلئے دعائیں کرتے رہے۔غازی صاحب نے کہا جس جس نے بھی تحفظ ناموس رسالت کیلئے اور میری رہائی کیلئے کوشش کی مجھے سب خبر ہے اور ان شاء اللہ سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ان کا سلام اور شفاعت کیلئے عرض کروں گا۔میں نے کہا! آپ تو جیل میں ہیں آپ کو سب کی خبر کیسے تو غازی صاحب صرف مسکرا دیئے۔

اپنے لخت جگر کیلئے اپنے گھر والوں کو سختی سے تلقین کی کہ میرے بیٹے کو عالم دین بنایا جائے اور فرمایا میری خواہش ہے کہ محمد علی بھی اپنے آپ کو تحفظ ناموس رسالت کیلئے وقف کردے۔

پھر غازی ممتاز حسین قادری نے محمد علی کو اٹھایا گلے سے لگایا اور انتہائی پیار سے پوچھا محمد علی رضا قادری تم اپنے بابا کے نقش قدم پر چلو گے؟ تو بیٹے نے جواب دیا ہاں بابا چلوں گا پھر انتہائی معصومیت سے کہنے لگا بابا آپ ہمارے ساتھ گھر چلو تو غازی اسلام نے جواب دیا انشاء اللہ فجر کی نماز کے وقت گھر آجاؤں گا' ہم سب یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوئے لیکن پانچ سال کے محمد علی کو کیا خبر میرے والد کہاں جانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔الغرض آخری ملاقات میں بھی غازی ممتاز حسین قادری

ہی ہمیں تسلی و تشفی سے نوازتے رہے اور ہمیں حوصلہ دیتے رہے۔

غازی ممتاز حسین قادری کے دوست محمد زبیر قادری بیان کرتے ہیں کہ پیر کی رات مجھے ملک عابد بھائی کا فون آیا کہ جیل سے کال آئی ہے کہ غازی صاحب کی طبیعت خراب ہے آپ لوگ ان سے ملنے آئیں، ساتھ ہی عابد بھائی کہنے لگے خدشہ ہے کہ یہ لوگ غازی صاحب کو شہید کر دیں گے کیونکہ ہم جمعرات کو غازی صاحب سے ملاقات کر کے آئے ہیں وہ بالکل تندرست اور ہشاش بشاش تھے۔ یہ بات سن کر میں وسیم بھائی، برادر اکبر فیصل بھائی اور شعیب بھائی کے ساتھ اڈیالہ جیل کی طرف نکلا ہمارے ساتھ ملک عبدالرؤف بھی تھے (ملک عبدالرؤف، فیصل بھائی اور محمد شہزاد گوگا غازیان اسلام سے بہت محبت رکھتے ہیں اور ان کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں) جب ہم جیل کے باہر پہنچے تو غازی صاحب کے تمام گھر والے بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ غازی صاحب کے اہل خانہ جیل کے اندر چلے گئے۔ ہمیں اندر نہیں جانے دیا گیا۔ جیل کے باہر اور اندر بھی عجیب لذت آمیز مناظر تھے۔ غازی ممتاز حسین قادری محافظ ناموس رسالت تھے۔ روحانی و باطنی طور پر ان کے استقبال کی تیاریاں جاری تھیں، آس پاس کے لوگ بھی اس لذت و چاشنی سے کچھ کچھ حصہ وصول کر رہے تھے۔

آخری پیغام بنام علماء کرام:

غازی ممتاز حسین قادری نے یہ پیغام اپنے برادر اکبر ملک محمد دلپذیر اعوان اور محمد زبیر قادری کی خواہش پر لکھا۔ قربان جاؤں ممتاز حسین قادری کی عظمت پر کہ دنیا سے جاتے ہوئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی کس قدر فکر ہے اور غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنا پیار ہے۔ غازی ممتاز حسین قادری ملک پاکستان میں کس طرح کی بہار چاہتے ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

چھوڑ دو رنگ برنگے جھنڈے تھام لو سبز گنبد والا
ہم سب سے راضی ہو جائے سوہنا مدینے والا

''اڈیالہ جیل کی قید بھلی، دنیا کی قید سے نجات کو غالب چند ایام رہ گئے ہیں خواہش تھی کہ کاش تختہ دار پر چڑھنے سے پہلے علماء حق کا ایک مضبوط اور مربوط اتحاد دیکھ پاتا۔ کاش اگر ایسا ہوجائے تو بالیقین سرکار ﷺ کہتا ہوں کہ پیارے وطن میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ممکن ہوجائے گا اور پھر پاکستان کی تقلید میں بہت جلد دیگر اسلامی ممالک بھی اپنے اپنے ملک میں نفاذ شریعت کا اعلان کردینگے۔ انشاء اللہ۔

میں نے تو اپنی جان سرکار ﷺ کے قدموں میں رکھ دی اور ان کے نام پر قربان کردی۔ کون کون صرف اپنی دستار سرکار ﷺ کے قدموں میں رکھے گا۔

محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

سوئے مقتل روانگی:

ملک دلپذیر اعوان بیان کرتے ہیں کہ غازی ممتاز حسین قادری کی شہادت کے بعد جب میں اڈیالہ جیل غازی صاحب کی چیزیں لینے گیا (جو برتن کپڑے اور دیگر اشیاء استعمال کرتے تھے) تو جیل کے کچھ افسران سے بھی میری ملاقات ہوئی ہر آنکھ اشکبار تھی۔ انہوں نے بڑی محبت سے میرا استقبال کیا جو آفیسرز غازی صاحب کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھے انہوں نے بتایا: غازی صاحب جب آپ سے ملاقات کے بعد تختہ دار کی طرف جانے لگے تو ان کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی، سزائے موت کیلئے جب کسی شخص کو لیجایا جاتا ہے تو اکثر لوگ خوفزدہ ہونے کی وجہ سے لڑکھڑا جاتے ہیں اپنے قدموں پر چل نہیں پاتے انہیں اٹھا کر لے جانا پڑتا ہے۔ لیکن غازی صاحب کو دیکھ کر ہم خود حیران ہو رہے تھے کہ وہ لیجانے والے اہلکاروں سے بھی تین چار قدم آگے چل رہے تھے جب تختہ دار پر چڑھنے کیلئے اہلکار نے مدد کرنا چاہی تو اسے روک کر بولے: ''الحمدللہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور خود چل کر جا

سکتا ہوں" پھر تختہ دار پر کھڑے ہو کر رسے کو ہاتھ میں لیکر چوما اور کہا: "تو میرے اور سرکار ﷺ کے بیچ ایک وسیلہ ہے" یہ کہہ کر رسہ خود اپنے گلے میں ڈالا ہم پاس کھڑے تھے تو انتظامیہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے: "کس کس کو مدینہ جانا ہے؟" کچھ لمحے خاموشی کے بعد غازی صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا میری ایک گزارش ہے جب میں "لبیک یارسول اللہ" کہوں تو اس وقت تم اپنا کام کرنا۔ یہ کہنے کے بعد دو تین منٹ تک غازی ممتاز حسین قادری دائیں جانب آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور پھر مسکراتے ہوئے بلند آواز میں کہا: "لبیک یارسول اللہ" اور پھر ملت اسلامیہ کا فخر، امت مسلمہ کے دلوں کی دھڑکن، محافظ ناموس رسالت دنیا کی قید سے آزاد ہو کر محبوب رب العالمین سید المرسلین امام الاولین والآخرین حضور خاتم النبیین ﷺ کے دامن رحمت میں چلا گیا۔

سید محمد التیجانی حسینی:

یہ بزرگ مدینہ شریف میں مقیم ہیں اور مدینہ طیبہ آپ کی جائے پیدائش ہے، حجرہ مقدسہ کے خادمین کی فہرست میں ان کا اسم گرامی بھی شامل ہے ان کے ملنے والے ایک شخص نے ملک دلپذیر اعوان کو یہ واقعہ سنایا۔

28 فروری کی رات مجھ ناچیز کو مدینہ منورہ میں اطلاع ملی کہ غازی صاحب کی فیملی کو اچانک اڈیالہ جیل بلا لیا گیا ہے، میں نے فوراً حضرت سید محمد التیجانی سے رابطہ کی کوشش کی اور خوش قسمتی سے ان کے ساتھ رابطہ ہو گیا۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ غازی صاحب کی جان کو نقصان پہنچائے جانے کا خدشہ ہے، اس پر حضرت سید صاحب کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ پڑھتے رہے اور پھر فرمایا: "وہ امر ہو چکے ہیں وہ یہاں موجود ہیں" میں نے سید صاحب کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے عرض کیا

آپ دعا فرمائیں غازی صاحب کو کچھ نہ ہو۔

تو حضرت سید صاحب اٹھ کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر خدمت ہو گئے اور مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پیش کیا اور پھر مجھے لیکر عم رسول حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آدھا گھنٹہ سے زائد باادب کھڑے ہو کر آپ نے حاضری پیش کی اور روتے رہے۔ فراغت کے بعد جب گاڑی کی طرف بڑھے تو ناچیز کے اصرار پر فرمانے لگے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا سماں بہت نورانی تھا' رحمتوں کی برسات میں کسی کے استقبال کی تیاری جاری ہے اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت خوش تھے۔ جس سے مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ غازی ممتاز حسین قادری کو شہید کر دیا جائے گا اور اس سے غازی ممتاز حسین قادری کی بارگاہ اقدس میں مقبولیت ومحبوبیت کا بھی اندازہ ہو گیا۔

غازی ممتاز حسین قادری کے وکیل جسٹس (ر) میاں نذیر اختر اس حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

بعد شہادت ممتاز قادری بارگاہ رسالت میں پہنچے۔ اس حقیقت کا انکشاف حضرت علوی صاحب (حال مقیم آکسفورڈ) نے کیا۔ انہوں نے راقم کو بتایا جب ممتاز قادری بارگاہ رسالت میں پہنچے تو وہ بھی اور دیگر رجال الغیب بھی حاضر تھے۔ ممتاز قادری کو دیکھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قریب بلایا محبت سے سینے کے ساتھ لگایا اور ماتھے پر بوسہ دیا اور اپنی نشست کی داہنی طرف بٹھایا' اس کے بعد اہل مجلس سے ان کا تعارف کرایا۔ انہی کے بقول ممتاز قادری اکثر وبیشتر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر رہتے ہیں۔

اسی طرح کا واقعہ کا فقیر سے غازی ممتاز حسین قادری کے دوست محمد زبیر قادری نے بھی بیان فرمایا: جس سے بارگاہ رسالت مآب میں غازی ممتاز حسین قادری کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

غسل مبارک:

محمد زبیر قادری بیان کرتے ہیں۔ 28 فروری رات 4 بجے کے قریب غازی صاحب کے بھائی ملک عابد حسین نے باہر آ کر غازی صاحب کو شہید کیے جانے کے متعلق بتایا اور ملاقات کے احوال غازی صاحب کا اطمینان اور محفل نعت کے متعلق بتایا۔شہادت کے بعد جب غازی صاحب کو لیکر گاڑی باہر آئی تو بہت جذباتی ماحول ہوگیا۔ہم خود بخود ہی پاؤں کے بل کھڑے ہو کر ''لبیک یا رسول اللہ'' کے نعرے لگانے میں مصروف ہو گئے۔غازی صاحب کا جسم مبارک جس گاڑی میں تھا اس کے آگے پیچھے کئی گاڑیاں تھیں اور سکیورٹی انتہائی سخت تھی۔غازی صاحب کا جسد مبارک گھر لایا گیا تو کچھ دیر بعد دلپذیر بھائی نے مجھے بلایا اور کہا غازی صاحب کو غسل دے دیں۔

غازی صاحب کو غسل دینے کیلئے میرے ساتھ علامہ غفران محمود سیالوی، مفتی محمد عثمان رضوی، غازی صاحب کے محلے کی مسجد کے امام صاحب اور غازی صاحب کے خاندان کے کچھ لوگ بھی شامل تھے، غسل مبارک دینے کی سعادت میرے اور مفتی عثمان رضوی کے حصہ میں آئی اور باقی لوگوں نے معاونت کی۔

دوران غسل غازی صاحب کے جسم مبارک سے انتہائی مسحور کن خوشبو اور مہک آ رہی تھی، تمام لوگوں پر انتہائی روحانی کیفیت طاری تھی، غازی صاحب کا جسد مبارک بالکل تر وتازہ تھا، میں نے غازی صاحب کے جسم مبارک کے خوب بوسے لیے، میں نے آپ کے قدموں کو چوما تو عجیب سرشاری تھی، آپ کے جسد مبارک میں عجیب روحانیت ونور تھا۔غسل مبارک سے فارغ ہونے کے بعد میں نے غازی اسلام کے ہاتھ میں مصافحہ کے انداز میں ہاتھ دیا تو مجھے حیرت کا جھٹکا لگا، مجھے باقاعدہ محسوس ہوا کہ غازی اسلام نے

میرا ہاتھ دبایا‘ میں نے غازی محمد یوسف کے برادر اصغر محمد آصف کو بتایا تو انہوں نے بھی مصافحہ کرنے کے بعد یہی کیفیت بیان کی۔

غازی صاحب کا سبز عمامہ شریف جو انہوں نے اپنی شہادت سے قبل خود باندھا تھا وہ کھل گیا وہ عمامہ شریف بھی دوبارہ باندھنے کی سعادت مجھے اور سید طارق شاہ کو ہوئی‘ عمامہ شریف پر نقش نعل پاک بھی میں نے ہی سجایا جو تصاویر میں بھی واضح ہے اور اتنی دیر میں نے اپنا عمامہ غازی صاحب کے سر مبارک پر رکھا۔

نماز جنازہ:

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کی شہادت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور پورے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی‘ ہر شخص اس ظالمانہ فیصلہ پر رنجیدہ تھا‘ اہلسنت و جماعت کے آباؤ اجداد نے خون جگر دے کر ملک پاکستان بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اہلسنت نے ہمیشہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور ملکی امن کو تہ وبالا ہونے سے بچایا۔

آپ خود غازی ممتاز حسین قادری کو ہی لے لیجئے حکومت وقت نے غازی ممتاز قادری کے ساتھ کتنی زیادتی اور حق تلفی کی‘ ججز نے بھی دلائل کو تفصیل سے پڑھے بغیر عجلت میں ہی فیصلہ دے دیا۔ جس آدمی کو علم ہو کہ چند گھنٹوں بعد مجھے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا اسے کسی کا کیا خوف اور ڈر ہو سکتا ہے کہ وہ اس خوف کی وجہ سے کسی مصلحت کا شکار ہو۔ غازی ممتاز حسین قادری نے اپنی شہادت سے چند گھنٹے قبل جو ویڈیو پیغام ریکارڈ کروایا اس میں ملک پاکستان اور پاک فوج کے ساتھ محبت کا واضح اظہار ہے جس سے اہلسنت و جماعت کے پر امن اور محب وطن کا بین ثبوت ہے۔

غازی اسلام غازی ممتاز حسن قادری کی شہادت کا سانحہ بہت بڑا سانحہ تھا اس پر ستم یہ کہ حکومتی ادارے پیمرا نے غازی ممتاز حسین قادری کے جنازے کی کوریج تو کجا میڈیا پر اعلان تک نہ ہونے دیا' دیگر رکاوٹیں اس کے علاوہ تھیں اس کے باوجود لوگوں نے غازی ممتاز حسین قادری سے والہانہ محبت کا ثبوت دیا۔

غازی ممتاز حسین قادری 29 فروری 2016 صبح نماز فجر کے قریب شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے اور یکم مارچ 2 بجے لیاقت باغ راولپنڈی آپ کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا۔غازی اسلام کی شہادت کے بعد لوگ جوق در جوق آپ کے گھر غازی صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہونے لگے اور پھر رات کے آخری پہر ہی لیاقت باغ پہنچنے لگے ۔راقم الحروف جب صبح گیارہ بجے کے قریب لیاقت باغ پہنچا تو اس وقت باہر سڑک پر بھی لوگوں کا جم غفیر تھا۔لیاقت باغ کے سٹیج کے علاوہ بھی کافی جگہ علماء و مشائخ کیلئے مختص کی گئی تھی۔

سٹیج پر کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے ۔جنہوں نے غازی ممتاز قادری کے حق میں کبھی کوئی کلمہ خیر تک نہیں کہا تھا ان کے شاگرد و مریدین ان کی تصاویر بنا رہے تھے' ان حضرات نے غازی ممتاز حسین قادری کی کبھی حمایت نہ کی لیکن آج صف اول میں نظر آنے کیلئے یہ صاحبان جبہ و دستار بے چین و مضطرب تھے ۔انہی احباب کی بدولت سٹیج پر نظم و ضبط متاثر رہا لیکن علماء کرام نے ماحول کو زیادہ تلخ ہونے سے بچائے رکھا۔

لوگوں کے جم غفیر اور غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ محبت و الفت کی وجہ سے آپ کے جسد مبارک کو لیاقت باغ لانے تک کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑا' اسی وجہ سے آپ کی نماز جنازہ میں دیر ہوئی اور 3:30 ساڑھے تین بجے کے قریب آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔مفکر ملت حضرت ابوالخیر سید حسین الدین شاہ ناظم اعلیٰ جامعہ

رضویہ ضیاء العلوم نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

غیر ملکی خبر رساں ادارے بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق 70 ستر لاکھ سے زائد افراد نے شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کی نماز جنازہ میں شرکت کی' اس سے پوری دنیا کو پتہ چل گیا کہ پاکستانی مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں ایمان کی حرارت کتنی ہے اور ان کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کے جذبات کتنے گہرے ہیں۔ لوگ ایک عاشق رسول کی محبت میں جمع ہوئے' جس عظیم مجاہد نے ناموس رسالت ﷺ کے دفاع میں اپنی جان قربان کر دی۔

لوگوں کے دل حکومت کے خلاف شدید نفرت اور جذبات سے بھرے تھے اور شہید ناموس رسالت غازی ممتاز قادری کی اچانک شہادت سے وہ انتہائی رنجیدہ تھے۔ اس کے باوجود سب لوگ علماء اہلسنت اور غازی ممتاز قادری کے والد محترم کی تلقین پر بالکل پرامن رہے اور نماز جنازہ کے بعد پرامن طور پر اپنے گھروں کو واپس چلے گئے' کسی جگہ کوئی توڑ پھوڑ نہ ہوئی حتیٰ کہ کوئی گملہ اور شیشہ تک بھی نہ ٹوٹا۔

غازی اسلام کی شہادت کے بعد لاکھوں لوگ سڑکوں پر نکلے اپنے جذبات کا اظہار کیا' پھر غازی صاحب کے جنازے میں شریک ہوئے مگر تمام وقت جذبات و احتجاج ایسا منظم' پرامن اور پروقار رہا کہ کہیں کوئی پتہ تک بھی نہ گرایا گیا' کیا پاکستان کی سیاسی جماعتیں ایسی کوئی دوسری مثال پیش کر سکتی ہیں؟ اسی لیاقت باغ میں دسمبر 2007ء کو جب بینظیر بھٹو کو قتل کیا گیا تو ردعمل میں قومی املاک کو کیا کیا نقصان نہیں پہنچایا گیا' بلاجواز ریلوے تنصیبات تباہ کر دی گئیں' ریلوے انجن' بوگیاں اور سٹیشن تباہ کر دیئے گئے' دکانوں' مکانوں اور کاروباری دفاتر میں تباہی مچا دی گئی' نو سال قبل کھربوں مالیت کا نقصان آج تک پورا نہ کیا جا سکا' کسی نے یہ پوچھنے کی زحمت تک نہ کی آخر یہ نقصان کیوں کیا گیا' اس کا کیا جواز تھا۔ پھر بھی ترقی پسند ہونے

کے یہ دعویدار مہذب' روشن خیال...... مگر منظم' پروقار' جذبات پر قابو رکھنے کی نادر مثال پیش کرنے والے عشق نبی کے جذبات سے سرشار یہ لاکھوں مذہبی کارکنان انتہا پسند' دہشت گرد اور بنیاد پرست۔

؎ تمہیں کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے

مزار مبارک:

نماز جنازہ کے بعد اسلام آباد سے مری جاتے ہوئے مری روڈ پر بارہ کہو سے دائیں طرف چند کلومیٹر موضع ''اٹھال'' میں شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کا جسد مبارک لایا گیا۔ اس کے متعلق آپ کے دوست محمد زبیر قادری بیان کرتے ہیں غازی صاحب کے بھائی ملک عابد حسین اور میں (زبیر قادری) نیچے قبر میں اترے اور مٹی وغیرہ درست کی میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ مجھے غازی صاحب کا تابوت شریف اٹھانے کی سعادت حاصل ہو۔ جب غازی صاحب کا جسد مبارک قبر میں اتارنے لگے تو قبر ایک طرف سے تھوڑا درست کرنے والی تھی تو اس اثنا میں مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اتنی دیر میں نے تابوت اٹھائے رکھا۔ پھر ملک عابد حسین اور میں نے ہی غازی صاحب کو قبر مبارک میں اتارا اور یوں غازی صاحب کی تدفین مکمل ہوئی۔

شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کے مزار مبارک پر انسان روحانی و وجدانی کیفیت محسوس کرتا ہے اور محبت رسول ﷺ کی لذت و چاشنی کی روح پرور فضاؤں سے دل و دماغ کو معطر کرتا ہے' غازی ممتاز حسین قادری نے اپنی عظیم قربانی سے پاکستانی قوم میں اک نئی لہر پھونک دی اور عشق رسالت مآب ﷺ کا ولولہ تازہ ایک بار پھر عطا فرمایا۔ شہید ناموس رسالت کا مزار مبارک آج بھی مرجع خلائق ہے۔

غازی ممتاز حسین اور مشاہیر:

4 جنوری 2011 دفاع ناموس رسالت ﷺ کے سبب غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری امت مسلمہ کے ہیرو بن گئے' غازی ممتاز حسین قادری کے اس اقدام کو ہر طبقہ فکر نے خوب سراہا۔ علماء کرام' مشائخ عظام' پرنٹ میڈیا' صحافی حضرات' وکلاء' تاجر برادری' سیاستدان حتیٰ کہ سکول و کالج کے طلباء نے بھی غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کو خراج تحسین پیش کیا اور پورے ملک میں غازی ممتاز حسین قادری کی حمایت میں جلسے' جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں۔

بھرپور عوامی حمایت کے نتیجہ میں جمہوریت پسندی کا راگ الاپنے والوں اور آزادی اظہار کے دعویداروں کو چاہئے تو یہ تھا کہ قومی رائے کا احترام کرتے ہوئے غازی ممتاز حسین قادری کو باعزت بری کر دیتے لیکن ایسا نہ ہوسکا' غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کی شہادت سے جمہوریت پسندی' آزادی اظہار' ترقی پسند سوچ' روشن خیالی جیسے کھوکھلے نعروں کی قلعی کھل کر سامنے آگئی کہ صرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان نعروں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری کے متعلق چند مشاہیر کے تاثرات ملاحظہ کیجئے۔

امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی' تحریک لبیک یارسول اللہ:

غازی ممتاز حسین قادری نے تحفظ ناموس رسالت کے باب میں پوری امت کا قرض چکایا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے' جنازے محلات' مال و زر اور پروٹوکول سے بڑے نہیں ہوتے' رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے جنازے بڑے ہوتے ہیں' غازی علم الدین کی شہادت کے نتیجہ میں پاکستان بنا تھا اور غازی ممتاز قادری کے شہادت کے

نتیجہ میں ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ نافذ ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ غازی ممتاز قادری نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے اپنی جان قربان کردی اور اپنے دو ماہ کے بچے کی پرواہ بھی نہیں کی اور لوگ ابھی چونکہ چنانچہ سے ہی باہر نہیں نکلے، حضور سید عالم ﷺ کیلئے ہمارا سب کچھ قربان ہے۔ بس انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام۔

جامع المعقول والمنقول علامہ **حافظ عبدالستار سعیدی**، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ:

غازی ممتاز حسین قادری نے یہ کام رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سرانجام دیا، جن لوگوں کے دلوں میں محبت رسول ہو وہ بہت عظیم انسان ہوتے ہیں، غازی ممتاز حسین قادری محبت رسول ﷺ کے حوالے سے عظمت کا مینار ہیں، غازی ممتاز حسین قادری نے ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے بہت بڑی قربانی دی وہ سرخرو ہیں۔

مفکر ملت ابوالخیر **سید حسین الدین شاہ** مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم:

غازی ممتاز حسین قادری نے نبی کریم ﷺ کی ناموس کی خاطر سلمان تاثیر کو قتل کیا ہم اس کے اہل خانہ کے ساتھ کھڑے ہیں اس کے گھر کی کفالت اب ہماری ذمہ داری ہے غازی ممتاز حسین قادری اور اس کا خاندان تنہا نہیں، ہم سب ان کے ساتھ ہیں اور ساتھ رہیں گے۔

صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر **محمد زبیر الوری**: صدر جمعیت علماء پاکستان

ممتاز قادری کی شہادت رائیگاں نہیں جائے گی، آج کا دن پاکستان کی تاریخ کا سیاہ دن ہے، اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں اسلام کے خلاف بدترین فیصلہ ہوا، عاشق رسول ممتاز قادری کو سزائے موت دے دی گئی، ممتاز قادری اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن گیا۔ 4 جنوری کو جب غازی اسلام نے سلمان تاثیر کو قتل کیا تو چند

لمحوں بعد ہی جیو کے پروگرام ”لیکن!“ میں ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے کھل کر غازی ممتاز حسین قادری کی نہ صرف حمایت کی بلکہ ان کے ساتھ کھڑے ہونے کا اعلان کیا۔

مفکر اسلام علامہ قاری محمد زوار بہادر، سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان:

غازی ممتاز حسین قادری پوری امت کے ہیرو ہیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کے دفاع کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل کیا۔ میں حکمران طبقے کو خبردار کر رہا ہوں اگر تم نے غازی ممتاز حسین قادری کو سزا دی تو اللہ کے عذاب سے نہیں بچ پاؤ گے اقتدار کی کرسی پر بڑے بڑے لوگ آئے آج ان کی قبروں کے نشان بھی مٹ گئے۔ لیکن غازی علم الدین کا نام آج بھی زندہ ہے، غازی ممتاز حسین قادری، غازی علم الدین کا وارث ہے۔

شاہ محمد اویس نورانی: سینئر نائب صدر جمعیت علماء پاکستان

غازی ممتاز حسین قادری کا عمل درست ہے، حکومت مغربی آقاؤں اور یورپی یونین کو خوش کرنے کی فکر میں ہے۔ حکومت غازی ممتاز حسین قادری کیس میں انصاف کے تقاضے پوری نہیں کر رہی۔ اگر حکومت نے غازی ممتاز حسین قادری کو نقصان پہنچایا تو پھر یہ حکومت بھی قائم نہیں رہے گی۔

کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی! سربراہ صراط مستقیم پاکستان

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کوئی مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر سکتا، سابق گورنر سلمان تاثیر نے جب توہین رسالت کی تو علماء اہلسنت نے احتجاج کیا۔ جب احتجاج کے باوجود قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اپنی ذمہ داری پوری نہ کی تو غازی ممتاز حسین قادری نے جذبہ عشق رسول کی بنیاد پر سلمان تاثیر کو قتل کر دیا۔ تمام تحقیقاتی ایجنسیوں نے تفتیش کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ غازی ممتاز حسین قادری کا تعلق کسی

دہشت گرد گروپ سے نہیں ہے اس نے فقط عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر یہ کام کیا ہے۔غازی ممتاز حسین قادری کا یہ فعل خالص تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے ہے۔یہ عمل ایسے ہی ہے جیسے حضرت عمر نے ایک گستاخ منافق کو قتل کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ان پر کوئی فرد جرم عائد نہ کی اور نہ ہی ناراض ہوئے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حمایت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ہم غازی ممتاز حسین قادری کے اس اقدام کے بارے میں پہلے تفصیلی شرعی فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔

محقق العصر مفتی محمد خان قادری: صدر ملی مجلس شرعی:

زرداری حکومت میں سلمان تاثیر نے قانون ناموس رسالت پر بے رحم تنقید کی اور اسے ''کالا قانون'' قرار دیا تو مسلمانوں کے دل چھلنی ہو گئے۔ایسے میں اللہ رب العزت نے غازی ملک محمد ممتاز قادری کا انتخاب کیا اور ان سے وہ کام لیا جسے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ کی ادائیگی قرار دیا۔

مفتی منیب الرحمٰن: سربراہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان:

حکومت وقت نے شب خون مارا اور رات ایک بجے ممتاز حسین قادری شہید کی سزائے موت کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا۔کیا کسی دہشت گرد کے ساتھ بھی ایسا سلوک روا رکھا گیا ہے؟ یہ ان حکمرانوں کی بدنصیبی ہے اور انہوں نے اس کا ارتکاب کر کے اپنے زوال کی پہلی اینٹ خود ہی رکھ دی' کیا علامہ محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح جب غازی علم الدین کا مقدمہ لڑ رہے تھے تو وہ ایک قاتل اور دہشت گرد کا مقدمہ لڑ رہے تھے یا عاشق رسول کا' کیا وہ جذباتی مذہبی جنونی تھے یا انہیں محبت رسول ﷺ کے جذبے نے یہ سعادت بخشی؟ جج نے تو وہاں بھی قانون کی آڑ لی تھی اور انصاف کو قتل کر دیا تھا۔

یہاں میں ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور ان کے نمائندوں نے بعض علماء اہلسنت سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ممتاز حسین قادری کو سزائے موت نہیں دی جائے گی اور ہم اس معاملے کو معرض التواء میں ڈال دیں گے، لیکن ان کا یہ قول و قرار بھی جھوٹ ثابت ہوا، حکمرانوں سے ہمارا سوال ہے کیا اہانت رسول ﷺ پر جن مجرموں کو سزائے موت ہوئی ہے، کیا ان میں جرأت ہے کہ انہیں بھی تختہ دار پر لٹکائیں۔ اسی طرح سپریم کورٹ آف پاکستان سے ہر پاکستانی مسلمان کا یہ سوال ہے کہ ہماری نام نہاد آزاد عدلیہ آسیہ مسیح کے کیس کو انجام تک کیوں نہیں پہنچا رہی، اسے کون سا خوف لاحق ہے اور کس کی خوشنودی مطلوب ہے، تاریخ کا یہ سوال ان پر قرض رہے گا اور انہیں سوچنا چاہئے کہ تاریخ انہیں کس طبقے میں شمار کرے گی۔

علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری: ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ:

غازی ممتاز حسین قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کیا شاتم کو ماورائے عدالت قتل کی نظیر خود رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ملتی ہے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے از خود شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا بعد میں جب یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے گستاخ کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ لہٰذا غازی ممتاز حسین قادری پر کوئی سزا نہیں جو نافذ کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے غازی ممتاز حسین قادری کے اقدام کی تصویب ظاہر ہوتی ہے۔

مفتی عبد العلیم سیالوی: شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ:

غازی ممتاز حسین قادری عاشق رسول ہے، عاشق رسول ﷺ کو پھانسی دینا قرآن و سنت کی تعلیمات کے منافی ہے، ممتاز قادری کی سزائے موت سے اہل اسلام کو انتہائی

رنج ہوا محسن انسانیت آقائے دو جہاں ﷺ کی گستاخ ناقابل معافی جرم ہے۔

انجینئر محمد ثروت اعجاز قادری: سربراہ پاکستان سنی تحریک:

غازی ممتاز حسین قادری کو دی جانے والی سزا انصاف کا قتل عام ہے۔ حکمرانوں نے اسلامی قوانین کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں، ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرنے والے حکمرانوں نے ممتاز قادری کو پھانسی دے کر ثابت کر دیا کہ انہوں نے ملک کو سیکولر بنانے کا عزم کر لیا ہے۔

پیر محمد افضل قادری: سربراہ عالمی تنظیم اہلسنت:

اللہ رب العزت نے حالات کا رخ بدلنے کیلئے اسباب پیدا فرمائے اور ان میں بڑا سبب 4 جنوری 2011 کو پیدا ہوا۔ جب اسلام آباد میں ملک ممتاز حسین نے ایک بدزبان کو اس کے حقیقی انجام تک پہنچایا اور خود گرفتاری پیش کرنے کے بعد "یارسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر" کا نعرہ بلند کیا۔ اس محمدی شیر کی جانب سے ناموس رسالت ﷺ پر پہرہ داری کے طفیل خواب خرگوش میں مست اہلسنت کو پھر بیدار کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرنے کا سبب عطا فرمایا:

صاحبزادہ مظہر سعید کاظمی: صدر جماعت اہلسنت پاکستان:

غازی ممتاز حسین قادری کی پھانسی سے پورے ملک میں بالخصوص اہلسنت میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہم اس سانحہ کی شدید مذمت کرتے ہیں، یہ تاریخ کا سیاہ دن ہے۔

علامہ سید عرفان شاہ مشہدی: ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان:

غازی ممتاز حسین قادری نے ناموس رسالت کے دفاع میں اپنی قربانی پیش کی،

اس مقدمہ میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے، گستاخ رسول ﷺ کی سزا موت ہے اور اس کا خون ضائع ہے۔

صاحبزادہ حامد رضا: سربراہ سنی اتحاد کونسل:

غازی ممتاز حسین قادری کی پھانسی کا دن پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ نواز لیگ اصل میں یزید لیگ ہے غازی صاحب کی شہادت کے بعد ان کے خلاف نکلنا لازم ہو گیا اب وقت آ گیا ہے عوام گو نواز گو کی صدا بلند کرتے ہوئے باہر نکلے اور اپنے غازی کا بدلہ لے:

صاحبزادہ بلال سلیم قادری: سربراہ سنی تحریک:

غازی ملک ممتاز حسین قادری اسلام کا ہیرو اور عشاقان رسول ﷺ کا آئیڈیل ہے حکمرانوں نے پھانسی دیکر نہ صرف اپنی آخرت تباہ کی بلکہ تاریخ بھی ان کو غدار اسلام و غدار آئین پاکستان کے نام سے یاد کرے گی۔ مگر افسوس شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی کے علاوہ کوئی بھی اور کسی تنظیم کا لیڈر، عالم، مہتمم غازی صاحب کی رہائی کیلئے کوئی خاص کردار ادا نہ کر سکا۔

صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی: صدر تحفظ ناموس رسالت محاذ:

ایک عظیم عاشق رسول کو پابند سلاسل رکھا گیا ہے لہٰذا ہم ایک بار پھر ارباب اختیار کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ پاکستانی قوم کے دینی جذبات کا احترام کرتے ہوئے اور بانیان پاکستان کے غازیان اسلام کے بارے میں ذکر کیے گئے نظریات کا احترام کرتے ہوئے غازی ممتاز حسین کو فی الفور رہا کر دیں۔

ڈاکٹر راغب حسین نعیمی: ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ:

مقتیان کرام کی رائے میں مختلف کورٹس نے سزائے موت دینے اور توثیق کرتے ہوئے اس قتل کے پس منظر کو نہ صرف نظر انداز کیا بلکہ قانونی نکات پر بھی بحث نہ کی گئی، جبکہ اسلامی احکامات کو پس پشت ڈال دیا گیا اور وکیل صفائی کو بھی خاطر خواہ وقت نہیں دیا گیا۔

اوریا مقبول جان: کالم نگار، صحافی:

ممتاز قادری ایک مخلص عاشق رسول تھا، پاکستانی عوام کو اب اس دن کا انتظار ہے، جب گستاخان رسول، گستاخان صحابہ اور علماء کرام کے قاتلوں کو بھی یونہی لٹکا کر قانون کی بالادستی ثابت کی جائے گی۔ پاکستانی عوام حکمرانوں سے پوچھتی ہے کہ جب امریکی جاسوس ریمنڈ ڈیوس کے کئی خون معاف کیے جا سکتے تھے! جب بھارتی جاسوس سربجیت سنگھ کی سزائے موت عمر قید میں اور عمر قید رہائی میں تبدیل کی جا سکتی تھی اور جب پرویز مشرف کو لال مسجد اور اکبر بگٹی کیس میں کلین چٹ دی جا سکتی ہے تو قادری کی سزا میں تخفیف کیوں نہیں کی گئی؟

ایوانوں میں بیٹھے لوگ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ "قادری" کو اس لیے پھانسی دی گئی کہ آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کر سکے تو یہ یاد رکھیں اگر اس ملک میں سلمان تاثیر جیسے غلیظ منصوبہ ساز اور منہ پھٹ لوگوں کو لگام نہیں دی جائے گی تو قادری جیسے لوگ ایک نہیں ہزاروں پیدا ہوں گے، کیونکہ "ممتاز قادری" شخصیت کا نام نہیں بلکہ نظریے کا نام ہے۔

انصار عباسی: کالم نگار، صحافی:

عدالتوں کی طرف سے گستاخی کے سزا یافتہ مجرموں کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ دکھتا ہے۔ پھانسی دینی ہے تو پھر گستاخ کو بھی دو، گزشتہ پہر کی صبح صبح خبر سننے

کو ملی کہ ممتاز قادری کو نواز شریف حکومت نے خاموشی کے ساتھ پھانسی دے دی۔حکمرانوں کی تو کوشش تھی کہ اسی خاموشی کے ساتھ ہی کفن دفن بھی کر دیا جائے۔لیکن ایسا نہ ہوسکا۔پھانسی کی خبر نے ایک فوری عوامی ردعمل ظاہر کیا۔ٹی وی چینلز کو ویسے تو کچھ بھی کرنے کی کھلی چھٹی ہے ان کو سختی سے روک دیا گیا کہ اس معاملہ میں عوام کو حقیقت سے آگاہ نہیں رکھنا۔اس کے باوجود جنازے میں لاکھوں افراد امڈ آئے' جنگ اخبار کے مطابق ممتاز قادری کا جنازہ تاریخی تھا۔

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی: کالم نگار'صحافی:

صرف ممتاز قادری کے جنازے کی بات کرتا ہوں کہ یہ ایک تاریخ ہے۔چشم دید گواہوں کی طرح خدا گواہ ہے کئی لوگوں نے کہا کہ ہم نے اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا' ممتاز قادری کے جنازے کا حال لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔خدا کی قسم عشق رسول ﷺ ایٹم بم سے بھی بہت زیادہ طاقتور ہے۔یہ ایسی حقیقت ہے کہ دنیا والے بھی جانتے ہیں۔

ہارون الرشید: کالم نگار'صحافی:

عوامی احساسات کا رخ کیا ہے؟انٹرنیٹ پر دونوں جنازوں کی تصاویر دیکھ لیجئے۔گورنر سلمان تاثیر کا جنازہ گورنر ہاؤس میں ہوااور اس طرح کہ شہر عبرت گاہ تھا۔گورنر ہاؤس کے امام نے جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔داتا صاحب کے خطیب سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے سن کر کوئی جواب نہ دیا۔کوئی اور بھی آمادہ نہ تھا' خود پیپلز پارٹی سے وابستہ مولوی صاحبان بھاگ گئے۔آخر کار سرکاری اہتمام سے قائم علماء و مشائخ کی تنظیم مددگار ہوئی۔گورنر ہاؤس کے چمن میں زیادہ سے زیادہ 50 افراد جمع ہوئے'پہلی قطار میں رحمان ملک تھے'خورشید قصوری' پرویز اشرف'یوسف رضا گیلانی' اور

فاروق ایچ نائیک' نماز کے دوران وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔خوف زدہ! سرکاری چاردیواری اور پولیس کے باوجود فضا میں ایک ہیلی کاپٹر بھی رہا۔

منگل کو راولپنڈی میں نماز جنازہ اس طرح ہوئی کہ تل دھرنے کی جگہ لیاقت باغ میں نہیں تھی۔رات ہی سے لوگوں نے ڈیرے جما لیے تھے' مری روڈ پر حدنظر تک ہجوم تھا' ٹھاٹھیں مارتا سمندر' یہ ذوق وشوق سے ادا کی جانے والی عبادت تھی' ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جوان کی یادوں میں رہے گی' جانے والے کا موازنہ غازی علم الدین شہید سے کیا جاتا رہا۔

محافظ نے سلمان تاثیر کو قتل کیا تو پولیس کے باقی جوان خاموش کھڑے رہے' مقتول کے حق میں کوئی تحریک نہ اٹھی' کلمہ خیر کہنے والے بھی کم تھے' راولپنڈی کی عدالت میں وکلا نے گل پاشی کی تو واضح ہوگیا تھا عوامی جذبات کس کے ساتھ ہیں۔

جبار مرزا: کالم نگار' صحافی:

ریاست کو شعور واحساس ہوتا کہ اس کے دائرہ کار میں کیا ہے اور اس کے فرائض منصبی کیا کیا ہیں اور بروقت مناسب قدم اٹھایا گیا ہوتا تو یہ سانحہ کبھی رونما نہ ہوتا' ملک ممتاز قادری جیسا فرض شناس قانون کو ہاتھ میں نہ لیتا' سلمان تاثیر نفرت کی علامت نہ بنتا اور گستاخ آسیہ اس طرح دندناتی راہ فرار اختیار نہ کرتی۔

جناب ممتاز قادری نے رسول پاک ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سلمان تاثیر کے قتل کا انتہائی اقدام اٹھایا تھا۔مگر بعینہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سپریم کورٹ کے جج صاحبان نے سزائے موت کی وہ دوہری سزا کیوں بحال کر دی جو ہائیکورٹ نے جائز قانونی دلائل کی بنا پر ختم کی تھی۔جب ممتاز قادری نے ایک سزائے موت میں ہی اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کر دینی تھی تو دوسری یا دوہری سزائے موت کس لیے؟ بہرحال ریاستی کوتاہیاں اور عدالتی لغزشیں

ہی ایسے رویئے اور سلوک ہیں جن سے عاجز آ کر ممتاز قادری نمودار ہوتے ہیں۔

جسٹس میاں نذیر اختر: وکیل غازی ممتاز قادری

مقتول گورنر عرصہ دراز سے تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295-C کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہا تھا اور پاکستانی مسلمانوں کے قلوب کو مسلسل زخمی اور ان کے جذبات کو مجروح کر رہا تھا۔ وہ اس مقدس قانون کے خلاف کم وبیش ڈیڑھ برس تک توہین آمیز کلمات کہتا رہا۔

اس فضا میں قدرت نے ممتاز قادری کے دل میں ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کا جذبہ بیدار کر دیا اور اس نے نتائج وعواقب کی پرواہ کیے بغیر اس گستاخ کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ غازی ممتاز حسین کے اس عمل کے بعد تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے خلاف لادین لابی کی لمبی زبانیں خاموش ہوگئیں، اس وقت اس قانون میں ترمیم کی کوشش ہو رہی تھی، کئی حکومتی شخصیات نے بیانات دیئے کہ اس قانون میں کوئی ترمیم نہیں کی جا رہی۔ یوں ممتاز قادری کامیاب ہوگیا اور اس کے اقدام کے مثبت نتائج فوری طور پر ظاہر ہونے لگے۔

غلام مصطفیٰ چوہدری: صدر ختم نبوت لائرز فورم پاکستان

میری خوش قسمتی ہے کہ میں ملک ممتاز قادری شہید کے دفاع میں پیش ہونے والے وکلاء کے پینل میں شامل تھا۔ ہم نے پوری محنت سے مقدمہ کا دفاع کیا۔ عدل کا ایک اہم اصول ہے کہ انصاف نہ صرف کیا جائے بلکہ دکھائی بھی دے کہ انصاف کیا جا رہا ہے۔ ممتاز قادری کے کیس میں یہ تو ہر مرحلے پر دکھائی دیا کہ عدالت بہ عجلت مقدمے کو نمٹانا چاہتی ہی۔ لیکن مندرجہ بالا اصول کی پاسداری دکھائی نہیں دی، بحث کیلئے بہت کم وقت دینا تحریری بحث کا نہ پڑھنا، ہر اہم قانونی نکتے پر استغاثہ کے حق میں میلان طبع کا

اظہار اجازت برائے اپیل کے حکم میں از خود یہ سوال وضع کرنا ہے کہ کیوں نہ ممتاز قادری کو دفعہ 302 ت پ کے تحت سزا دی جائے جبکہ مقتول کے وارثان یا ریاست نے کبھی ایسی استدعا نہ کی تھی۔

عدالتوں میں ممتاز قادری کے حق میں پیش کردہ دلائل منصفوں کے دل میں نہ اترے مگر با آسانی دماغ سے اترے' اس کے برعکس استغاثہ کے حق میں دلائل دل و دماغ میں اترے اور عدالتوں نے جو فیصلے کرنے تھے اپنی سی سعی کر کے دے دیئے' بہر حال آخری اور حتمی فیصلہ تو حاکم و عادل اعلیٰ رب کریم ہی فرمائے گا۔

سید حبیب الحق شاہ ایڈووکیٹ:

ملک ممتاز حسین قادری کے ساتھ محبت کا ہونا تو ہر صاحب ایمان کی فطرت میں شامل ہے' مگر مجھے ان کی قید کے دوران کیس میں پیشی کے موقع پر قریب سے دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کا موقع ملا اور مختلف نشستوں میں ان کے چہرے کا سکون اس کی گفتگو اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز جذبات کو دیکھ کر یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ غازی ممتاز حسین قادری کا اقدام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت مصطفیٰ ﷺ میں تھا' جو اس نے شریعت میں صحیح سمجھا اس پر عمل کر ڈالا۔ جس نے دل میں اس کی محبت اور مقام میں مزید اضافہ کر دیا۔

محمد متین خالد: مصنف' مجاہد ختم نبوت

غازی ملک ممتاز حسین قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد موقع پر خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ گرفتاری کے وقت غازی ممتاز قادری حیران کن حد تک نہایت پرسکون اور مطمئن نظر آرہا تھا۔ اس نے ابتدائی تحقیقات میں اعتراف کیا کہ "گورنر پنجاب نے قانون توہین رسالت کو "کالا قانون" قرار دیا تھا اس لیے گستاخ رسول کی سزا موت

ہے۔سلمان تاثیر گستاخ رسول تھا' بعد ازاں عدالتوں نے غازی ممتاز حسین قادری کو سزائے موت سنادی۔ 29 فروری 2016 کو غازی ممتاز حسین قادری کو اڈیالہ جیل میں شہید کر دیا گیا۔یکم مارچ لیاقت باغ میں لاکھوں افراد نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔آپ کے آبائی گاؤں ''اٹھال'' میں آپ کا مزار ہے جہاں روزانہ عاشقان رسول فاتحہ خوانی اور شہید تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

کتاب عشق نبی لکھ گیا لہو سے ممتاز
زمانہ پڑھتا رہے گا اسے قیامت تک

میاں محمد صادق قصوری: مصنف' مورخ:

ممتاز حسین قادری نے اپنے خون سے تحفظ ناموس رسالت کا فرض ادا کیا ان کے خون کی آبیاری سے گلشن پاکستان ہمیشہ محبت رسول کی بہاروں سے مہکتا رہے گا۔ملک پاکستان اس وقت پہلے ہی سخت مشکلات سے دو چار ہے اور بیرونی قوتیں اسے عدم استحکام سے دو چار کرنے کی منظم سازشیں کر رہی ہیں' ان حالات میں عاشق رسول غازی ممتاز حسین قادری کو پھانسی دینا حکومت کی سنگین غلطی اور نااہلی ہے' حکومت وقت نے غازی ممتاز حسین قادری کو شہید کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضی مول لے لی۔

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری: مصنف' مورخ

عاشق رسول غازی ممتاز حسین قادری کی شہادت پر دل انتہائی رنجیدہ ہے' ارباب اقتدار کو اس کے نتائج بھگتنا ہوں گے' غازی ممتاز قادری نے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر سلمان تاثیر کو قتل کیا۔حکومت نے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے غازی ممتاز حسین قادری کو پھانسی دے دی' اس کا ہر صاحب ایمان کو شدید دکھ ہوا' غازی ممتاز قادری کیلئے پورا ملک سوگوار ہے جبکہ سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھنے کیلئے کوئی تیار نہ

تھا۔غازی ممتاز قادری کے جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت کر کے حکمرانوں لادین اور سیکولر عناصر کو یہ واضح پیغام دے دیا ہے کہ کلمے کے نام پر بننے والے ملک میں سیکولر ایجنڈا ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔

پروفیسر احمد رضا خان: سربراہ میلاد فورم

بعض افراد تنہا کوئی ایسا کارنامہ انجام دیتے ہیں جس کے اثرات ایک تحریکی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور چند افراد نہیں بلکہ قوموں کی راہنمائی کیلئے روشنی فراہم کرتے رہتے ہیں۔بلاشبہ غازی ممتاز حسین قادری شہید نے اپنے آقا و مولیٰ حضور پرنور ﷺ کی عزت و ناموس کے لیے اپنے خون سے جو چراغ روشن کیا' دیکھتے ہی دیکھتے اس نے سالکان عشق ومحبت کے لیے جانثاری و فدا کاری کی ایسی راہیں وا کی ہیں کہ اب صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا کے اکثریتی مسلمان حضور پرنور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے غازی شہید کے رستے پر چلتے ہوئے اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔شہید عشق رسول' امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی نے عشق رسول اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کی جو عالمگیر تحریک برپا کی اور جس کے باعث عالم کفر پر لرزہ طاری ہے۔اس کی بیداری و آبیاری میں جناب غازی ممتاز قادری شہید کی قربانی کا بہت بڑا کردار ہے۔غازی علم الدین اور غازی ممتاز قادری کے لہو کا نور صدیوں تک حضور ﷺ کی امت کیلئے سنگ میل اور نشان منزل کا کردار ادا کرتا رہے گا۔اللہ پاک ہمیں بھی راہ وفا کے ان شہیدوں کی محبت اور اتباع سے تا آخر سرشار رکھے۔آمین۔

علامہ محمد یاسین قصوری: شارح ترمذی شریف

حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔آپ کی ذات پر نبوت کی تکمیل ہوئی'

آپ کی ذات مقدسہ کی عزت و ناموس کی حفاظت امت پر ضروری ہے' امت مسلمہ کے جلیل القدر افراد نے تحفظ ناموس رسالت کا فریضہ سرانجام دیا ان میں سے ایک نمایاں نام غازی ملت غازی ممتاز حسین قادری کا ہے' غازی ممتاز قادری نے دفاع ناموس رسول کریم ﷺ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا' وہ ملت اسلامیہ کیلئے بجا طور پر باعث فخر ہیں' تاریخ ہمیشہ غازی ممتاز قادری کو شہید ناموس رسالت کے اعزاز کے ساتھ زندہ رکھے گی۔

مفتی غلام رسول اشرفی: دارالافتاء جامعہ نعمانیہ:

اس صدی کے اوائل میں غازی اسلام ملک ممتاز حسین قادری نے ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے سب سے بڑی قربانی پیش کی' آپ نے بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ ہر طرح کے ظلم وستم کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کیا' 60 سے زائد ایجنسیز کی تفتیش بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش ولرزش پیدا نہ کرسکی' اس جرأت و بہادری اور استقامت کا سبب تو کچھ اور ہی ہے' جسے اہل نظر جانتے ہیں ''گل وچ ہور اے'' یہ مقام عشق ہے اور عشق اپنے فیصلے کرنے میں خود بڑا دلیر ہوتا ہے۔ قافلہ عشق و وفا کے سالار' پیکر شفقت ومحبت' امیر المجاہدین' شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی قدس سرہ العزیز فرماتے تھے غازی ممتاز قادری سے جب پوچھا گیا کہ تم اپنے اس فعل پر مطمئن ہو تو خط میں جواباً فرمایا: استاذ صاحب! میں اپنے فعل (قتل تاثیر) پر بالکل پرسکون ہوں اگر میرا یہ فعل درست نہ ہوتا تو جان رحمت' جان جاناں ﷺ عالم بیداری میں اپنے دیدار سے مشرف نہ فرماتے۔ اڈیالہ جیل کی اس کوٹھڑی کو اعلیٰ حضرت بریلوی' پیران پیر دستگیر اور حضرت مولائے کائنات نے بھی کئی مرتبہ رونق بخشی۔ غازی اسلام کے جنازہ میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کر کے شہید ناموس رسالت ﷺ کو شاندار خراج تحسین

پیش کیا' غازی اسلام کی قربانی انہیں تاریخ میں ہمیشہ زندہ رکھے گی۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

علامہ محمد فرمان علی: جامعہ غوثیہ فیض القرآن

غازی ملک ممتاز حسین قادری نے اپنی جان محبت مصطفیٰ ﷺ کی خاطر قربان کر دی۔جب اہانت رسول ﷺ کا مرتکب شخص ان کے سامنے آیا تو غیرت ایمانی سے لبریز و وارفتہ ہو کر غازی صاحب نے اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔غازی ممتاز حسین قادری نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر یہ کام کیا' اس کے ساتھ آپ کا ذاتی جھگڑا کوئی نہیں تھا۔رہتی دنیا تک غازی ممتاز حسین قادری کا نام تاریخ کے سینے پر سنہرے حروف سے نقش رہے گا۔بقول اقبال

دل ز عشق او توانا می شود

خاک همدوش ثریا می شود

دل ان کے عشق سے زندہ ہوتا ہے مٹی میں محبت رسول آجائے تو ثریا سے قیمتی ہو جاتی ہے۔

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی: مصنف تفسیر ناموس رسالت:

ہر مسلمان کو اس امر کا ادراک واحساس ہے کہ محبت رسول ﷺ کے بغیر ان کا وجود ایک بے جان لاشے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا' دنیا کے کسی کونے میں جب بھی کوئی بے بصیرت شخص، حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں زبان طعن دراز کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس انسان نما حیوان کے وجود کو زمین برداشت نہیں کرتی'شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری نے بھی غیرت ایمانی کے ساتھ یہی کارنامہ سرانجام دیا اور پوری امت مسلمہ کا فخر ٹھہرے لادین' سیکولرز اور لبرلز کو یہ بات سمجھ آجانی چاہئے کہ

ناموس رسالت پر حملہ عالم اسلام کے ہر ملک اور ہر شہری پر حملہ کے مترادف ہے۔

مفتی محمد حنیف قریشی: سربراہ شباب اسلامی

غازی ممتاز حسین قادری نے عشق رسول میں شہادت پائی ہم کل بھی غازی صاحب کے ساتھ تھے آج بھی ساتھ ہیں غازی صاحب کے مشن کو کسی صورت رکنے نہیں دینگے۔

حافظ نصیر احمد نورانی: صدر جمعیت علماء پاکستان پنجاب:

شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری نے تحفظ ناموس رسالت کیلئے اپنی جان قربان کر دی، ناموس رسالت کا مسئلہ ہر مسلمان کا مسئلہ ہے یہ کسی ایک خاندان کا معاملہ نہیں، صدر ممنون اور نواز شریف غازی ممتاز قادری کی پھانسی کے احکامات پر دستخط کر کے پاکستانی قوم کی نظروں میں اپنا وقار کھو بیٹھے ہیں، حکمرانوں نے چند این جی اوز اور یورپ و امریکہ کو خوش کرنے کیلئے عاشق رسول کو شہید کیا، لیکن حکمرانوں نے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ناراض کر لیا اور اپنی تباہی کی پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھوں سے رکھ دی۔

رشید احمد رضوی: سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء پاکستان

شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کی سزائے موت پر عمل درآمد سے امت مسلمہ انتہائی کرب میں ہے۔ممتاز حسین قادری نے جرأت و بہادری سے پھانسی کے پھندے کو چوم کر گستاخان رسول کو پیغام دیا کہ اپنے آقا ﷺ پر جانثاری کا جذبہ آج بھی زندہ ہے وہ حضور اکرم ﷺ کی عزت و عظمت کے لیے اپنی جانوں کو نچھاور کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری نے اپنی جان رسول پاک کی بارگاہ میں پیش کر کے قرون اولیٰ کے عشاق کی یاد تازہ کر دی ہے نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے غازی ممتاز

حسین قادری کو پھانسی کی سزا دی۔حکمران اقتدار کے نشے میں اندھے ہو کر غیر اسلامی غیر دستوری کام سرانجام دے رہے ہیں۔ان کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔

صادق علی زاہد: مصنف' کالم نگار:

عاشق رسول غازی ممتاز حسین قادری راہ عشق و وفا میں کامیاب و کامران ہو گئے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ان کی شہادت کی آرزو پوری کی' انہوں نے انتہائی دلیری اور استقامت کے ساتھ ناموس رسول کریم ﷺ کے دفاع کا فریضہ انجام دیا' عشق رسالت ﷺ کے سبب وہ ملت اسلامیہ کے دلوں کی دھڑکن قرار پائے' لاکھوں لوگوں کا آپ کے جنازے میں شرکت کرنا شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار ہے۔شہید ناموس رسالت کا ادب و احترام آنے والی نسلوں کے دلوں میں ہمیشہ نقش رکھے گا۔

ملک محبوب الرسول قادری: مدیر اعلیٰ انوار رضا و سوئے حجاز

حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں نچھاور کر کے آپ ﷺ کی ذات پاک اور عزت و ناموس کا دفاع کیا' بعد ازاں صدیوں سے یہی پیغام عاشقان مصطفیٰ گستاخوں کو از خود کیفر کردار تک پہنچا کر دیتے چلے آرہے ہیں۔اس سلسلہ میں حالیہ توانا آواز ملک ممتاز قادری کی ہے جس نے ایک گستاخ رسول کا محافظ بننے کی بجائے اسے کیفر کردار تک پہنچانے کا اعزاز حاصل کیا' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد یہ مجاہد' غازی اور شہید بالآخر بارگاہ رسالت میں حضوری پا کر سرخ رو ہو گیا۔

ابو سعید سردار محمد اکرم بٹر: مدیر اعلیٰ مجلہ نوید سحر

سیکولر اور لادین طبقہ وطن عزیز کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف عمل ہے۔جب کوئی شخص یا تنظیم کائنات کی اعلیٰ ترین ہستی حضور نبی کریم ﷺ کی ذات

اقدس پر طعن کر کے توہین لفظی یا معنوی کا مرتکب ہو تو اسے یہ جامہ پہنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی کا بنیادی انسانی حق "اظہار رائے" سلب نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے نتیجہ میں عشق رسول ﷺ سے سرشار غازی ممتاز حسین قادری جیسے قابل فخر نوجوان گستاخوں کے خلاف برق شعلہ بار بن کر نکلتے ہیں اور گستاخوں کو جلا کر راکھ کر ڈھیر بنا دیتے ہیں۔ غازی ممتاز حسین قادری محبت رسول کا معتبر حوالہ ہے' آسمان عشق و محبت کا نیر تاباں ہے' غازی ممتاز جرأت و بہادری کا استعارہ ہے' کشتہ عشق مصطفیٰ ہے' غازی ممتاز قادری محافظان ناموس رسالت کا راہنما اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کیلئے نشان منزل ہے۔

حافظ امانت علی سعیدی: مدیر مجلہ نوید سحر

اقوام عالم کے سامنے ملت اسلامیہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے کہ اس نے اپنے آقا و مولیٰ حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ ناز میں عقیدت و احترام کے نذرانے ہر طرح پیش کئے' نوک قلم سے بھی اور تیز دھاری تلوار سے بھی۔

جب بھی گستاخان رسول نے زبان درازی کی کوشش کی امت مسلمہ نے تحفظ ناموس رسول ﷺ کے فرض کی تکمیل خون جگر سے کی۔ اس حوالہ سے برصغیر کی تاریخ بھی بہت روشن ہے۔ انہی روشن روایات کے امین غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری بھی ہیں' غازی ممتاز حسین قادری کے عشق رسول ﷺ پر مقتل گاہ کی دیواریں آج بھی گواہ ہیں۔ غازی ممتاز قادری کے اسلوب سے ہمیشہ نوجوانان اسلام راہنمائی لیتے رہیں گے۔

علامہ عبدالستار عاصم: مدیر القلم فاؤنڈیشن

امت مسلمہ کی تاریخ کا یہ سنہری باب ہے کہ جب بھی گستاخان رسول نے سر اٹھانے کی کوشش کی مسلم امہ کے غیرت مند افراد نے وہ سر کچل کر رکھ دیئے' غازی ممتاز حسین قادری شہید نے سلمان تاثیر کی زہر افشانی کا وہی جواب دیا جو صدیوں سے امت مسلمہ کا

روشن طریق ہے، غازی ممتاز حسین قادری کا یہ عمل اہل اسلام کی ترجمانی ہے، عشق رسول ﷺ کی چاشنی تو ہر مسجد، ہر مدرسہ اور ہر گھر میں موجود ہے، غازی ممتاز حسین قادری کے جنازہ میں لاکھوں لوگوں کی شرکت اس کا بین ثبوت ہے اور لادین لبرلز اور سیکولرز کو واضح پیغام ہے کہ ملک پاکستان میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا گفتگو کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔ حکمران ہوش کریں اسلامی اقدار سے کھلواڑ بند کیا جائے۔

میثم عباس رضوی: مدیر اعلیٰ کلمہ حق

شہید ناموس رسالت حضرت غازی ممتاز حسین قادری ایک سچے عاشق رسول تھے۔ جب مقتول گورنر سلمان تاثیر نے توہین رسالت کے جرم میں عدالتی سزا یافتہ مجرمہ آسیہ (عاصیہ ملعونہ) کو "مظلومہ" اور ناموس رسالت کے قانون کو "کالا قانون" قرار دیا تو عاشقان رسول کے دل چھلنی ہو گئے۔ بد بخت گورنر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی کوشش کی گئی لیکن اس کی اپنی پارٹی کی حکومت کی وجہ سے یہ کوشش موثر ثابت نہ ہوسکی۔ پھر ایک دن غازی ممتاز حسین قادری نے اسلام آباد کوہسار مارکیٹ میں اسے قتل کر دیا۔ غازی صاحب کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا اور اس کے نتیجے میں ایک دن اچانک آپ شہید کر دیا گیا۔ غازی ممتاز حسین قادری عظیم عاشق رسول ہیں اللہ کریم آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ہماری خوش نصیبی کہ ہم نے غازی ممتاز قادری کا زمانہ پایا ہے، غازی صاحب کے جذبہ عشق رسول سے اہلسنت کو جو ولولہ تازہ عطا ہوا خدا اسے قائم و دائم رکھے آمین۔

محمد ثاقب رضا: مصنف، محقق

غازی ملک ممتاز حسین قادری کا نام غیرت وحمیت دینی کا استعارہ بن چکا ہے۔ رب کریم نے عصر حاضر میں غازی ممتاز حسین قادری کو غازیان ناموس رسالت

میں نمایاں مقبولیت عطا فرمائی ہے۔اس عاشق رسول کے جنازے نے دنیا بھر کے معاندین اسلام پر جو رعب و دبدبہ طاری کیا وہ بلا شبہ اپنی مثال آپ ہے۔راقم نے اپنی کتاب غازیان ناموس رسالت کا دیباچہ حضرت غازی صاحب کے سرہانے بیٹھ کر لکھا تاکہ اس عاشق رسول کے مزار شریف کی برکت حاصل ہو جائے۔رب کریم غازی صاحب کے جذبہ عشق کا فیضان ہمیں بھی عطا فرمائے۔آمین۔

سید مبشر الماس' کالم نگار روزنامہ اوصاف

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے' اس جان کی کوئی بات نہیں

وہ عشق رسول میں غرق تھا' لبوں پر درود شریف کا ورد' جبیں پر سجدے سجے رہتے تھے' دل میں اسلام اور بانی اسلام کی محبت کا سمندر موجزن تھا کہ 4 جنوری 2011 کی سر دشام اس کی روحانی زندگی امر کر گئی۔محبت رسول میں تڑپتی ہوئی ایک آہ ممتاز قادری کے لبوں سے اس طرح نکلی کہ وہ پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کا سینہ چیر گئی اس روز سلمان تاثیر بحیثیت گورنر پنجاب شیخوپورہ میں قید توہین رسالت کی ملزمہ عاصیہ کی رہائی کا پروانہ لینے گیا تھا' لیکن آسیہ جیل خانے کے درودیوار سے کان لگائے سلمان تاثیر کی آہٹ کی منتظر ہی رہی اور وہ راہ عدم کا مسافر بن کر اپنے نظریات وعقائد کی لحد میں چلا گیا۔چار جنوری 2011 کی سہ پہر تک کوئی نہ جانتا تھا کہ ممتاز حسین قادری کون ہے؟ لیکن وقت کا پہیہ اس تیزی سے گھوما کہ ملک ممتاز حسین قادری راتوں رات ہیرو بن گیا۔

سعد اللہ شاہ: کالم نگار روزنامہ نئی بات

ممتاز قادری کے جنازے میں جم غفیر تھا' لوگ جوق در جوق اس فہرست میں اپنا نام لکھوانے آئے تھے جو میری سوچ اور ایمان کے مطابق آقائے تاجدار ﷺ کے

سامنے پیش ہو گی کہ کون کون آقا کا عقیدت منداس کے غلام کے جنازے میں آیا تھا۔ یہ ایمان کا معاملہ ہے جو لوح دل پر نقش ہوتا ہے۔ مجھے ممتاز قادری کی محبت میں سر موشک نہیں جو لوگ افلاطون وسقراط بن کر قانون کی بات کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ ایمان کے سامنے سب کچھ ہیچ ہے۔ ایمان کیا ہے؟ یہی کہ اپنی جان و مال غرضیکہ ہر شے سے زیادہ حضور ﷺ کی محبت کو برتر و اعلیٰ سمجھنا ہے۔

نوید مسعود ہاشمی: کالم نگار روزنامہ اوصاف

غازی ممتاز قادری کے جنازے نے حکمرانوں کو سمجھا دیا ہو گا کہ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر پھانسیاں چڑھنے والے مرا نہیں کرتے بلکہ قبر کی لحد میں اترنے کے بعد مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں "پیمرا" نے شہید غازی کے جنازے اور اس پر آنے والے عوامی ردعمل کی کوریج پر الیکٹرانک چینلز پر پابندی عائد کر دی، پیمرا کی جانب سے اگر یہ دباؤ نہ بھی ہوتا تب بھی الیکٹرانک چینلز سے کسی عاشق رسول ﷺ کے حق میں آواز اٹھانے کی توقع رکھنا فضول ہے۔ مگر اس سب کے باوجود راولپنڈی، اسلام آباد میں بسنے والے فرزندان اسلام نے "شہید" کے جنازے میں جوق در جوق شریک ہو کر سلمان تاثیر کے حامی اینکرز، اینکرینوں، سیکولر لادین میڈیا اور حکمرانوں کو شکست فاش سے دو چار کر دیا۔

غازی ممتاز قادری کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں شریک ہو کر عوام نے اس عدالت کے "انصاف" پر انگلی اٹھادی ہے جس عدالت کے حکم پر پھانسی دی گئی۔

غازی ممتاز قادری کی پھانسی کے بعد میڈیا نے بالخصوص جس متعصبانہ انداز میں عشاق رسول ﷺ کی خبروں کو نشر کرنے سے احتراز برتا، اس سے یہ قلعی بھی کھل گئی کہ پاکستان میں میڈیا کس حد تک آزاد ہے؟

ممتاز قادری کے والد محترم بشیر اعوان اور شہید کے بھائی دلپذیر اعوان کو مبارک

ہو کہ اللہ نے انہیں شہید ناموس رسالت کا وارث بنا دیا' سیکولر لادینیت ہار گئی' دجالی میڈیا عبرتناک شکست سے دوچار ہوا' حکمران چاہنے کے باوجود بھی کچھ نہ کر سکے' اور غازی ممتاز قادری شہید ناموس رسالت کا اعزاز سر پر سجائے کروڑوں دلوں کا حکمران بن گیا۔ اب کوئی نجم سیٹھی' کوئی خان زادہ' کوئی معید پیرزادہ' کوئی عاصمہ' کوئی امتیاز عالم' کوئی پرویز رشید جتنا چاہے زور لگا لے' جتنا چاہے شور مچا لے' مگر اس کے باوجود ممتاز قادری سے اس کا یہ اعزاز چھین نہیں سکتے۔

یہ شیوہ ہے مشہور زمانے میں ہمارا
سر دینا عبادت میں ہے دستور ہمارا

شاہد جمیل منہاس: کالم نگار روزنامہ اوصاف

کتنے خوش نصیب' خوش بخت و قابل تکریم ہیں وہ افراد جنہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا حصول بنا کر زندگی کو دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران بنا ڈالا اور پھر مر کر بھی امر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ زندگی پانی سے لبریز ایک پیالے کی طرح ہوتی ہے' یہ پیالا کسی بھی وقت چھلک سکتا ہے اور زندگی ختم۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ کوئی مر کر امر ہو گیا اور کوئی زندہ بھی گمنام ہے۔ 1985ء میں پیدا ہونے والا مرد قلندر ممتاز قادری میٹرک پاس اکتیس برس کی عمر میں وہ مقام پا گیا جو شاید مجھ جیسے ڈھیروں ڈگریوں کے مالک تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ممتاز قادری نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کا عہد کر لیا تھا۔

حامد ریاض ڈوگر: کالم نگار

میاں نواز شریف عاشق رسول ممتاز حسین قادری کو پھانسی کے گھاٹ پہنچا کر یہ

ثابت کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم اپنے مغربی آقاؤں کی اطاعت وفرمانبرداری کیلئے آخری حد تک جاسکتے ہیں۔

ممتاز قادری ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر جان دے کر یقیناً دنیا و آخرت میں ممتاز مقام کے مستحق ہو چکے ہیں۔لیکن ہمارے حکمرانوں نے ممتاز کو شہادت کے مرتبہ تک پہنچانے کیلئے جو طرز عمل اپنایا ہے اس کی مغرب اور اس کے پروردہ عناصر تو ستائش کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں مگر عشق رسول ﷺ سے سرشار ہر مسلمان اس کی مذمت کرے گا اور کر رہا ہے۔

ہمارے کچھ زیادہ آزاد خیال وزیر اطلاعات پرویز رشید نے سوال اٹھایا ہے کہ جب ممتاز قادری کو سزا عدالت نے سنائی تو اس پر احتجاج کا کیا جواز ہے؟ پرویز رشید کی یادداشت اتنی کمزور نہیں مگر شاید وہ جان بوجھ کر بھولے بن کر بھول رہے ہیں کہ 2000 میں ان کے محبوب قائد میاں نواز شریف کو بھی عدالت ہی نے طیارہ اغوا کیس میں سزا سنائی تھی، جس پر ان کی جماعت نے بہت واویلا کیا تھا۔

پرویز رشید کو شاید یہ بھی یاد نہ ہو کہ میاں نواز شریف سے پہلے والے ان کے محبوب قائد ذوالفقار علی بھٹو کو بھی عدالت عالیہ نے ہی سزائے موت سنائی تھی مگر وہ آج بھی عدالتی حکم پر بھٹو کی پھانسی کو عدالتی قتل اور بھٹو کو "شہید" کہتے نہیں ہچکچاتے۔

اسحاق جیلانی: کالم نگار روزنامہ نئی بات

جس قائد نے کل غازی علم الدین شہید کی وکالت کی تھی آج اسی قائد کے پاکستان میں غازی ممتاز حسین قادری کو شہید کر دیا گیا ذرا سوچیے آج قائداعظم اور علامہ اقبال کی روح کس قدر تڑپ رہی ہوگی۔

❀❀❀

باب سوم:

شہید ناموس رسالت
کے
خطوط اور یادداشتیں

غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری اڈیالہ جیل میں پانچ سال کی قریب اسیر رہے ایام اسیری میں غازی اسلام نے اپنے اہل خانہ کے علاوہ اپنے دیگر احباب کو بھی یاد رکھا اور خطوط کے ذریعے ان کے ساتھ رابطے میں رہے۔ محترم ارشد محمود قادری فقیر کے کرم فرما اور محسن ہیں' غازیان اسلام اور شہیدان ناموس رسالت کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ انہی لوگوں سے اکتساب فیض اور ان کی خدمت گزاری کو ارشد محمود قادری اور حافظ شاہد قادری نے حرز جاں بنا رکھا ہے' اور کسی بھی دنیاوی کام کو اس خدمت گزاری میں آڑے نہیں آنے دیتے۔ محترم ارشد قادری کی وساطت سے ہی فقیر کو غازی محمد یوسف قادری اور محترم محمد زبیر قادری سے شرف ملاقات ہوا یہ دونوں حضرات ایام اسیری میں شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کی محبت میں اسیر رہے۔ غازی اسلام غازی ممتاز حسین قادری نے اڈیالہ جیل میں اپنی یادداشتوں پر مشتمل ایک ڈائری بھی ترتیب دی کاش! وہ مل جائے تو غلامان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کیلئے سامان تسلی و تشفی ہو جائے۔

علاوہ ازیں غازی اسلام کے بہت سے خطوط بھی ہیں جو بستہ راز میں ہیں۔ کوشش ہے اگر وہ مل گئے تو غازی اسلام کی یادداشتوں کے عنوان سے الگ کتاب شائع کریں گے۔

اس باب میں آپ غازی ملک ممتاز حسین قادری کے بیس خطوط کا مطالعہ فرمائیں گے ان میں ایک مکتوب امیر المجاہدین' پیکر استقامت حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی نور اللہ مرقدہ کے نام ہے' ایک مکتوب غازی محمد یوسف قادری کے نام ہے' ایک مکتوب فقیر پر تقصیر اور باقی تمام خطوط غازی اسلام کے دوست محترم محمد زبیر قادری کے نام ہیں جن کیلئے غازی اسلام کی یہ وصیت بھی ہے کہ اگر ہو سکے تو زبیر قادری کو میرے ساتھ دفن کیا جائے۔ محمد زبیر قادری کی خواہش پر غازی صاحب نے اپنے مختصر

حالات زندگی لکھے اور ملک دلپذیر اعوان کی خواہش پر چند یادداشتیں اور وصیتیں بھی لکھیں وہ بھی شامل اشاعت ہیں۔

شہید ناموس رسالت غازی ملک ممتاز حسین قادری کے خطوط میں جو چیزیں آپ کو نظر آئیں گی۔

- خالق کائنات جل وعلا کی اطاعت وفرمانبرداری اور احکام الٰہیہ کی پابندی اور اس کی رضا پر راضی رہنا۔
- حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت اور آپ کی عزت وناموس پر قربان ہونے کا جذبہ۔
- عشق رسالت وناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنے کی کوشش وخواہش۔
- علماء حق اہلسنت وجماعت سے محبت والفت اور ان کی خدمت گزاری کا جذبہ۔
- اپنے مرشد کریم سے بے پناہ محبت یہاں تک کہ اپنے نام کے ساتھ "سگ عطار" بطور سعادت لکھنا۔
- اپنے مرشد کریم کے شہزادوں' دعوت اسلامی کے تمام اراکین شوریٰ وکارکنان سے محبت وتعلق کا اظہار۔
- دعوت اسلامی کے پاکیزہ مدنی ماحول کی برکتوں سے معاشرے کی ترقی وترویج کی عظیم خواہش۔
- سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں' عشاق اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری امت کیلئے خیرخواہی وہمدردی کا جذبہ۔
- عالم اسلام کے اتحاد' غلبہ اسلام کی خوبصورت خواہش۔
- علماء امت کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر غلبہ اسلام کیلئے جدوجہد کی خواہش۔

- 23 غازی اسلام جیسے اعزاز کے باوجود عجز و انکسار، ہمدردی و خلوص کا پیکر اور اسلام کے سپاہی کے طور پر نظر آئیں گے۔
- 23 امیر اہلسنت کے نعرے "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے" کے تحت دنیا میں انقلاب نظام مصطفیٰ کی نوید و امید۔
- 23 صلہ رحمی، حسن سلوک، خیر خواہی اور ہمدردی کے بھرپور جذبات و اظہار۔

خطوط پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہو گا کہ جیل کی سلاخوں میں غازی اسلام شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری نے کس طرح فکر دنیا سے آزاد، عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر وقت گزارا اور جلوہ یار کی ضوفشانی و تابانی سے کس قدر مسرور و مسحور تھے اور حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہونے کی آرزو و تمنا رکھتے تھے، خالق کائنات نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سچے غلام کی خواہش صادق کو ثمر آور فرمایا اور شہید ناموس رسالت شہادت کے بلند مرتبہ پر فائز ہو کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش رحمت میں چلے گئے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

جانثار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ کو سلام:

راہ مدینہ کے مسافر تجھ کو سلام جناب ملک غازی ممتاز قادری مدنی بھائی میرے پیارے۔ بہت پیارے بھائی جان آپ کی خدمت بابرکت میں عرض ہے اور یہ میری خواہش بھی ہے کہ آپ اپنی زندگی کے کچھ حالات یادگار واقعات اس میں لکھ کر مجھ کو دیں تاکہ میں پڑھ سکوں اور باعث محبت اور اعزاز کے پاس بھی رکھوں جو میرے لیے خوشی کا باعث ہے اور آپ کا محبت بھرا اسلام بھی میں نے شہزادہ عطار حاجی بلال رضا بھائی کی خدمت بابرکت میں پیش کر دیا تھا آپ نے فرمایا ہے کہ ان کو سلام دینا جو میں

آپ کو پہنچا رہا ہوں ۔اور آپ کا مدنی تحفہ درود وسلام والا اور امیر اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی کی بارگاہ میں ساری زندگی کی نیکیاں پیش کرنے کا پیغام بھی دے دیا تھا۔شہزادوں نے فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے۔

آپ کی قسمت پر سبحان اللہ۔اللہ تعالیٰ آپ کی اور میری محبت اپنے لئے اور اپنے رسول ﷺ کے لئے قائم رکھے (آمین)

دعا بے حساب مغفرت کا طالب میرے والدین بہن بھائیوں' بھابھی کیلئے خصوصی دعاؤں کی درخواست بلکہ تمام مسلمانوں اور میرے دوستوں کیلئے اور آخری صفحے پر آپ اپنے مدنی دستخط فرمائیں اگر ہو سکے تو ورنہ حالات زندگی کے بعد یہ لکھ دیں کہ یہ زبیر بھائی کے لئے ہے تا کہ کوئی مجھ سے لے نہ سکے شکریہ اللہ تعالیٰ آپ کی بے حساب بخشش فرما کے آپ کے والدین بہنوں بھائیوں اور بیٹے واہلیہ کی مغفرت فرمائے ۔آمین ۔

والسلام محمد زبیر

حالات ممتاز قلم ممتاز سے:

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا نور اللہ۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا
اللہ اللہ کر دیاں گزرے عمر ساری

نعتاں نبی دی پڑھدیاں گزرے عمر ساری

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ

ان سا نہیں وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر۔ آمین

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

ہم کو اللہ سے اور نبی سے پیار ہے

انشاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑہ پار ہے

عاشق رسول ﷺ محمد زبیر عطاری اور تمام غلامان مصطفیٰ ﷺ اسلامی بھائیوں بہنوں، بزرگوں، بچوں پیر و مرشد و شہزادگان عطار کی خدمت میں۔ سگ عطار و مدینہ محمد ممتاز قادری رضوی عطاری کا مکہ و مدینہ پاک کی معطر و معنبر ہواؤں اور پر کیف فضاؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا سلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ علیٰ کل حال

جب سے ہوا ہے آقا کا کرم خیریت سے ہوں اور تمام عاشقان رسول وغلامان مصطفیٰ ﷺ کیلئے بھی دعا گو رہتا ہوں کہ پیارا اللہ عزوجل سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، اور سب کی دلی جائز نیک دعائیں، حاجات، تمنائیں پیارے محبوب ﷺ کے صدقے قبول ومنظور فرمائے۔ (آمین) پیارا اللہ عزوجل ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین) ہمیں سچا پکا مسلمان اور عاشق رسول ﷺ بنا کر بار بار حج وعمرہ کی سعادت، اسلام پر زندگی اور ایمان وعافیت کی موت ومدفن مدینہ پاک میں عطا فرمائے۔ (آمین)

ایمان پر دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن ہم سب کا محبوب کے قدموں میں بنا دے

پیارے زبیر بھائی:

پیارے عابد بھائی کے ذریعے سے آپ کا سلام، محبتوں کا اظہار، تحائف بھی موصول ہوئے ان سب کیلئے (جزاك الله خیرا) پیارا اللہ عزوجل آپ کو پیر و مرشد کے ساتھ اور والدین کے ساتھ مدینہ کی سعادت عطا فرمائے اور راضی ہو جائے آمین

شہزادہ عطار حاجی محمد بلال رضا قادری کے بتائے ہوئے وظائف پر عمل کی کوشش رہتی ہے۔ اخلاص واستقامت وایمان کی حفاظت کی دعاؤں کا طلبگار ہوں

میں نیواں میرا مرشد اچا تے میں اچیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں ایناں اچیاں کولوں جناں نیویاں نال نبھائی
دعا منگیا کرو سنگیو کدے مرشد نہ رس جاوے
جناں دے پیر رس جاندے او جیوندے وی مرے رہندے
مرشدی عطار پر نور کی برسات ہو
میرے پیر دی ہر دم خیر ہووے۔ آمین
نسبت ہے کیا خوب ہماری عطاری ہیں ہم
مجھے دعوت اسلامی سے پیار ہے
مجھے امیر اہلسنت سے پیار ہے
مجھے مدنی چینل سے پیار ہے
انشاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے
اللہ عزوجل کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں

اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو
فیض میرے عطار پیا کا جاری ہے ہر دم

الحمدللہ پیر و مرشد، اور بہت سے بزرگان دین کی زیارت کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ پیر و مرشد کا پیارا کلام وسائل بخشش پڑھتے پڑھتے سویا تو اپنے آپ کو مدینہ پاک اور جنت البقیع کے قرب وجوار میں پایا۔ الحمدللہ۔ پیر و مرشد گھر کی چھت پر اور دوسری مرتبہ کسی محفل پاک میں زیارت سے نوازتے ہیں، امیر اہلسنت گھر کے اندر تشریف فرما ہیں، ساتھ نگران شوریٰ (حاجی عمران عطاری) بھی ہیں اور مجھ فقیر کو خدمت گزاری کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ الحمدللہ عزوجل

خواب میں شب معراج شریف کی محفل میں اسلامی بھائیوں کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

قبلہ پیر حسین الدین شاہ صاحب کی خواب میں اکثر زیارت ہوتی رہتی ہے۔ قبلہ شاہ صاحب میلاد شریف کی تیاری کروا رہے ہوتے ہیں، ساتھی بڑے جوش وخروش اور بہادری و دلیری کے ساتھ بجلی کی تاروں پر کھڑے ہو کر بینر لگاتے ہیں میلاد شریف کے اور لائیٹنگ کرتے ہیں گلی میں۔ میں نعت شریف سناتا ہوں پیر حسین الدین شاہ صاحب کو جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں۔

نعت خوانی موت بھی ہم سے چھڑا سکتی نہیں
قبر میں بھی مصطفی کے گیت گاتے جائینگے
خلد میں ہو گا ہمارا داخلہ اس شان سے
یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے جائینگے
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائینگے
میں دور ہوں تم ہو میرے پاس سن لو میری پکار آقا
دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
آقا یہ تیری عنایت ہے کہ رخ تیرا ادھر ہے۔
الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کیلئے
زندگی دا مزہ آوے سرکار دے بوہے تے
موت آوے تے سر ہووے سرکار دے بوہے تے
میں سو جاؤں یا مصطفی کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

پیارے زبیر بھائی:

آپ سب کو ماہ میلاد شریف اور عیدوں کی بھی عید یعنی (عید میلاد النبی) بہت بہت مبارک ہو۔

مسلمانو ! صبح بہاراں مبارک
وہ برساتے انوار سرکار ﷺ آئے
دھوم ہے عطار ہر سو شاہ کے میلاد کی
جھوم کر تم بھی پکارو مرحبا یا مصطفی
عید میلاد النبی ہے دل بڑا مسرور ہے
عید دیوانوں کی تو بارہ ربیع النور ہے
جس کو آقا کی دید ہوتی ہے

اس مسلمان کی عید ہوتی ہے
تیری جبکہ دید ہوگی جبھی میری عید ہوگی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے

پیارا اللہ عزوجل ہم سب کو عمل کا جذبہ عطا فرما کر اخلاص کی دولت عطا فرمائے۔ آمین ۔ یا اللہ عزوجل ساری امت مصطفی ﷺ کی مغفرت و بخشش فرما۔ آمین

یا اللہ عزوجل ہمیں مدنی انعامات کا عامل مدنی قافلوں کا مسافر اور مدنی چینل کا عاشق بنا دے ۔ آمین ۔ یا اللہ عزوجل دعوت اسلامی کی تمام مجالس کو دن پچیسویں اور رات چھبیسویں برکتیں عطا فرما۔ آمین ۔ یا اللہ عزوجل اسلام کا بول بالا فرما اور کفر کا گستاخوں کا منہ کالا کر کے تباہ و برباد و نیست و نابود کر دے ۔ آمین ۔ یا اللہ عزوجل ہمارے علم و عمل میں برکتیں عطا فرما۔ آمین ۔ یا اللہ عزوجل ہمارے پیر و مرشد کے ایمان، عمر، علم و عمل، اخلاق، نیکیوں، مریدوں، محبتوں میں برکتیں عطا فرما کر ان کا اور تمام اولیائے کاملین اور علمائے حق کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھ کر ہمیں ان کی قدر، ادب و احترام کرنے اور ان کے فیض سے خوب خوب مستفید ہونے کی سعادت عطا فرما۔ آمین ۔ یا اللہ عزوجل سارے عالم اسلام کی خیر فرما۔ آمین ۔ پیارے پاکستان کو امن و سلامتی نصیب فرما کر استحکام و مضبوطی و ترقی عطا فرما کر داخلی اور خارجی دشمنوں اور ان کی سازشوں سے محفوظ فرما۔ آمین ۔

پیارے زبیر بھائی:

آپ نے زندگی کے حالات و وقعات سے متعلق استفسار فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ زندگی شروع ہی تب ہوئی اور سمجھ ہی تب آئی کہ زندگی کا مقصد کیا ہے۔ جب تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک (دعوت اسلامی) کا مشکبار مدنی ماحول نصیب ہوا۔ 1999 میں ویسے تاریخ پیدائش 1985-1-1 ہے۔

دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی
دعوت اسلامی ملی تو زندگی اچھی لگی

شروع شروع میں جب میں چھوٹا اور نا سمجھ تھا تو پیارے عابد بھائی کی محبت، شفقت اور مہربانیوں کی بدولت ملتان شریف "سنتوں بھرے بین الاقوامی اجتماع" میں شرکت نصیب ہوتی تھی۔ 4 یا 5 مرتبہ شرکت کی سعادت حاصل ہوئی (الحمد للہ) اور اس بات کا کریڈٹ پیارے عابد بھائی کو جاتا ہے۔ والد صاحب سے اجازت عابد بھائی کی وجہ سے ملتی اور سارا خرچہ وغیرہ عابد بھائی ہی کرتے، پیارا اللہ عزوجل انھیں جزائے خیر عطا فرما کر راضی ہو جائے۔ آمین (جزاك الله خیر) کم وبیش 8 یا 10 مرتبہ مدنی قافلوں میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، مدنی انعامات پر عمل کی سعادت شروع شروع میں حاصل ہوتی تھی، بڑا جذبہ تھا، پیرو مرشد کی طرف سے حوصلہ افزائی کا خط بھی مرید خستہ کے پاس گھر میں پلاسٹک کوٹینگ میں محفوظ ہے۔ اور بیعت نامہ بھی موجود ہے۔ (الحمد للہ) عزوجل۔

جامع مسجد اہلسنت راولپنڈی میں اسلامی بھائیوں کے ساتھ اعتکاف کی سعادت ملی اور اس اعتکاف کی برکات کے کیا کہنے، میری زندگی کے سنہرے ایام وہی تھے جن میں علم دین حاصل کرنے کا خوب موقع ملا، اور خوف خدا و عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جام پینے نصیب ہوئے۔ سنتوں پر عمل کا جذبہ اور نیکی کی دعوت کی دھوم مچانے سمیت اچھی اچھی نیتیں کیں۔ اور وقتاً فوقتاً عمل کا موقع بھی ملتا رہا۔ (الحمد للہ) ہفتہ وار اور دیگر اجتماعات ذکر و نعت میں بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔

مرشد پاک کی زیارت ملتان شریف اجتماع میں ہوئی، پھر راولپنڈی اجتماع میں 2000 حشمت علی جامعہ کالج کے گراؤنڈ اور اصغر حال میں مدنی چینل پر تو اکثر دیدار کے جام پینے کو نصیب ہوتے رہے۔ الحمد للہ۔ لیکن ملاقات کا شرف حاصل نہ

ہوسکا۔مگر کتب و رسائل اور بیانات کی کیسٹوں کے ذریعے فیض جاری و ساری ہے اور رہے گا۔ان شاء اللہ مجھے مدنی چینل سے پیار ہے

پیارے بھائی المختصر:

دریا کو کوزے میں بند کرنے کی سعی کرتا ہوں کہ یہ سب پیارے اللہ عزوجل کا فضل و رحمت اور اسکے پیارے حبیب پاک ﷺ کی نگاہ کرم و عطا ہے،اور دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول کی برکتیں ہیں،والدین واساتذہ کی دعائیں اور پیر و مرشد کا فیض ہے۔ الحمدللہ

ورنہ کی گل حقیر دی اے
میں تے کجھ وی نئیں ساری گل میرے پیر دی اے
میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا
مجھے عشق احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور کی آل کا
صلو علیہ وآلہ صلو علیہ وآلہ
میرے پیر دی ہر دم خیر ہووے۔آمین
مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو
غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے
دیکھ لو دھوپ مدینے کا پتہ دیتی ہے
عشق والوں کو تو گرمی بھی مزہ دیتی ہے
ہم بھی مدینے جائیں گے آج نہیں تو کل سہی
آقا ﷺ ہمیں بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
جب بلایا آقا نے خود انتظام ہو جائے گا

میں آؤں مدینے میں میری اوقات نہیں ہے
سرکار بلالیں تو بڑی بات نہیں ہے
حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کیلئے حاضر غلام ہو جائے
مزہ تو تب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں
ممتاز مدحت خیر الانام ہو جائے
دعا ہے زندگانی یوں ہی بسر ہو جائے
ثناخوانی نبی عمر بھر ہو میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
اے کاش مدینے میں مجھے موت یوں آئے
قدموں میں تیرے سر ہو میری روح چلی ہو۔
جس وقت نکیرین میری قبر میں آئیں
اس وقت میرے لب پہ سجی نعت نبی ہو
اللہ کی رحمت سے تو جنت ہی ملے گی
اے کاش محلے میں جگہ ان کے ملی ہو
آقا ﷺ کا گدا ہوں اے جہنم تو بھی سن لے
وہ کیسے جلے جو کہ غلام مدنی ہو
اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو
عطار ہمارا ہے سر حشر ﷺ اسے کاش
دست شہ بطحا سے یہی چھٹی ملی ہو آمین

میں صدقے ،میں قربان یا رسول اللہ

پیارے زبیر بھائی: کچھ تحائف پیارے عابد بھائی کے توسط سے حاضر خدمت ہیں (قبول فرمائیں)1۔مسواک شریف 2۔سرمہ 3۔کتب ورسائل 4۔خاک مدینہ

مدینے دی مٹی نوں مٹی نہ سمجھو
اے مٹی اے خاک شفاء اللہ اللہ (عزوجل)

کوئی غلطی ہوگئی ہوتو معافی کا طلبگار ہوں۔

فی امان اللہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سگ مدینہ محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسی لب پر ہو یااللہ ۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ

مکتوب بنام امیر المجاہدین:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

عرشِ اولیٰ سے بھی اعلیٰ میرے نبی کا روضہ
ہے ہر جگہ سے بھی اعلیٰ میرے نبی کا روضہ

جناب محترم قبلہ حضرت استاذ گرامی القدر علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ علیٰ کل حال

اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے اور اللہ کریم آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں فرمائے۔آمین !یہ جو مارچ آپ کی محنتوں اور کاوشوں سے "یارسول اللہ ﷺ مارچ" کامیاب ہوا۔اس کی مبارک باد آپ قبول فرمائیں اور جو ان ظالم حکمرانوں نے آپ کو

جیل میں رکھا اور آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اللہ کریم آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کے لئے استقامت اور جرأت نصیب فرمائے۔صبح و شام اللہ عزوجل اور اللہ کریم کے پیارے حبیب ﷺ سے میری یہی دعا ہے اللہ آپ کو کامیابی نصیب فرمائے اور میں ہمیشہ آپ کو کامیاب اور کامران دیکھتا رہوں۔

تمام علماء کرام اور پیران عظام کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ علامہ خادم حسین رضوی صاحب اور ڈاکٹر آصف جلالی صاحب کے ساتھ ہر قسم کا تعاون جانی، مالی، جسمانی اور روحانی فرمانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اللہ اجر عظیم عطا فرمائے۔میری طرف سے آپ کو بہت بہت استقامت اور جرأت دکھانے پر مبارکباد۔آپ اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھیں میری سانس، ہر قدم آپ کے ساتھ ہے۔اللہ کریم اس جہاد عظیم میں اور تحفظ ناموس رسالت کیلئے آپ کو فتح کا تاج پہنائے۔آمین! آپ کے تمام گھر والوں اور بچوں اور اہل خانہ کو مجھ گنہگار کا سلام عقیدت۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیر محمد ممتاز حسین قادری رضوی عطاری

دم واپسیں لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب بنام محمد تصدق حسین:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پہ درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا
ہو زباں پر پیارے آقا الصلوٰۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام
مجھ پہ مولا کا کرم ہے ان کی نعتیں پڑھتا ہوں
دامن اپنا رب کی رحمت سے میں ہر دم بھرتا ہوں
میں صدقے یا رسول اللہ میں صدقے یا حبیب اللہ
میں حاضر یا رسول اللہ میں قربان یا نور اللہ
دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو
جب تک یہ چاند تارے جھلملاتے جائیں گے
تب تلک جشن ولادت ہم مناتے جائیں گے
یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر(آمین)
ہم کو اللہ اور نبی سے پیار ہے
ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑہ پار ہے
مجھے دعوت اسلامی سے پیار ہے
ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے
نعت خوانی موت بھی ہم سے چھڑا سکتی نہیں
قبر میں بھی مصطفیٰ کے گیت گاتے جائیں گے

خلد میں ہو گا ہمارا داخلہ اس شان سے
یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے
خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حمد وثنا کے بعد عاشق سردار مکہ مکرمہ وسرکار مدینہ منورہ سرکار دو عالم نور مجسم شاہ آدم و بنی آدم ﷺ حضرت علامہ مولانا محمد تصدق حسین اور تمام علماء حق اہلسنت و جماعت اور تمام عاشقان رسول وغلامان مصطفیٰ ﷺ خصوصاً جو مرکز اولیاء داتا حضور کی نگری میں رہتے ہیں ان کی خدمات میں مجھ گنہگار محمد ممتاز قادری رضوی عطاری کا مکہ و مدینہ پاک کی پر کیف‘ نورانی‘ معطر و معنبر فضاؤں اور ہواؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی کل حال وبفضل رسولہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب پاک ﷺ کا بے شمار شکر‘ کرم‘ عنایت و مہربانی ہے (الحمد للہ) میں بالکل ٹھیک ہوں اور اللہ عزوجل کی پاک بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنی رحمت اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کو اور تمام علماء حق‘ عاشقان وغلامان مصطفیٰ ﷺ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

یا اللہ جو لوگ میرے ساتھ میرے اہل خانہ (والد محترم‘ بھائیوں) کے ساتھ جس طرح بھی تیری‘ تیرے پیارے حبیب ﷺ کی رضا کیلئے اخلاقی وقانونی مدد وخدمت کر رہے ہیں۔ تعاون ومحبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں‘ یا سلام و دعا کا حکم فرماتے ہیں‘ کالم نظمیں وغیرہ لکھتے ہیں۔ تیرے اور تیرے محبوب ﷺ کی محبت وعشق وغلامی کے حوالے سے ذکر خیر کرتے ہیں‘ ریلیاں نکالتے ہیں‘ میرے حق میں بیانات دیتے ہیں‘ ریلیوں کی صورت میں اڈیالہ جیل کے باہر سماعت کے موقع پر یا فقیر کے غریب خانہ پر محبت وعقیدت کے اظہار اور حوصلہ افزائی کیلئے تشریف لاتے ہیں‘ مولیٰ عزوجل مجھ گنہگار کی دعا ہے کہ تو ان سے

راضی ہو جا اور انہیں اپنی شان کے مطابق جزائے عطا فرما' انہیں دونوں جہانوں کی بھلائیاں عطا فرما کر سچا پکا عاشق رسول بنا کر آپس میں اتفاق و اتحاد عطا فرما کر اسلام اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی سنت کے مطابق زندگی اور ایمان و عافیت کے ساتھ مدینہ پاک میں موت و مدفن نصیب فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

یا اللہ عزوجل اپنی رحمت سے میرے پیر و مرشد امیر اہلسنت عاشق ماہ رسالت ﷺ' ولی نعمت' پیر طریقت' عاشق اعلیٰ حضرت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اور تمام علماء حق کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم فرما کر ہمیں ان کی قدر کرتے ہوئے ان کے فیض سے مستفیض اور ان کی تعلیمات اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق رفیق مرحمت فرما کر ان کے علم و عمل' عاجزی و انکساری' عمر' اخلاص' حسن اخلاق' نیکیوں اور ایمان' اولاد گھر بار پر اپنی رحمتوں برکتوں کا نزول فرما۔ آمین۔

یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر
آفتوں کا رخ بدل دے اور بلائیں ان سے پھیر
نفس و شیطان پر ہمیں غلبہ عطا کر یا خدا
اس علی کا واسطہ دیتا ہوں جو ہے تیرا شیر
جام ایسا اپنی الفت کا پلا دے ساقیا
نعت سن کر حالت عطار ہو رو رو کر غیر

یا اللہ عزوجل حضور ﷺ کی ساری امت کی مغفرت فرما' یغفر اللہ لنا ولکم' تمام عاشقان رسول ﷺ کو بہت بہت سلام دعا۔ آخر میں اگر مجھ سے کوئی غلطی' کوتاہی' بے ادبی ہوگئی ہو تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں' معاف فرما دیجئے

گا۔ جزاك الله خیرا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیر محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسیں لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب بنام غازی محمد یوسف:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

پیارے غازی محمد یوسف قادری رضوی عطاری بھائی جان، آپ کی والدہ محترمہ (ماں جی) پیارے آصف و دیگر بھائیوں، پیارے زبیر عطاری وسیم بھائی جان، تمام عاشقان وغلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۔سگ مدینہ ابوعلی غازی ملک محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا پیار ومحبت اور عقیدت و چاہت بھرا سلام!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ، الحمدللہ علی کل حال

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

پیارا اللہ عزوجل ہمارے ایمان، پیارے پاکستان اور سارے عالم اسلام کی حفاظت، خیر وسلامتی فرمائے۔آمین۔پیارے غازی صاحب! میں آپ سے بہت بہت خوش اور راضی ہوں۔ I Love You by God! خط کا جواب بلکہ خطوط کا جواب تاخیر سے ارسال کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔آپ کو تو میری سستی کا پتہ ہی ہے۔میں نکما، نااہل، نالائق سا بندہ ہوں، آپ بہت اچھے باکردار، پیارے ،میٹھے، سوہنے، سچے، نیک، مخلص، متقی، پرہیزگار اور حقیقی عاشق رسول ہیں اور مجھ گنہگار کے

امام و محسن بھی، پیارا اللہ عزوجل آپ پر اپنا خاص فضل و کرم اور رحمت فرمائے۔آمین آپ کو سلامت اور خوش رکھے۔آمین۔شیاطین کے شر، حاسدین کے حسد، ظالمین کے ظلم، منافقین کی منافقت سے محفوظ فرمائے۔آمین۔ پیارا اللہ عزوجل آپ کو باعزت جلد رہائی عطا فرمائے۔آمین اور مجھے بھی آپ کی خدمت کا موقع عطا فرمائے آمین۔

پیارے غازی صاحب!

میں آپ سے نہ ہی ناراض ہوں اور نہ ہی کبھی ناراض ہوں گا۔ok ہاں آپ کا مجھ جیسے گناہوں میں گھرے شخص سے ناراض ہونے کا حق بنتا ہے۔مگر آپ مجھے معاف فرما دیجئے، برائے کرم و مہربانی مجھ سے ناراض نہ ہوئیے گا۔مجھے معاف فرما دیجئے گا۔ شکریہ۔جزاك اللہ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
ناموس رسالت پہ ہم مر مٹنے کو ہیں تیار
آقا کے وفادار ہیں ، آقا کے وفادار
یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
اس سپاہی کا بھلا ہو جس نے کیا کذاب کو ڈھیر

یا اللہ عزوجل میرے پیارے غازی محمد یوسف عطاری بھائی کے چچا جان (مرحوم) اور تمام مسلمانوں کی مغفرت و بخشش فرما۔آمین اور ہمیں صبر و حوصلہ، عافیت و تندرستی عطا فرما۔آمین۔ پیارے زبیر عطاری بھائی جان بہت اچھے سچے اور خوش نصیب عاشق رسول ہیں اگر زندگی رہی تو میں آپ کو زبیر بھائی کو ساتھ ہی رکھوں گا اور آلو والے پراٹھے اور ہر ہر نعمت خداوندی مل کر کھایا پیا کریں گے اور اللہ و رسول کا ذکر واذکار کیا کریں گے۔ان شاء اللہ عزوجل اور فیضان مدینہ کراچی اور پھر مکے

مدینے بھی جائیں گے۔ان شاء اللہ۔

ہم بھی مدینے جائیں گے آ ج نہیں تو کل سہی
آقا ہمیں بھی بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی

شاہد اورنگزیب بھائی امانت بھٹی بھائی، اعجاز بھائی، فیصل بھائی اور دیگر بھائی صاحبان آپ کے سلام وتحائف پیغام وخطوط وغیرہ پہنچاتے رہتے ہیں اللہ عزوجل سب کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے ۔آمین ۔ہم سب کو معاف فرمائے ۔آمین۔ پیارے اللہ ورسول دونوں جہاں میں ہمارے حامی وناصر ہوں ۔آمین

رائے موسم A.S صاحب، مجھ گنہگار سے بہت پیار ومحبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں ۔اکثر آتے جاتے رہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو انہیں آپ کا خیال رکھنے کیلئے کہوں کسی سے سفارش کروں، ویسے ان کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا ہے بتایئے گا۔(ok) ٹھیک ہے پیارے غازی صاحب آپ اور زبیر بھائی کیلئے میری جان بھی حاضر ہے (اگر زندگی رہی تو آپ دیکھ لیجئے گا)oK

مجھے یوسف اور زبیر بھائی سے پیار ہے
انشاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑہ پار ہے (ان شاء اللہ)

ہمیں امیر اہلسنت، دعوت اسلامی، مدنی چینل تمام اولیاء کاملین، سادات کرام، علمائے حق 'مفتیان کرام مشائخ عظام، مدنی قافلوں، اسلامی بھائیوں، تمام تنظیمات اہلسنت سے پیار ہے پیار ہے۔انشاء اللہ دو جہاں میں ہمارا بیڑا پار ہے (ان شاء اللہ عزوجل) یا اللہ عزوجل اہل سنت اور ساری امت مسلمہ کو آپس میں اتفاق واتحاد عطا فرما۔آمین۔

پیارے غازی صاحب' گمراہوں اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے بچنا ہے میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں، کیونکہ میرے پیارے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شرک ٹھرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

فی امان اللہ و رسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب بنام محمد زبیر قادری:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین

امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول اللہ و علی آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

ہم بھی مدینے جائیں گے آج نہیں تو کل سہی
آقا ہمیں بھی بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی

پیارے زبیر بھائی کو سگ مدینہ محمد ممتاز قادری رضوی کا مکہ و مدینہ پاک کی معطر و معنبر فضاؤں اور ہواؤں کو چومتا ہوا سلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔الحمدللہ علی کل حال وبفضل رسولہ

پیارے زبیر بھائی! جب ہمارے مرشد پاک اپنے مریدوں کا ایمان حفاظت کیلئے پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں تو پھر کرم ہی ہوگا۔ان شاء اللہ۔

پیارا اللہ عزوجل ہمارے مرشد پاک اور ہمارے ایمان، جان، اولاد، عمر، نیکیوں، اخلاص وتقوی، حسن اخلاق، عشق رسول اور خوف خدا میں برکتیں عطا فرمائے، ہمیں ان

کے فیض سے مستفید ہونے اور ان کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔دعوت بھی قبول ہے آپ کے گھر آنے کی' مدنی انعامات کا کارڈ پر کرنے کی سعی کروں گا۔ان شاء اللہ۔

پیارا اللہ عزوجل آپ کو' مجھے اور تمام اسلامی بھائیوں' بہنوں کو اخلاص و استقامت کے ساتھ دین وسنت کی خدمت کی سعادت عطا فرما کر مدنی ماحول وچینل کی نعمت کی ہر ایک کو قدر وشکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔درود وسلام کی کثرت کی توفیق عطا ہو' پیارا اللہ عزوجل آپ سے راضی ہو اور سدا خوش وخرم اور شادمان وصحت مند رکھے۔آمین۔میں آپ سے خوش ہوں اور آپ سے ملاقات بھی کرنا چاہتا ہوں' میں پیرو مرشد کے کلام وسائل بخشش کا مطالعہ کرتے ہوئے سوگیا' خواب میں اپنے والد محترم کے ساتھ مدینہ پاک کی خوب سیر کی الحمدللہ۔

یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر

مفہوم حدیث مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔حق ہے اور تجربے سے ثابت ہے میں نے جب مردود کو مارنے کی نیت وارادہ کیا تھا' دوران سفر گاڑی میں یہ دعا ''گستاخ رسول کی سزا موت ہے اے کاش اللہ و رسول مجھے اس مقصد کیلئے قبول فرمالیں'' آمین۔لکھی تھی جو الحمدللہ قبول ہوئی۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

میری سعادت کی معراج کہ مجھ جیسے گنہگار بندے کو زمانے کے ولی کامل' امیر اہلسنت' پابند سنت' محب شریعت' عالم باعمل' پیر طریقت' سچے عاشق رسول ﷺ نے نظر کرم میں رکھا۔الحمدللہ علی احسانہ وبفضل رسولہ۔

واہ ہے کیا بات میرے مرشد کی
کتنی ہے اعلیٰ ذات میرے مرشد کی
میں تو ادنیٰ سا غلام ہوں اور
یہ سب ہے کرامات میرے مرشد کی
میرے غوث و رضا کے پیارے ہیں
سچی اور اچھی ہے بات میرے مرشد کی
ہم مریدوں کو بھی ہوجائے یاد
ہر اچھی ہو جو بات میرے مرشد کی
جس میں ذکر مدینہ بھی آتا ہے
کتنی پیاری ہے وہ نعت میرے مرشد کی
مجھ پہ ہے آج جو کرم رب کا
یہ سب ہیں برکات میرے مرشد کی
جن کو دیکھیں تو رشک آتا ہے
ایسی ہیں عبادات میرے مرشد کی
جن کو دیکھیں تو یاد رب آئے
ایسی ہیں زیارات میرے مرشد کی
جن کے انسان تو ہیں مرید و محب
مرید ہے قوم جنات میرے مرشد کی
میں تو محبت سے اس کو سنتا ہوں
کرتا ہے جو بات میرے مرشد کی
کاش ممتاز سے بھی ہو جائے

ایک بار ملاقات میرے مرشد کی

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقیر محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسیں لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب 02:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے

یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے وہ پرواہ نہیں کرتے

پیارے محمد زبیر عطاری بھائی جان پیارے غازی محمد یوسف عطاری بھائی جان اور تمام عاشقان وغلامان رسول ﷺ کی خدمت میں سگ عطار ابو علی محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا پیار محبت اور عقیدت بھرا اسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی کل حال

پیارا اللہ عزوجل آپ کی بھی تمام دلی جائز نیک دعائیں قبول ومنظور اور خواہشات ونیک تمنائیں پوری فرمائے۔ آمین۔ مجھ گنہگار کو دعاؤں سے نوازنے کا بہت بہت شکریہ۔ (جزاك اللہ) پیارے غازی محمد یوسف عطاری بھائی سے میں نہ ہی ناراض ہوں اور نہ ہی کبھی آئندہ ہوں گا۔ انشاء اللہ عزوجل۔

I Love Ghazi Yousaf & Zubair Attri

مجھ نکمے اور سست اور حقیر انسان کو آپ دونوں معاف فرمائیں۔
please میں لکھنے کے معاملے میں بہت ہی نالائق ہوں، بلکہ نالائقوں میں فرسٹ آیا ہوں۔ بلکہ میرا حال اس بچے جیسا ہے، جسے اس کی امی کہتی ہیں کہ میرے بیٹے کے پاپا، اسکے لیے ایک ایسا روبوٹ یا ریموٹ کھلونا لائیں گے کہ جب بٹن دبایا تو پنکھا آن ،لائٹ آن ،کھانا تیار، بٹن دبایا تو چائے تیار بٹن دباتے ہی فوراً ہر کام ہو جائے گا۔ تو بیٹا آگے سے کہتا ہے، پر امی جان! یہ بٹن کون دبائے گا۔
میں بالکل بھی پریشان نہیں ہوں جی اس معاملے میں جب پیارے آقا کریم ﷺ نے پیغام و حکم ارشاد فرمادیا ہے تو یقیناً اسی میں بہتری ہوگی۔ انشاء اللہ

فی امان اللہ و رسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

ابو علی محمد ممتاز قادری عطاری

سینٹرل جیل راولپنڈی

مکتوب 03:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین
امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

حب دنیا سے تو بچا یارب (عزوجل)
ہم کو عاشق مصطفیٰ بنا یارب آمین

پیارے اور میٹھے محمد زبیر عطاری:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمدللہ رب العالمین علیٰ کل حال۔
پیارے زبیر بھائی! I LOVE YOU! دل سے دل خوش کر دیا آپ نے

بہت بہت شکریہ (جزاك الله خير) پیارے اللہ ورسول آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں ۔آمین ۔میں آپ سے بہت بہت خوش اور راضی ہوں ۔ پیارا اللہ عزوجل اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سے راضی وخوش ہو جائیں، اور ہمارے حامی و ناصر ہوں ۔آمین

پیارا اللہ عزوجل ہماری پیاری دعوت اسلامی اور اس کی تمام مجالس خصوصا دارالمدینہ مجلس مدنی چینل مجلس المدینہ العلمیہ کو دن 25 ویں اور رات 26 ویں ترقی و برکتیں عطا فرما کر ہمیں ان مجالس اور خصوصا پیارے میٹھے پیر و مرشد کے فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین اور محمد علی رضا قادری عطاری کو بھی اور سب مسلمانوں کیلئے صدقہ جاریہ بنائے (آمین) یا رسول اللہ میں زبیر بھائی سے راضی وخوش ہوں ۔آپ بھی ان سے راضی وخوش ہو جائیے اور ہمیں اپنے سچے پکے غلاموں میں اپنے قدموں میں قبول فرمالیجئے ۔آمین

پیارے زبیر بھائی:

پیارا اللہ عزوجل آپ کو دونوں جہاں کی بھلائیاں،خوشیاں نعمتیں ،رحمتیں، عظمتیں، راحتیں ،سکون واطمینان عطا فرمائے اور گستاخان رسول میں سے کوئی ہتھے چڑھ جائے تو اسے واصل جہنم کرنے کی ہمت وحوصلہ اور توفیق وسعادت بھی عطا فرمائے ۔آمین

بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
ان پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
یا اللہ میرے زبیر نوں وی اے جذبہ عطا ہووے
گستاخ ایدے ہتھوں آقا دا فنا ہووے ۔آمین

پیارے زبیر بھائی!

آپ تو پہلے ہی سے میری رہائی کی کوششوں میں پیش پیش ہیں ۔جزاك الله پیارے دل پذیر بھائی! میرے پیارے زبیر بھائی کا میری ہی طرح خیال رکھئے اور رہائی کی تحریک میں بھی شامل کر لیجئے ۔ یا اللہ عزوجل میں پیارے زبیر بھائی

سے راضی اور بہت خوش ہوں، تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ (آمین) ان کی اور ان کے گھر والوں خصوصاً والدین، بہن بھائیوں اور اہل وعیال وخاندان کی حفاظت، خیر وسلامتی فرما۔ (آمین) خصوصی رحمتوں و برکتوں کا نزول فرما۔ آمین۔ ہمیں اسلام وقرآن وسنت و شریعت پر زندگی وعمل، دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں استقامت اور ایمان و عافیت کی موت ومدفن مدینہ پاک میں عطا فرما۔ آمین

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن ہمار ا محبوب کے قدموں میں بنا دے
دیتا ہوں تجھے واسطہ میں پیارے نبی کا
امت کو خدایا راہ سنت پہ چلا دے (آمین)
اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو آمین

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

ابو علی محمد ممتاز قادری عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب 04:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

امابعدفاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

حبیب خدا کا نظارا کروں میں
دل وجان ان پر نثار کروں میں

یہ ایک جاں کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پہ سب کو وارا کروں میں
میرا دین وایماں فرشتے جو پوچھیں یارسول اللہ ﷺ
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں

پیارے میٹھے، سچے، عاشق رسول غلام محمد زبیر عطاری قادری بھائی آپ کے اہل وعیال عزیز واقارب، خصوصاً والدین محترم، بھائیوں، بہنوں، بچوں، بوڑھوں، بزرگوں رشتہ دار و دوست احباب اور تمام عاشقان و غلامان رسول اللہ ﷺ کی خدمتوں میں سگ مدینہ غلام احمد، ابوعلی محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا پیار و محبت و عقیدت بھرا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ رب العالمین علیٰ کل حال

یا اللہ عزوجل ہمارے ایمان، پیارے پاکستان اور سارے عالم اسلام کی حفاظت اور خیر وسلامتی فرما۔ ہمارے والدین اساتذہ کرام ومرشدین اسلامی بھائیوں بہنوں اور ساری امت مسلمہ کی مغفرت و بخشش فرما۔ آمین۔ سب سے پہلے آپ سب کو ماہ میلاد اور عید میلاد بہت بہت مبارک ہو۔

یہ ذکر وہ ہے کہ جس کا ذمہ لیا ہے خود خالق جہاں نے
ہم آج ہیں کل یہاں نہ ہونگے مگر یہ محفل سجی رہے گی

تاخیر سے اور آپ کے طویل مکتوب مبارک کا مختصر جواب دینے پر معذرت خواہ و شرمسار ہے یہ عاشق عطار۔ اگر ہو سکے تو مجھ گنہگار کو معاف فرما دیجئے گا۔ (جزاك الله) میں بہت نکما، نا اہل، لاپرواہ اور سست شخص ہوں (پڑھنے لکھنے کے معاملے میں) پھر بھی آپ سب مجھ سے پیار کرتے ہیں (یہ سب غلامی رسول کا صدقہ ہے) ورنہ میں کہاں۔ منتظر ہوں، کہ کب وہ گھڑی آئے گی، جب کائنات کا سب سے بڑا گنہگار بندہ، غلام و امتی اپنے پیارے پیارے خالق و مالک، رب، رحیم و کریم ورحمٰن کے فضل و کرم سے

اس کے پیارے حبیب پاک کے قدموں میں پہنچے گا اے کاش۔۔۔۔۔صد کروڑ کاش

اے کاش مدینے میں مجھے موت یوں آئے
قدموں میں تیرے سر ہو میری روح چلی ہو ۔ آمین

ان شاء اللہ عزوجل پیارے اللہ و رسول کے فضل و کرم سے عنقریب جنت میں ملاقات ہوگی ۔ ان شاء اللہ عزوجل ۔ دنیا کی زندگی تو دھوکے کا مال ہے ۔ اصل آخرت ہے یہ دنیا عارضی ٹھکانہ اور مومن کے لئے تو ویسے بھی قید خانہ ہے ۔ پیارا اللہ عزوجل ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے آمین یا اللہ عزوجل ہم امتحان و آزمائش کے قابل نہیں ہیں ۔ ہم پر اپنا خاص فضل و کرم و رحمت و مغفرت و مہربانی عطا فرما (آمین)

ہر خطا تو درگزر کر بے کس و مجبور کی
یا الٰہی مغفرت کر بے کس و مجبور کی آمین
زندگی اور موت کی ہے یا اللہ کشمکش
جاں چلے تیری رضا پر بے کس و مجبور کی
نامۂ اعمال میں حسن عمل کوئی بھی نہیں
لاج رکھنا روز محشر بے کس و مجبور کی
جس کسی نے بھی دعا کے واسطے یا رب کہا
کر دے پوری آرزو ہر بے کس و مجبور کی

مدنی چینل دیکھتے رہیے ۔ بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار تو اچانک موت کا ہوگا شکار نیکیاں چھپائیے ہمیشہ سچ بولئے ۔ ایک چپ سو سکھ ۔ جو چپ رہا اس نے نجات پائی (الحدیث) اخلاص قبولیت کی کنجی ہے ۔

یارسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز عطاری قادری سنٹرل جیل راولپنڈی

مکتوب 05:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

میرے مرشد میرے زبیر اور سب بہن بھائیوں کو

عطا دیدار ہو جائے تمہارا ! یا رسول اللہ

یقینا آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں

ہمارے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

میرے زبیر کو حج پہ بلا لے اے میرے اللہ

مدینے کا کرے یہ نظارہ ! یا رسول اللہ

عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیارے مرشد کریم شہزادگان عطار، محمد زبیر قادری عطاری واہل خانہ محمد عابد قادری عطاری اور تمام غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمات میں محبت بھرا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ علیٰ کل حال

ہمیں امیر اہلسنت و شہزادوں سے پیار ہے

ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑہ پار ہے

شہزادہ عطار کی خدمت میں پیغام پہنچانے اور عظیم الشان ثواب کے تحائف ارسال کرنے پر جزاك اللہ خیرا واحسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔

اللہ عزوجل آپ کو آپ کے گھر والوں اور تمام عاشقان رسول کو بار بار حج وعمرہ کی

سعادت اور حاضری مرشد پاک کے ساتھ عطا فرمائے۔آمین

وظیفہ کر رہا ہوں اللہ و رسول کے کرم و رحمت و فضل مہربانی سے انشاء اللہ عنقریب مدنی قافلوں کے مسافر اور مدنی انعامات کے عامل بنیں گے اور ساری دنیا میں دعوت اسلامی کی دھوم مچانے کی سعادت حاصل ہو گی۔انشاء اللہ عزوجل

دنیا بھر میں جاؤں گا سنتیں پھیلاؤں گا

چین ہو یا بنگلہ دیش یا کہ ہندو ستان ہو

مرشد کے فرمان پر جان بھی قربان ہے (انشاء اللہ عزوجل)

پیارے زبیر بھائی آپ نے عظیم تحائف بھیجے تو میں بھی اپنی زندگی کی نیکیاں جن میں 30 دن کا رمضان المبارک میں اعتکاف 10 روزہ سنت اعتکاف 5 مدنی قافلوں جن میں ایک حاجی اظہر عطاری سے ملاقات اور کچھ وقت ان کے محلہ کی مسجد میں گزارنے، حاجی شاہد عطاری کی زیارت تربیتی اجتماع اسلام آباد کی مسجد میں، حاجی مشتاق عطاری کی صحبت و محبت، اجتماعات ذکر و نعت، ملتان شریف میں شرکت، مرشد کے بیان سے درد مدینہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کا واقعہ سن کر عشق رسول خوف خدا میں ہچکیاں باندھ کر رونا، درس فیضان سنت صدائے مدینہ لگانے کا موقع ملا۔ 111 قرآن پاک کا ثواب، 12 لاکھ درود پاک کا ثواب، انسانی جان بچانے کا ثواب آپ اور آپ کے گھر والوں کو تحفہ پیش کرتا ہوں قبول فرمائیں۔اللہ عزوجل قبول و منظور فرما کر ہم سے راضی ہو۔پیارا اللہ عزوجل آپ کے والدین کو اور تمام بیماروں کو اپنی رحمت اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی آنسوؤں کے صدقے شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔آمین۔پیارا اللہ عزوجل ہمارے مرشد خانے کو تا قیامت شاد آباد رکھے اور تمام امت مسلمہ کو اس کے فیض سے مستفیض فرمائے۔آمین

پیارے اللہ عزوجل کا بے شمار شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسے سچے اچھے پیارے ولی کامل کے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔(الحمد للہ)

مرشدی عطار پر نور کی برسات ہو۔ (آمین) میرے پیر دی ہر دم خیر ہووے۔
انشاء اللہ عزوجل آپ عابد بھائی اور میں مرشد کریم کی زیارت وملاقات سے بھی فیض پا رہے ہونگے اور انھیں مدنی قافلوں میں سفر اور مدنی انعامات پر عمل کر کے خوش بھی کر دینگے۔ انشاء اللہ عزوجل۔ مغل آباد اللہ والی مسجد میں آنا یاد نہیں بہر حال کئی اجتماعات ذکر نعت میں شرکت کی سعادت حاصل ہوتی رہی ہے۔
یا اللہ میرے پیارے سگ مدینہ محمد زبیر قادری، مجھے ان کے اور میرے والدین، پیر بھائیوں اور اسلامی بہنوں سب کو بخش دے راضی ہو جا سب کا بیڑہ دو جہاں میں پار کر کے مرشد پاک کے سنگ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے جنت میں داخلہ اور وہاں ان کے پڑوس میں جگہ عنایت فرمادے تو کیا بات ہے۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر، آمین۔
فی امان اللہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

مکتوب 06:

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ
والسلام علیک یا رسول اللہ و علی آلک و اصحابک یا حبیب اللہ
عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد زبیر بھائی اور ان کے جاننے والے اسلامی بھائی جو فوت ہو گئے ہیں ان کے لواحقین اور تمام غلامان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سگ عطار و سگ مدینہ محمد ممتاز قادری رضوی عطاری کا مکہ و مدینہ پاک کی پر کیف و نور بھری ہواؤں کو چومتا جھومتا ہوا اسلام۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ رب العالمین علی کل حال
جب سے ہوا ہے آقا کا کرم خیریت سے ہوں
دعا گو ہوں کہ پیار اللہ عزوجل اسلامی بھائی (شعبان قادری عطاری) اور تمام فوت

شدگان مسلمانوں کی مغفرت و بخشش فرمائے (آمین) پیارا اللہ عزوجل ہم سب کو بھی مرنے سے پہلے قبر و آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں
کتنی بے اعتبار ہے یہ دنیا
موت کا انتظار ہے یہ دنیا
بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
تو اچانک موت کا ہو گا شکار
زندگانی یوں ہی تمام ہوتی ہے
صبح ہوتی ہے پھر شام ہوتی ہے
آتے ہوئے آذان ہوتی جاتے ہوئے نماز
ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے
کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

اللہ عزوجل اسلامی بھائی (شعبان قادری) کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرما کر ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

لواحقین زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کے تحفے یعنی تلاوتِ قرآن پاک، درود و سلام، ذکر و اذکار اور نوافل و نیکیوں کا ثواب مرحوم شعبان قادری کو پہنچاتے رہیں۔

اللھم اغفرلی ولکل مومن و مومنۃ

ہر خطا درگزر کر بے کس و مجبور کی
یا اللہ مغفرت کر بے کس و مجبور کی
واسطہ نور محمد ﷺ کا تجھے پیارے خدا
گور تیرہ کر منور بے کس و مجبور کی
آمنہ کے لعل کا صدقہ فاطمہ کے لعل کا

دور ساری کر آفتیں بے کس و مجبور کی
آپ کے میٹھے مدینے کی گلی میں یا نبی
حاضری ہو خیر سے ہر بے کس و مجبور کی
جس کسی نے بھی دعا کے واسطے یا رب کہا
کر دے پوری آرزو ہر بے کس و مجبور کی

ہمیشہ سچ بولئے (سچ گیا بچ) ایک چپ سو سکھ۔ جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ نماز قائم کیجئے۔ اخلاص قبولیت کی کنجی ہے۔ مدنی چینل دیکھتے رہیئے مدنی انعامات پہ عمل اور مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔ کرم ہو گا (انشاء اللہ)

دعاؤں کا طلب گار محمد ممتاز قادری

فی امان اللہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دم واپسی لب پر ہو یا اللہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکتوب 07:

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ
والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

ہم کو اللہ اور نبی سے بے حد پیار ہے
انشاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑہ پار ہے

پیارے زبیر بھائی: ماہ میلاد کے صدقے اللہ عزوجل ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے، آمین ہماری ہمارے والدین، ہمارے اہل خانہ و خاندان، عزیز واقارب دوست احباب، اسلامی بھائیوں، بہنوں بچوں بڑوں بزرگوں سارے غلامان مصطفیٰ اور امت مسلمہ کی مغفرت و بخشش فرمائے۔ (آمین)

یا اللہ عزوجل محافل واجتماعات ذکر و نعت بسلسلہ جشن ولادت اور جلوس وریلیاں جو

ناموس رسالت و جشن عید میلاد النبی ﷺ کیلئے ہوں ان پر اپنی رحمتوں و برکتوں کا نزول فرما کر سب کی حفاظت فرما (آمین) سب کو شیاطین کے شر حاسدین کے حسد، دشمنوں کی دشمنی، منافقین کی منافقت، دہشت گردوں، تخریب کاروں کی دہشت گردی و تخریب کاری سے محفوظ و مامون فرما۔ آمین۔ یا اللہ عزوجل ہمیں مرشد کریم کے ساتھ چل مدینہ کی سعادت عطا فرما۔ آمین۔ یا اللہ عزوجل ہمارے ایمان، علم و عمل و عمر، نیکیوں، عاجزی، اخلاص، خوف خدا اور عشق مصطفی ﷺ میں دن 11 ویں اور رات 12 ویں ترقی و برکتیں عطا فرما۔ آمین۔ یا اللہ عزوجل میرے پیارے بھائی محمد زبیر عطاری اور ان کے تمام گھر والوں کی دلی جائز نیک دعائیں حاجات، تمنائیں قبول و منظور فرما کر انہیں مدینہ بلا لے۔ آمین۔ یا اللہ عزوجل ہمارے پیارے پیر و مرشد، ان کے شہزادگان، محبین، متعلقین اور علمائے حق کو درازی عمر بالخیر عطا فرما کر ہمیں ان کی تعلیم و تربیت پر عمل کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، آمین۔ یا اللہ عزوجل دعوت اسلامی کی دھوم مچ جائے۔ آمین

یا حفیظ یا عظیم یا قیوم
دعوت اسلامی کی مچ جائے دھوم
دو جہاں میں اے میرے رب غفور
مدنی چینل ہر جگہ پھیلائے نور، آمین

یا اللہ عزوجل ہمیں مدنی انعامات کا عامل اور مدنی قافلوں کا مسافر بن کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

پیارے پیر بھائی محمد زبیر قادری:

اللہ عزوجل آپ سے راضی ہو اور پیارے آقا ﷺ ہمیں اپنے سچے غلاموں میں قبول فرمالیں۔ آمین

یہی ہے آرزو جو ہو سرخرو ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں ہم کو قبول ہے
اور مجھے تو غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے

ایک چپ سو سکھ کتنا پیارا مدنی پھول ہے
مرحبا مرحبا آقا کی آمد مرحبا
ہم کو اس نعرے سے بے حد پیار ہے
مصطفیٰ اس روز تشریف لائے اس لیے
یوم عید میلاد النبی ﷺ سے پیار ہے
یہ ذکر وہ ہے کہ جس کا ذمہ لیا ہے خود خالق جہاں نے
ہم آج ہیں کل یہاں نہ ہونگے مگر محفل سجی رہے گی

فی امان اللہ ورسولہ والسلام علیکم

عطار محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب 08:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

مسلمانوں تمہیں صبح بہاراں مبارک
وہ برساتے انوار سرکار ﷺ آئے
سرکار کی آمد مرحبا دلدار کی آمد مرحبا

عاشق رسول ﷺ غلام محمد زبیر قادری رضوی اور تمام غلامان ﷺ کی خدمات میں سگ عطار ومدینہ ابوعلی محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا پیدا ہوتے ہی رب ھب لی امتی کہنے والے، غم امت میں رونے والے نبی رحمت شفیع امت ﷺ کی نعلین مبارک کو چومتا ہوا جھومتا ہوا اشکبار، خوشگوار و خوشبودار سلام!

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ رب العالمین علی کل حال و بفضل حبیبہ

جب سے ہوا ہے آقا کا کرم خیریت سے ہوں

آپ سب کو ماہ میلاد ربیع النور شریف اور جشن عید میلاد النبی 12 کھرب مرتبہ مبارک ہو۔

جب تک یہ چاند تارے جھلملاتے جائیں گے
تب تلک جشن ولادت ہم مناتے جائیں گے
نعت خوانی موت بھی ہم سے چھڑا سکتی نہیں
قبر میں بھی مصطفی کے گیت گاتے جائیں گے
خلد میں ہو گا ہمارا داخلہ اس شان سے
یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے
آمد مصطفیٰ ہوئی روشن زمانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

پیارے پیر بھائی محمد زبیر عطاری:

عظیم الشان تحفہ نقش پائے مبارک حضور اکرم نور مجسم ﷺ بوساطت پیارے بھائی محمد عابد قادری عطاری ارسال کرنے پر آپ کا 12 کھرب، نیلم، پدم مرتبہ شکریہ (جزاك الله خیرا) آپ کی خدمت میں جشن ولادت کی خوشی میں جھنڈا حاضر ہے قبول فرمائیں۔

نبی کا جھنڈا لے کر نکلو اور دنیا پہ چھا جاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر پہ لہراؤ
پکارو یا رسول اللہ یا حبیب اللہ ﷺ
میں صدقے یا رسول اللہ یا حبیب اللہ
آقا کی آمد مرحبا! مولیٰ کی آمد مرحبا
ہو بارہویں کا صدقہ ہم کو عطا یہ آقا
ایمان رہے سلامت چھن جائے نہ کہیں یہ آمین

اللہ عزوجل کے کرم سے پہنچوں میں جب مدینہ
قدموں سے مصطفیٰ کے لوٹوں میں پھر کبھی نا
سرکار کے دیوانے جھنڈے لگا رہے ہیں
کیونکہ خوشی ہے ان کو سرکار ﷺ آرہے ہیں
کر کے چراغاں گھر پر گلیاں سجا رہے ہیں
منکر ہے جو نبی کا اس کو جلا رہے ہیں
حورو ملک ہیں شاداں ، خوشیاں منا رہے ہیں
جن و بشر بھی خوش ہیں سرکار آرہے ہیں
رب ہے ہمارا معطی آقا ہمارے قاسم
اللہ کی عطا سے آقا لٹا رہے ہیں

فی امان اللہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعاؤں کا طلب گار محمد ممتاز قادری

دم واپسی لب پر ہو یا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

مکتوب 09:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ
والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

حب دنیا سے تو بچا یارب
ہم کو عاشق مصطفیٰ بنا یارب

پیارے زبیر بھائی پیارے پیارے شہزادگان عطار پیارے اور میٹھے میٹھے مرشد کریم، پیارے بلال سلیم قادری بھائی، پیارے اویس عطاری بھائی، پیارے توصیف رضا عطاری بھائی، پیارے بلال مظہر عطاری بھائی، پیارے غلام محمد زبیر عطاری قادری

رضوی اوران کے والدین محترم، تمام اسلامی بھائیوں بہنوں گھر والوں، دوست احباب سب عاشقان وغلامان رسول ﷺ کی خدمت میں سگ عطار و مدینہ ابو علی محمد ممتاز بشیر عطاری رضوی قادری کا محبت وعقیدت بھرا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارا اللہ عزوجل ہم سب کے ایمان کی حفاظت، خیر وسلامتی فرمائے، آمین۔ ہم سے راضی ہو جائے، آمین، ہماری، ہمارے والدین اساتذہ وکرام اور ساری امت مسلمہ کی بے حساب مغفرت وبخشش فرمائے۔آمین۔ پیارا اللہ عزوجل ہماری پیاری دعوت اسلامی اور اسکی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیہ، مجلس مکتبہ المدینہ، مجلس مدنی چینل مجلس مدنی قافلہ، مجلس مکتوبات وتعویذات عطاریہ، مجلس مدنی انعامات، مجلس مدرسہ المدینہ، دارالمدینہ، فیضان مدینہ، جامعۃ المدینہ کو دن 11 ویں اور رات 12 ویں ترقی وبرکتیں عطا فرمائے۔آمین

پیارے زبیر بھائی! میں آپ سے راضی وخوش ہوں، اللہ ورسول ﷺ بھی ہم سے راضی وخوش ہو جائیں۔آمین۔محبت وعقیدت کے اظہار اور تحائف کا بہت بہت شکریہ۔ جزاك اللہ خیر۔ مجھ گنہگار سگ عطار کا ذکر شہزادگان عطار کی بارگاہ ناز میں ہو اور مدنی چینل کی نشریات ریڈیو پر بھی سننا نصیب ہوں تو کیا کہنا۔ (سبحان اللہ والحمد للہ)۔ اللہ عزوجل زبیر بھائی سے راضی ہو۔ یارسول اللہ میں پیارے زبیر عطاری سے خوش ہوں۔

پیارے زبیر بھائی!

آپکی اگر کوئی تصویر ہو تو بھیج دیجئے۔ زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے مرشد کی زیارت خواب میں ہوتی رہتی ہے اور اکثر حوصلہ افزائی فرماتے اور خوش نظر آتے ہیں۔ الحمد للہ

اللہ عزوجل ان کے ایمان، جان، اولاد، گھربار، نیکیوں، اخلاص وتقوی، علم وعمل وعمر، صحت و تندرستی، مریدین وطالبین ومحبین کو دن 25 ویں اور رات 26 ویں ترقی وبرکتیں عطا فرمائے۔آمین۔

یا اللہ عزوجل میرے پیارے بلال سلیم قادری بھائی اور دیگر اسلامی بھائی بہنیں جہاں چاہتے ہیں، اگر ان کے حق میں بہتر ہو تو وہاں وہاں ان کے رشتے وشادیاں ہو جائیں۔آمین۔ یا اللہ عزوجل میرے پیارے زبیر بھائی کو بھی یہ جذبہ اور جرات وہمت و

حوصلہ عطا فرما اگر کوئی ہمارے آقا کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے تو یہ بھی اسے واصل جہنم کر دیں۔ انھیں اور مجھے بلکہ ہر مسلمان کو اسلام وسنت وقرآن وشریعت پر زندگی و عمل اور ایمان وعافیت اور شہادت کی موت ومدفن مدینہ پاک میں عطا فرما۔ آمین

یا اللہ عزوجل پنجتن پاک کے صدقے پیارے زبیر بھائی کے گھر والوں، بہنوں، بھائیوں عزیز واقارب میری اور سب عاشقان وغلامان رسول کی دلی جائز نیک دعائیں حاجات وتمنائیں، خواہشات قبول ومنظور اور پوری فرما۔ آمین

اور جس کسی نے بھی دعا کے واسطے یا رب کہا
کر دے پوری آرزو ہر بے کس و مجبور کی آمین
اللہ عزوجل کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز عطاری قادری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

مکتوب 10:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

حب دنیا سے مجھ کو بچا یا رب
ہم کو عاشق مصطفیٰ بنا یارب
بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
نام رحمٰن ہے تیرا یا رب
ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ

اس برے کو بھی کر بھلا یا رب
زلف محبوب کا مجھ کو بنا دے قیدی
اور ہرگز نہ پھر چھڑا یا رب
طالب مغفرت ہوں میں یا اللہ
بخش دے مجھے بہر مرتضیٰ یا رب
تو ہمیں بھی اٹھا حسن کر کے
ہو مع الخیر خاتمہ میرا یا رب

پیارے پیر بھائی محمد یوسف عطاری، پیارے محمد زبیر عطاری، پیارے وسیم بھٹی، آپ سب کے اہل وعیال، عزیز واقارب دوست احباب، تمام اسلامی بھائیوں، تمام غلامان مصطفیٰ کی خدمت میں سگ مدینہ ابوعلی محمد ممتاز قادری عطاری کا محبت بھرا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحمد للہ علی احسانہ وبفضل رسولہ

پیارے زبیر بھائی آپ پر کوئی پابندی نہیں میری طرف سے بلکہ آپ نے تو حاجی مشتاق عطاری کا ادب والا بے مثال واقعہ یاد دلا دیا۔ تفصیلی واقعہ پیارے یوسف بھائی سے سن لیجئے گا

پیارے زبیر بھائی مجھ گنہگار کے تایا جان مرحوم اور والدہ مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔ جزاك اللہ۔ پیارا اللہ آپ کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین اور اللہ ورسول دونوں جہاں میں ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو

مدنی چینل دیکھتے اور دکھاتے رہیے ہمیشہ سچ بولیے سچ گیا بچ جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ مفہوم حدیث پاک

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز قادری عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکتوب 11:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین
امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ
والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

خدا کے فضل سے ہے ہم پر سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا

پیارے سگ محمد غلام محمد زبیر قادری رضوی بھائی جان' مدثر قادری عطاری' جان سے پیارے مرشد کریم باپا جان کاش میں ہو جاؤں ناموس مصطفیٰ پر قربان۔ واہ واہ کیا بات ہے۔ حاجی سجاد واحد رضا شہدائے دعوت اسلامی کی' پیارے پیارے شہزادگان عطار پیارے پیارے نگران شوریٰ و اراکین شوریٰ' پیارے پیارے مبلغین' معلمین و مدرسین دعوت اسلامی' میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں' پیارے محمد عابد حسین قادری رضوی عطاری اور تمام عاشقان وغلامان رسول ﷺ کی خدمات میں سگ مدینہ ابو علی غازی ملک محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا پیار و محبت اور عقیدت بھرا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ' الحمدللہ علی کل حال

یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر
سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر

یااللہ عزوجل ہمارے ایمان' پیارے پاکستان اور سارے عالم اسلام کی حفاظت' خیر وسلامتی فرما۔ یااللہ عزوجل میرے پیارے بھائی محمد زبیر قادری عطاری بھائی جان کی گستاخان رسول خصوصاً کذاب لعین کو واصل جہنم کرنے کی خواہش' تمام جائز خواہشات' حاجات' نیک دعائیں' تمنائیں قبول ومنظور اور پوری فرما۔ (آمین)
مدنی چینل دیکھتے رہیے (ایک چپ سوسکھ) عاشقان رسول کے ساتھ سفر کرنا بلکہ

اسفار کرنے ہیں (انشاء اللہ عزوجل)

i love madni channel اسلام زندہ باد' پاکستان زندہ باد' پاک فوج زندہ باد

i love pak army مجھے افواج پاکستان سے پیار ہے۔

یا اللہ عزوجل تمام محافظین ومحبین اسلام اور پاکستان کی حفاظت، خیر وسلامتی فرما۔ آمین۔ہماری، ہمارے والدین، اہل وعیال، عزیز واقارب، رشتہ دار، دوست احباب اور ساری امت، مسلمہ کی مغفرت وبخشش فرما۔ آمین یا اللہ عزوجل ہمیں اسلام اور قرآن و سنت وشریعت پر زندگی وعمل اور ایمان وعافیت اور شہادت کی موت ومدفن مدینہ پاک میں عطا فرما۔ آمین۔ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز عطاری قادری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکتوب 12:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیارے پیر بھائی محمد زبیر عطاری قادری اور تمام غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سگ مدینہ ابوعلی محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا مکہ و مدینہ پاک، بغداد شریف، بریلی شریف اور کربلائے معلیٰ کی پرسوز، نورانی پر کیف، معطر ہواؤں اور فضاؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ الحمدللہ علی احسانہ وبفضل رسولہ

جب سے ہوا ہے آقا کا کرم خیریت سے ہوں

یا اللہ رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں دور شہید کربلا کے واسطے آمین

آپ سب کو نیا اسلامی سال 1434 بہت بہت مبارک ہو۔

پیارے زبیر بھائی! عابد بھائی کے ذریعے سے آپ کی خواہش کا علم ہوا، زبانی تو انھیں ہاں کر دی تھی لیکن آپ نے تحریر کا حکم فرمایا ہے تو لیجئے۔میرے پیارے پیر بھائی محمد زبیر عطاری قادری کو اگر ہو سکے تو میرے ساتھ دفن کیا جائے......اب خوش۔

پیر و مرشد، شہزادگان عطار اور تمام اسلامی بھائیوں، محبین و متعلقین کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض کیجئے گا۔جزاك الله خیرا۔

پیارا اللہ عزوجل شہدائے کربلا کے درجات میں بلندیاں ان پر رحمت اور ان کے صدقے ہم گنہگاروں اور ساری امت مسلمہ کی مغفرت و بخشش فرمائے۔(آمین)

زم زم عطاری مرحوم و مغفور کے ایصال ثواب کیلئے 12 قرآن پاک اور مجھ گنہگار کی نیکیاں پیش خدمت ہیں۔اللہ ان کے درجات میں بلندیاں اور ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔آمین۔یا اللہ عزوجل ہمیں اسلام و سنت پر زندگی اور ایمان و عافیت کی موت و مدفن مدینہ پاک میں عطا فرما۔آمین

فی امان اللہ ورسولہ والسلام علیکم ورحمة اللہ

سگ عطار محمد ممتاز قادری عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکتوب 13:

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

حب دنیا سے تو مجھ کو بچا یا رب
ہم کو عاشق مصطفیٰ بنا !یا رب

پیارے محمد زبیر عطاری قادری رضوی پیارے شہزادگان عطار پیارے محمد وسیم بھائی اور تمام عاشقان وغلامان رسول ﷺ کی خدمت میں سگ عطار ابو علی محمد ممتاز قادری رضوی عطاری کا پیار ومحبت اور عقیدت بھرا عاجزانہ سلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی احسانہ وبفضل رسولہ یا اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب پاک ﷺ کے صدقے وطفیل، حسنین کریمین کے صبرو استقامت اور قربانیوں کے صدقے، میری، زبیر بھائی اور تمام عاشقان وغلامان رسول کی زندگیاں، حاضریاں، جانیں، اپنی اور اپنے محبوب پاک کی بارگاہ وغلامی میں قبول ومنظور فرما۔ آمین

یہی ہے آرزو جو ہو سر خرو ملے دوجہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں ہم کو قبول ہے
باغ جنت میں محمد مسکراتے جائیں گے
پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اٹھاتے جائیں گے
حشر میں زیر لوائے حمد اے عطار ہم
نعت سلطان مدینہ گنگناتے جائیں گے
خلد میں ہو گا ہمارا داخلہ اس شان سے
یا رسول اللہ کا نعرہ ہم لگاتے جائیں گے

پیارے محمد یوسف عطاری قادری بھائی کو آپ کا سلام عرض کردوں گا۔ ان شاء اللہ عزوجل۔ i love yousuf zubair brothers very much

وردی کے بارے میں گھر والوں سے معلومات کر کے، اگر ممکن ہوا تو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا

غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں
غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے
جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے
خدا و مصطفیٰ کے نام پر قربان جاں کردو

کہ کامل مومنوں تم سب کا بھی ایمان ہو جائے
بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
ان پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

یا اللہ عزوجل میرے پیارے زبیر بھائی کے والد مرحوم اور تمام فوت شدہ مسلمانوں اور ہم زندہ لوگوں کی بھی بے حساب مغفرت و بخشش فرما کر ہمیں صبر جمیل اور اس پر اجر عظیم عطا فرما۔ آمین، اور ہمیں بھی دنیا میں رہتے ہوئے موت سے پہلے اسکی اور قبر و آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرما۔ آمین

بھائی Z مٹھائی، فروٹ، ہمکو سلام و دعاؤں اور محبت و عقیدت و پیار کا بہت بہت شکریہ (جزاك الله) پر حضرات اے گلاں چنگیاں نئیں۔ تساں چنگی نئی کیتی آئندہ اگر یہ تکلفات کئے تو میں ناراض بھی ہوسکتا ہوں اس لئے۔۔۔۔آہو۔۔۔۔عقل مند کیلئے اشارہ کافی ہے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو آمین

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز قادری عطاری سنٹرل جیل اڈیالہ راولپنڈی

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکتوب 14:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

منقبت بحضور شہزادگان امیر اہلسنت + مناجات 19 مئی 2012 اڈیالہ جیل (الحمدللہ) یہ منقبت + مناجات پیارے مرشد کریم اور ان کے پیارے شہزادوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

1۔ کرم ہم پہ فرما یہ سدا یا الٰہی (عزوجل)
نہ مرشد ہوں ہم سے جدا یا الٰہی

2۔ بلال اور احمد عبید رضا بھی ہوں
یوں حج کو چلے یہ قافلہ سارا یا الٰہی

3۔ زبیر اور عابد ہوں سگ ان کے در کے
یہ کرم ان پہ ہویا خدا یا الٰہی

4۔ بلال اور احمد سے الفت ہے ہم کو
ہو یہ ہم پر کرم یا خدا یا الٰہی

5۔ بنا دے ہمیں نیک مرشد کے صدقے
بہ طفیل عبید رضا یا الٰہی

6۔ ہمیں ان کے صدقے میں رحمت عطا کر
رہے ہر دم یہ اپنی سدا یا الٰہی (عزوجل)

7۔ غلامی میں اپنی قبول ہم کو کریں
بلال اور احمد رضا یا الٰہی

8۔ بلال اور احمد سے پیار ہو ہم کو ایسا
مل کر رہیں ہم با وفا یا الٰہی

9۔ ہے مرشد کے بیٹوں سے پیار اس لیے
کہ ہم چاہتے ہیں تیری رضا یا الٰہی

کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہیں ملتا اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں۔

11۔ ہے تیری ہی رحمت کرم ہے یہ تیرا
ملے ہم کو غوث الوریٰ یا الٰہی

12۔ ہے تیری ہی رحمت کرم ہے یہ تیرا
ملے ہم کو احمد رضا یا الٰہی

ملے ہم کو مدنی پیا یا الٰہی ملے ہم کو مرشد پیا یا الٰہی

13۔ تو پیاروں کے صدقے میں ہم کو عطا کر
دے صبر اور شرم وحیا یا الٰہی

14۔ بلال اور مرشد بھی راضی ہوں ہم سے
کبھی بھی نہ ہوں یہ خفا یا الٰہی

15- ہو اخلاق اچھا ہر کردار ستھرا
مطیع ہمیں مرشدی کا بنا یا الٰہی

16- تو دے مدنی چینل کو ایسی ترقی
کہ پھیلے یہ دنیا میں ہر جا الٰہی

17۔ تو ساری مجالس (دعوت اسلامی) کو دے ایسی برکت
کہ ہر اک کہے مرحبا یا الٰہی

18۔ تو عامل بنا مدنی انعام کا بھی
کرم کر کرم کر تو یا خدا یا الٰہیٰ

19۔ بنا دے مسافر ہمیں مدنی قافلوں کا
اسی کام میں دے کر فنا !یا الٰہیٰ

20۔ میرے پیارے مرشد پہ رحمت ہو تیری
ہے گھر جن کا دارالفنا !یا الٰہیٰ

21۔ میرے مرشدی کے جو بیٹے ہیں پیارے
بلال اور احمد عبید رضا ! یا الٰہیٰ

22۔ ہوں ان پہ تیری رحمتیں پیارے اللہ
کرم مصطفیٰ کا ان پر سدا !یا الٰہیٰ

2 3۔ ہوں جتنے بھی دیوانے میرے مرشدی کے
ہو دو جگ میں سب کا بھلا !یا الٰہیٰ

24۔ ہو مشتاق و فاروق پر تیری رحمت
کرم مصطفیٰ کا رہے سدا !یا الٰہی

25۔ سجا دو احد پر بھی رحمت ہو تیری
کر م مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان پر ہو سدا ! یا الٰہی

26۔ ملے درس فیضان سنت کی توفیق
ہمیں دن میں دو مرتبہ یا الٰہیٰ

27۔ سلیم قادری اور عباس پر تیری رحمت
کرم مصطفیٰ کا یونہی سدا !یا الٰہیٰ

28۔ زبیر اور عابد بھائی پہ رحمت ہو تیری
کرم مصطفیٰ کا ہو ان پر سدا!یا الٰہیٰ

29۔ یہ ممتاز پر ہے کرم تیرا مولا
ملی جو بھی اس کو سزا !یا الٰہی

30۔ تیرے پیارے محبوب کا جو ہے گستاخ
جہنم میں ہی وہ جائے گا !یا الٰہیٰ

31۔ ہے ممتاز پر یہ کرم تیرا مولا
ملا اس کو بھی جو حوصلہ !یا الٰہی

سگ عطار محمد ممتاز قادری عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مکتوب 15:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین
امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول الله و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب الله

سگ عطار عاشق عطار محمد زبیر عطاری پیارے بھائی عابد قادری عطاری ، بلال سلیم رضا قادری ، شاہد غوری قادری عطاری ، سنی تحریک کے تمام اراکین و اہلسنت سربراہان تمام اسلامی بھائیوں عاشقان و غلامان رسول ﷺ کی خدمت میں سگ مدینہ ابو علی محمد ممتاز بشیر قادری رضوی عطاری کا مکہ و مدینہ پاک کی پر کیف نورانی ، بغداد ، بریلی ، فیضان مدینہ کی معطر اور معنبر ہواؤں اور فضاؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا پیار محبت عقیدت اور درد بھرا اسلام۔

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔ الحمد لله علی احسانه وبفضل رسوله

جب سے ہوا ہے آقا کا کرم خیریت سے ہوں

دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل آپ سب اور تمام عاشقان رسول ﷺ کے اعتکاف عبادات مدنی قافلوں میں سفر نیکیوں کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرما کر آپ کیلئے ذریعہ نجات بنا کر دونوں جہاں میں بیڑا پار کر دے۔ آمین

پیارے زبیر بھائی! (اعتکاف اور عید کی بہت بہت مبارک قبول ہو) اور سب سے بڑھ کر حقیقی عید یعنی دیدار مصطفیٰ ﷺ کی بہت بہت بہت بہت مبارک مبارک مبارک۔ اللہ عزوجل کی آپ پر رحمتیں ہوں اور آپ کے صدقے مجھ گنہگار کی مغفرت ہو۔ آمین۔

اے کاش میں بھی فیضان مدینہ میں ، مرشد پاک کے جلوؤں میں اعتکاف کی برکتیں لوٹ کر مدنی قافلوں میں سفر کر کے پیارے آقا ﷺ کے دیدار کے جام پی سکوں اور راہ خدا میں ہی ان کے جلوؤں میں ایمان و عافیت کی موت نصیب ہو جائے تو کیا بات ہے۔

ہے تمنائے عطار یا رب ان کے قدموں میں یوں موت آئے

جب تڑپ کر گرے میرا لاشہ تھام لیں بڑھ کے شاہ مدینہ ﷺ

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں یا اللہ

مدفن ہم سب کا محبوب کے قدموں میں بنا دے آمین

مرشدی عطار پہ نور کی برسات ہو (آمین)

وہ کبھی گمراہ ہو سکتا نہیں ۔ رہنما جس کا میرا عطار ہے

پیارے زبیر بھائی:

میں آپ سے بہت خوش اور راضی ہوں۔آپ نے تو دل ہی خوش کر دیا، یہ سن اور پڑھ کر کہ میرے سوہنے، پیارے، میٹھے مرشد پاک نے مجھ گنہگار کیلئے دعا فرمائی۔ دل باغ باغ بلکہ باغ مدینہ ہو گیا۔ سبحان اللہ مجھے اپنی قسمت پر رشک آ رہا ہے کہ زمانے کے ولی امیر اہلسنت نے کرم فرمایا: شہزادہ عطار نے حوصلہ بڑھایا اور آپ جیسا پیارا دوست اور بھائی اس دنیائے ناپائیدار میں میسر آیا، الحمد للہ عزوجل۔

پیارا اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیر مرشد بھی آپ سے اور ہم سب سے راضی ہو جائیں اور سب کی دلی، نیک دعائیں حاجات تمنائیں قبول و منظور فرمائیں۔ آمین

آپ کے اور میرے پیر و مرشد دل کی بات کیوں نہ سمجھتے، یہی تو اللہ عزوجل کے کامل اولیاء اور پیارے بندوں، محبوبوں کی شان ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی
لکھاں نوجواناں نوں داڑھیاں رکھوایاں
عمامے سجوائے نے تے زلفاں رکھوایاں
سنتاں سکھانڑاں کم میرے عطار دا
چور ڈاکو آندے نے نمازی بنڑ جاندے نیں
عاشق لندن پیرس دے حاجی بنڑ جاندے نیں

نوٹ۔شاہد غوری قادری عطاری بھائی کیلئے مدنی چادر اور آپ یعنی زبیر بھائی کیلئے عمامہ شریف تحفہ حاضر خدمت ہے۔قبول فرمایئے۔

ہم کو اللہ اور نبی سے پیار ہے
ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

ان شاء اللہ عزوجل عنقریب آپ، میں اور عابد بھائی فیضان مدینہ جائیں گے مرشد کے جلوے پائیں گے، لکھ کروڑاں حجاں دا ثواب بھی پائیں گے، یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے مرشد کے پیچھے پیچھے جنت میں جائیں گے، سرکار کے قدموں میں اللہ

کے فضل سے جگہ پائیں گے، دونوں جہاں سنور جائیں گے۔ جنت میں مزے اڑائیں گے، سرکار کی نعتیں سنیں گے اور سنائیں گے رب کی رضا ورحمت پائیں گے، سارے غلاموں کے سب غم ختم ہو جائیں گے، سرکار جب جلوے دکھائیں گے، عاشق تو خوش ہو جائیں گے۔ سرکار پہ جان لٹائیں گے، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پائیں گے، ان شاء اللہ عزوجل۔ اور سارے گستاخ مٹ جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
انا اعطیناك الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

شہزادہ عطار اور نواسہ عطار کی بارگاہ میں محبت وعقیدت بھرا اسلام! 12 مرتبہ درود وسلام اور 25 مرتبہ سورہ اخلاص کا ثواب تحفہ پیش خدمت ہے فوجی بھائیوں کو بھی بہت بہت سلام ودعا (جزاك الله)

میری افواج کو مولا وہ جرأت اور ہمت دے
کہ محفوظ ان کے دم سے پیارا پاکستان ہو جائے ۔ آمین
خدا و مصطفیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہو جائے
کہ میری جان ان کے نام پر قربان ہو جائے
خدا و مصطفیٰ کے نام پر قربان جان کر دو
کامل مومنو تم سب کا بھی ایمان ہو جائے (آمین)
یہی ہے آرزو ممتاز کی بیٹا بھی اس کا اب
خدا و مصطفیٰ کے نام پر قربان ہو جائے

نوٹ۔ مکتوب کے جواب میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں، اگر ہو سکے تو معافی سے نواز دیجئے گا۔

پیارا اللہ عزوجل بلال سلیم رضا قادری صاحب کے اور ہم سب کے علم وعمل وعمر ایمان جان اولاد، گھر، کاروبار، نیکیوں، خوف خدا، عشق رسول میں دن گیارہویں اور رات بارہویں برکتیں عطا

فرما کر، محمد سلیم قادری اور تمام شہدائے اسلام وناموس رسالت ومیلاد النبی کے درجات میں بلندیاں عطافرما کر ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

تیرے نام پر ہو قربان میری جان جاناں
ہو نصیب سر کٹانا مدنی مدینے والے ﷺ
یہ ذکر وہ ہے کہ جس کا ذمہ لیا ہے خود خالق جہاں نے
ہم آج ہیں کل یہاں نہ ہوں گے مگر یہ محفل سجی رہے گی
سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان وگدا سب کو میرے سرکار نبھاتے ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں ﷺ
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

پیارا اللہ عزوجل آپ کو مجھے آپ کے میرے والدین، بہن بھائیوں، بھانجوں، بھتیجوں، دوست احباب، پیر بھائیوں' قادریوں، تمام غلامان مصطفیٰ اور عاشقان رسول ﷺ جنہوں نے بھی دعاؤں کیلئے کہا سب کی مغفرت وبخشش فرما کر ایمان کی سلامتی عطا فرما کر، بار بار حج وعمرہ کی سعادت اور میٹھے مدینے کی باادب حاضری اور پیارے محبوب کی زیارت ان کے قدموں میں شہادت عطا فرمائے۔آمین

جس کسی نے بھی دعا کے واسطے یا رب کہا
کر دے پوری آرزو ہر بے کس و مجبور کی (آمین)

کوئی غلطی کوتاہی، دل آزاری ہو گئی ہو تو معافی کا طلبگار ہوں' اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

مکتوب16:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین
امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ
والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

مجھے بھی مدینے بلا میرے مولا
کرم کی تجلی دکھا میرے مولا
بہت بے قراری کے عالم میں ہوں میں
میری بے قراری مٹا میرے مولا
جسے تو نے چاہا میں اس پہ فدا ہوں
میں تیرے محمد ﷺ کے در کا گدا ہوں
تجھے واسطہ تیرے پیارے نبی کا
میری بگڑی اب تو بنا میرے مولا
لب پہ نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
ان پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
اپنا سب کچھ گنبد خضریٰ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

عاشق رسول ﷺ حاجی محمد بلال عطاری، پیرومرشد نگران شوریٰ، شہزادہ عطار، زبیر قادری عطاری، راجہ توقیر، شہزاد بھائی تمام اسلامی بھائیوں اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کی خدمات میں مجھ گنہگار، محمد ممتاز قادری رضوی کا مکہ و مدینہ پاک کی پر کیف ہواؤں معطر و منور فضاؤں کو چومتا ہوا سلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمدللہ علی کل حال

پیارے زبیر عطاری بھائی آپ کے تحائف عابد حسین قادری بھائی سے موصول ہوئے، دل باغ باغ ہوگیا۔جزاك الله خیر او احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ پیارا اللہ عزوجل آپ کو اور ہم سب کو بار بار حج وعمرہ کی سعادت اور میٹھے مدینے کی باادب حاضری نصیب فرمائے۔آمین

جب سے ہوا ہے ان کا کرم خیریت سے ہوں
زندگی دا مزہ آوے سرکار دے بوہے تے
موت آوے تے سر ہووے سرکار دے بوہے تے
سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر ہو
ہم بھی مدینے جائیں آج نہیں تو کل سہی
آقا ہمیں بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
آؤ بازار مصطفی کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں
ہمیں بھی طیبہ میں بلوالے سنہری جالیوں والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مرشدی عطار پر نور کی برسات ہو آمین

ہمیشہ سچ بولئے کیونکہ سچ گیا بچ (سچ کو آنچ نہیں) (نماز قائم کیجئے) دیکھتے رہئے مدنی چینل (ایک چپ سو سکھ) (جو چپ رہا اس نے نجات پائی)

میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں امیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔انشاءاللہ

مجھے دعوت اسلامی سے پیار ہے (الحمدللہ) مدنی انعامات پر عمل کیجئے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔آپ کو 30 روزہ اعتکاف کا ثواب اور خاک مدینہ کا تحفہ بھیج رہا ہوں قبول فرمائیے۔شہزادہ عطار کو بے شمار درود وسلام کا تحفہ، پیر ومرشد کو ساری زندگی کے نیک اعمال کا ثواب تحفہ پیش کرتا ہوں قبول فرمائیں تو ذرہ نوازی ہو گی۔(جزاك الله)

آج میں جو کچھ بھی ہوں اور جس مقام پر ہوں یہ سب اللہ و رسول ﷺ کی رحمت و کرم اور پیر و مرشد کی نسبت و فیض اور والدین کی دعاؤں اور دعوت اسلامی کے مدنی ماحول کی برکات ہیں (الحمد للہ)

یہی ہے آرزو جو ہو سرخرو ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں ہم کو قبول ہے
غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے
اے کاش مدینے میں مجھے موت یوں آئے
قدموں میں تیرے سر ہو میری روح چلی ہو

یا اللہ عزوجل میرے زبیر عطاری بھائی، ان کے والدین، عزیز و اقارب، دوست احباب، بھانجی اور تمام عاشقان و غلامان مصطفی ﷺ اور ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرما کر اسلام پر زندگی اور ایمان و عافیت کیساتھ مدینہ میں موت و مدفن عطا فرمائے۔ آمین۔ کچھ تحائف ارسال کر رہا ہوں قبول فرمایئے گا۔

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن میرا محبوب کے قدموں میں بنا دے
دیتا ہو ں تجھے واسطہ میں پیارے نبی کا
امت کو خدایا راہ سنت پہ چلا دے
میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلی علیٰ کہتے کہتے
مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام
جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا

ہو زباں پر پیارے آقا الصلوٰۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله
وعلیٰ آلك واصحابك یا حبیب الله

یااللہ عزوجل ہمارے مرشد اور دعوت اسلامی کی تمام مجالس مدنی چینل کو دن 25ویں رات 26ویں ترقی و برکتیں عطا فرما کر ہمیں ان کے فیض سے مستفید ہونے اور ان نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے حقیقی معنوں میں ان سے (فائدہ اٹھانے) بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرما۔آمین

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو
عطار ہمارا ہے سر حشر اے کاش
دست شہ بطحا سے یہی چھٹی ملی ہو۔ آمین
عشق احمد میں عطا کر چشم تر سوز جگر
پیر الیاس عاشق خیرالوریٰ کے واسطے

اگر کوئی غلطی کوتاہی ،دل آزاری ہوگئی ہو تو معافی کا طلب گار ہوں ،اگر ہو سکے تو معاف کردیجئے گا(جزاك الله خیرا)

فی امان اللہ ورسولہ اللہ نبی وارث والسلام علیکم

محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مکتوب 17:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوٰۃ

والسلام علیك یا رسول اللہ و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا
خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا
ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
فیض میرے عطار پیا کا جاری ہے ہر دم
نسبت ہے کیا خوب ہماری عطاری ہیں ہم
غوث الاعظم کے ہیں پیارے پیارے میرے عطار
مرشد ی عطار پر نور کی برسات ہو
میرے پیر دی ہر دم خیر ہووے آمین

عاشق رسول ﷺ غلامان مصطفیٰ ﷺ محمد زبیر قادری رضوی ،مرشد کریم شہزادگان عطار، نگران شوریٰ وجمیع مجالس دعوت اسلامی کے نگران و خادمین اسلامی بھائیوں کی خدمات میں سگ مدینہ ابوعلی محمد ممتاز قادری رضوی عطاری کا مکہ ومدینہ کی پرکیف، نورانی ،بغداد وکربلائے معلیٰ کی معطر ومعتبر ہواؤں اور فضاؤں کو چومتا ہوا جھومتا ہوا سلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی کل حال

جب سے ہوا ہے آقا کا کرم خیریت سے ہوں
میرے عابد، میرے زبیر اور سب پیر بھائیوں کے
مدینے پاک میں آنے جانے کا انتظام ہو جائے
یہی ہے آرزو زبیر کی آقا کے قدموں میں
شہادت کا اسے عطا پھر جام ہو جائے
کوئی مردود اس دنیا میں اب نہ رہ سکے زندہ
شاید زبیر سے اب یہ اک کام ہو جائے
خدا و مصطفیٰ کے نام پر قربان جان کر دو
کہ کامل مومنو تم سب کا بھی ایمان ہو جائے
میرے بلال و احمدؔ میرے مرشد پر بھی
کرم سرکار کا اور رحمت رحمٰن ہو جائے
جدا جب جسم سے ہم سب کی جان ہو مولا
ہمارا خاتمہ بالخیر اور مع الایمان ہوجائے
زبیر کو قدموں میں آقا تم بلا لو پھر
مدینے میں حاضری کا عطا اک جام ہو جائے
میرے زبیر سے مولا رہیں مرشد سدا راضی
سگ عطار سے بھی کاش! یہ کا م ہو جائے

سلام و دعا پیار و محبت و عقیدت و شفقت و تحائف (جزاك الله خيرا) زبیر بھائی آپ میرے بھائی ہیں، اگر آپ مجھ گنہگار سے پیار کرتے ہیں تو یہ آپ کا بڑا پن ہے، ذرہ نوازی ہے، پیارے اللہ عزوجل و پیارے آقا ﷺ مرشد پاک، شہزادگان عطار،

والدین محترم اساتذہ کرام، دوست احباب، پیر بھائی ہم سے راضی ہو جائیں تو بیڑہ پار ہے (ان شاء اللہ) ۔آمین۔

خوشخبری سن کر دل باغ باغ بلکہ باغ مدینہ ہو گیا۔(جزاك الله) مرشدی عطار پر نور کی برسات ہو۔آمین ۔اسی خوشی میں آپکو تمام نیکیاں اور یہ غازی بننے والی نیکی بھی تحفہ میں پیش کرتا ہوں پیارا اللہ عزوجل قبول و منظور فرما کر ہم سب سے راضی ہو جائے۔آمین

دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہر جمعہ کو نماز ظہر کے بعد قبلہ رو ہو کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یکجا کردہ درود رضویہ شریف:

صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاما علیك یارسول اللہ

100 مرتبہ ورد کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔الحمدللہ سرکار کرم بھی فرماتے ہیں۔

کئی مرتبہ پیرو مرشد کے تصور سے مشرف ہو کر اعلیٰ حضرت کے دربار مبارک' پھر حضور غوث پاک کی حاضری کی سعادت حاصل کرتا ہوا، مولا علی کے در پر حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے، سبز گنبد کے اوپر آنکھیں بند کیئے حاضر خدمت اقدس حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر منور۔۔۔نور ہی نور۔۔۔

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
آقا کی عنایت ہے کہ رخ ان کا ادھر ہے
الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق
آنکھیں بند کرتے ہیں دیدار کیلئے
میرے پیر دی ہر دم خیر ہووے۔ آمین

پیارا اللہ عزوجل آپ کو اور ہم سب کو دونوں جہاں کی بھلائیاں و نیکیاں اور خوشیاں نصیب فرما کر بیڑا پار کر دے۔ پیارا اللہ عزوجل آپ کے درود سلام اور تمام نیکیوں کو

قبول و منظور فرمائے۔ آمین

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام
جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا
ہو زباں پر پیارے آقا الصلوٰۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام
سیکھنے سنتیں قافلے میں چلو لوٹنے رحمتیں قافلے میں چلو
تو ولی اپنا بنا لے اس کو رب لم یزل
مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل

مجھے دعوت اسلامی، مدنی چینل، مدنی قافلوں، مدنی انعامات امیر اہلسنت سے پیار ہے۔ انشاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑہ پار ہے۔ تمام اسلامی بھائیوں کو بہت بہت دعا ،سلام۔ اگر کوئی غلطی، بے ادبی، دل آزاری ہوگئی ہو تو معافی کا طلبگار ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سگ مدینہ محمد ممتاز قادری رضوی عطاری

دم واپسی لب پہ ہو یا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

❀❀❀

شہید ناموس رسالت کی یادداشتیں

✷ جب میں 7 سال کا تھا تو دعوت اسلامی کے بچوں' نوجوانوں اور بوڑھوں کو سفید کپڑے پہنے اور سر پر سبز عمامے شریف سجائے دیکھتا تو مجھے یوں لگتا کہ یہ لوگ آسمان سے اترے' کوئی نورانی مخلوق یا پھر فرشتے ہیں جو اتنے ٹھنڈے ٹھنڈے' میٹھے میٹھے لہجے میں بات کرتے ہیں کہ نہ وقت کا زیاں ہوتا ہے اور نہ ہی وقت کا احساس۔

✷ اور پھر جب 8 سال کی عمر میں' میں نے سفید کپڑے سلوا کر اور سر پر سبز عمامہ سجا کر محفلوں میں شرکت کرنا شروع کی تو میں اپنے آپ کو بھی اسی مخلوق کا ایک فرد تصور کرنے لگا اور پھر میرے دل و دماغ میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نغمے گونجنا شروع ہو گئے۔

✷ 10 سال کی عمر میں' میں جو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بار سن لیتا تو وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی جب کہ سکول کا انگریزی سبق مجھے 10' 10 دن یاد نہیں ہوتا تھا۔

✷ سبق یاد نہ ہونے کی صورت میں سکول میں اساتذہ کو انگریزی نغمہ کے بجائے نعت رسول مقبول سنا دیتا تو ہر سزا سے بچ جاتا ہوم ورک نہ کرنے کی صورت میں بھی اگر نعت رسول مقبول سنا دیتا تو اساتذہ کی ہر سزا سے بچ جاتا تھا۔

✷ اساتذہ کی اس شفقت نے میری مزید حوصلہ افزائی فرمائی اور میرے دل میں مزید نعت گوئی کا جذبہ اور شوق پیدا کیا۔

✷ 15 یا 16 سال کی عمر میں جب میں امیر دعوت اسلامی قبلہ پیر محمد الیاس قادری

عطاری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوا تو ماں باپ کا پیچھا چھوٹ گیا اور مکہ مدینہ ہی بیت بن گیا۔

* فیضان مدینہ کراچی جانے کی بہت خواہش تھی لیکن مالی حالات نے سفر کی اجازت نہ دی' لیکن فیضان مدینہ جانے کی خواہش نے اڈیالہ جیل میں پہنچا کر انوار مدینہ سے سرفراز فرمادیا۔
* یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ دن جلد آنے والا ہے جب نیل کے ساحل سے اٹھنے والی دعوت اسلامی کی یہ صدائے حق کاشغر کے پہاڑوں' میدانوں کو چیرتی ہوئی کوہ قاف کے پہاڑوں اور روئے زمین میں بسنے والے ہر جن وانس کو اسلام کا شیدائی بنادے گی۔
* نعتیں پڑھنے سے سینہ پانی کی طرح نرم اور گہرا دل درخت کی طرح ہرا بھرا اور دماغ آسمان کی طرح وسیع اور شفاف ہو جاتا ہے۔
* انسان جو مانگتا ہے اللہ رب العزت عطا فرماتا ہے' اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے اپنی عطا کردہ نعمتوں میں کمی بیشی بھی فرماتا ہے اور جب چاہے تو ضبط بھی فرمالیتا ہے' لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حق میں اتنے رؤف و رحیم ہیں کہ جب عطا کر دیں تو پھر کبھی کمی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سب کا خالق و مالک اور بلند وبالا ہے۔
* عشق مصطفیٰ' غم مصطفیٰ' شوق مصطفیٰ' دیدار مصطفیٰ' چاہت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل میں معراج انسانیت ہے۔
* اگر میں دنیا کا سب سے پہلا یا سب سے بڑا عجائب گھر بناتا تو اس میں سب سے پہلے قرآن مجید فرقان حمید کو سجاتا' کیونکہ یہ عرش عظیم کے مالک کا روئے زمین والوں کے لیے عظیم ترین اور حسین ترین تحفہ مبارکہ ہے' جسے دل

سے پیار ہے اس کا بیڑا پار ہے۔

✷ پیرومرشد کی نظر کرم اور اثر انگیز دعاؤں کا بدولت جیل کی کوٹھڑی جس کا سائز 6x8 ہے اکثر ایک وسیع باغیچہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ دور دور تک پھول دار اور پھل دار درخت ہی نظر آتے ہیں۔ آسمان بھی نظر آتا ہے۔ چشمے بھی نظر آتے ہیں اور پہاڑ بھی اور پرندے بھی سب کچھ نظر بھی آتا ہے اور خواہش پر مل بھی جاتا ہے۔

✷ جیل کی دیواروں کو اکثر ٹوٹا ہوا شگاف زدہ دیکھتا ہوں اور جیل کی سلاخیں اکثر ہوا یا پانی کی لہروں کی طرح راستہ دیتی رہتی ہیں۔

✷ وہ تمام عاشقان مصطفیٰ ستاروں کی طرح حرف بہ حرف نظر آتے ہیں جو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر اور میری رہائی کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔

✷ یہاں مجھ ناسیاہ پر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے شمار کرم ہیں تذکرہ ہوش وحواس گنوا دیتا ہے قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے اور ایک بار پھر جود وکرم کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

✷ میں بہت زیادہ خوش ہوں آپ سب بھی چلے آؤ سب اکٹھے مدینہ شریف چلتے ہیں۔

✷ جبنختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں تو میری وصیت ہے کہ مجھے غسل دعوت اسلامی کے میٹھے میٹھے پیارے اسلامی بھائی دیں۔

✷ میرے جنازے کو میرے گھر والے اور اسلامی بھائی کندھا دینے میں پیش پیش ہوں۔

✷ میری قبر زمین کے برابر ہو اور میرے قد کے برابر گہری ہو۔

✷ اگر ہو سکے تو جنت البقیع مدینہ منورہ یا پھر جہاں والد گرامی اور زوجہ محترمہ کی خواہش ہو دفن کیا جائے۔

- بیٹے محمد علی قادری عطاری کو حافظ قرآن اور پھر با عمل عالم بنایا جائے' دینی تعلیم کے لیے اسے دعوت اسلامی کے مرکز ''مدرسۃ المدینہ'' اور ''جامعۃ المدینہ'' کراچی میں داخل کروایا جائے۔
- نماز جنازہ قبلہ پیرو مرشد یا پھر قبلہ پیر حسین الدین شاہ پڑھائیں۔
- اپنے آپ کو اکثر جیل سے باہر اپنے اہل خانہ اور اسلامی بھائیوں کی محفل میں شریک دیکھتا ہوں۔
- جیل انتظامیہ کا رویہ میرے ساتھ اچھا ہے کسی سے کوئی شکایت نہیں اللہ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
- الیکٹرانکس اور پرنٹ میڈیا نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے جو کاوشیں کیں اور دکھائیں اور چھاپیں اللہ انہیں دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔
- تمام بچوں' بوڑھوں' مردوں' عورتوں سے التماس ہے کہ مدنی چینل دیکھتے رہیں اس میں اصلاح اور تربیت کے بہت سے پروگرام ہیں جن سے آپ کی دنیا و آخرت بہتر ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

غازی اسلام ماہ و سال کے آئینہ میں

نام	محمد ممتاز
والد کا نام	ملک محمد بشیر
قوم	اعوان
تاریخ پیدائش	یکم جنوری 1985ء
جائے پیدائش	راولپنڈی
بیعت	امیر اہلسنت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری 1995ء
ملازمت	محکمہ پولیس 2003ء
ایلیٹ (کمانڈو) کورس	2007-2008ء
شادی	2008
پیدائش فرزند	29 اکتوبر 2010ء
بیٹے کا نام	محمد علی (محمد علی رضا قادری)
عمر بوقت وقوعہ	26 سال
ایام اسیری	پانچ سال تقریباً
تاریخ شہادت	29 فروری 2016ء
نماز جنازہ	یکم مارچ 2016ء
بمقام	لیاقت باغ راولپنڈی
تعداد شرکاء	بی بی سی اور دیگر میڈیا کے مطابق 70 لاکھ سے زائد
امامت نماز جنازہ	سید حسین الدین شاہ جامعہ غوثیہ رضویہ
مزار مبارک	اسلام آباد بارہ کہو سے دائیں جانب موضع ''اٹھال''